نوائے
افغان جہاد
شوال ۱۴۳۸ھ
جولائی ۲۰۱۷ء
سلام ہو تیری عظمت پہ جامعہ حفصہ
کہ پھر سے سنت خولہ کو کر دیا زندہ

فتح انطاکیہ کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ کا دربارِ خلافت میں مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابوعبیدہ عامر بن جراح کی طرف سے امیر المومنین کے نام

السلام علیك فانی احمد الله الذی لا اله الا هو واصلی علی نبیه محمد صلی الله علیه وسلم

"میں باری تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے ہمیں فتح بخشی، غنیمت و نصرت دے کر ہماری اعانت کی۔ امیر المومنین! جناب کو واضح ہو کہ اللہ پاک عزوجل نے نصرانیت کا پائے تخت اور اُن کی سب سے بڑی دارالسلطنت انطاکیہ کو مسلمانوں کے ہاتھوں فتح کرادیا۔ اُس کے لشکر کو ہزیمت دی اور اُس کے حاکم کو قتل کرادیا۔ ہرقل کشتی میں بیٹھ کر دریا کے راستے سے کہیں بھاگ گیا۔ چونکہ انطاکیہ کی آب و ہوا نہایت عمدہ ہے مجھے خوف ہوا کہ کہیں مسلمانوں کے قلوب میں حبِّ دنیا نہ گھر کر جائے اور اپنے رب کی اطاعت سے منہ نہ موڑ لیں۔ اس لیے میں حلب کی طرف چل پڑا ہوں۔ وہاں پہنچ کر جناب کے حکم کا منتظر رہوں گا۔ اگر جناب شام کی انتہائی حدود کی طرف جانے کا حکم دیں تو امتثال امر کے لیے حاضر ہوں اور اگر یہیں اقامت کا حکم فرمائیں تو ایسا ہی کروں۔ امیر المومنین! بعض ناخلف عربوں نے رومیوں کی لڑکیوں کو دیکھ کر ان سے نکاح کرنا چاہا۔ مگر میں نے اس غرض سے کہ کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو جائے اُنہیں اس کام سے روک دیا، ہاں اللہ عزوجل جسے فتنہ سے بچالیں اور شرح صدر دے دیں تو دوسری بات۔ ایسے لوگوں کے متعلق جلدی احکام نافذ فرمائیے۔ تمام مسلمانوں کو سلام عرض کر دیجیے"۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت عمر فاروقؓ کا جوابی مکتوب حضرت ابوعبیدہؓ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عمر بن خطاب کی طرف سے امیر شام ابوعبیدہ عامر بن جراح کے نام

السلام علیك وانی احمد الله الذی لا اله الا هو واصلی علی نبیه

"میں باری تعالیٰ کے اُن احسانات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو اُنہوں نے مسلمانوں کو مدد و نصرت اور متقین کو عاقبت عطا کر کے فرمائے۔ نیز وہ ہمیشہ اُن کی اعانت اور اُن کی مہربانی و لطافت فرماتے ہیں۔ آپ کا یہ لکھنا کہ ہم نے انطاکیہ کی آب و ہوا کے عمدہ ہونے کے سبب وہاں قیام نہیں کیا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں یاایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا (اے رسولو! عمدہ عمدہ چیزوں میں سے کھاؤ اور عمل صالح کرو)۔ دوسری جگہ ارشاد ہے یاایھاالذین آمنو کلوا من الطیبات ما رزقناکم واشکروالله (اے ایمان والو! عمدہ عمدہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں دی ہیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو)۔ آپ کو یہ چاہیے تھا کہ مسلمانوں کو آرام کرنے دیتے، جنگ میں جو انہیں تھکن اور تعب عارض ہو گئے تھے اُس کو اتار لینے دیتے۔ آپ کا یہ لکھنا کہ میں حکم کا منتظر ہوں اگر آپ تحریر فرمائیں تو انتہائے درجہ تک چلا جاؤں۔ سو تم وہاں موجود ہو، حالات تمہارے سامنے ہیں۔ میں وہاں سے بہت دور ہوں، غائب اور دور کے آدمی کو اُن حالات سے پوری واقفیت نہیں ہوا کرتی جو وہاں کے رہنے والے اور حاضر شخص کو ہوا کرتی ہے۔ دشمن تمہارے قریب ہے، تمہارے جاسوس تمہیں ہر وقت خبریں دیتے رہتے ہیں۔ اگر وہاں پر فوج کشی کرنا مناسب و اولیٰ ہو تو مناسب سمجھ کر وہاں فوجیں بھیج دو اور دشمن کے شہروں پر خود مسلمانوں کی فوج لے کر حملہ کر دو۔ اُن کے ہر طرف سے راستے مسدود اور منقطع کر دو۔ لشکروں کے ساتھ نصرانی عربوں کے ایسے آدمی جن پر تم اعتبار کرتے ہو' بھیج دو تاکہ وہ اُنہیں راستہ بتلاسکیں۔ جو شخص تم سے صلح چاہے اُس سے صلح کرلو اور جو اُن سے اقرار کرو اُسے پورا کرو۔ تمہارا یہ لکھنا کہ عربوں نے رومی لڑکیوں کو دیکھ کر اُن سے نکاح کرلینا چاہا تھا سو اگر حجاز میں اُس شخص کے اہل وعیال نہیں ہیں تو اُسے نکاح کر لینے دو۔ نیز جو آدمی کوئی باندی خریدنا چاہے تو اُسے خرید لینے دو کیونکہ اس طرح وہ زنا سے محفوظ رہے گا۔ مسلمانوں سے سلام کہہ دینا"۔

والسلام علیک

(فتوح الشام)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شوال ۱۴۳۸ھ   جولائی 2017ء

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کو تکلیف پہنچانے سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ جس طرح سے پیغمبروں کو تکلیف پہنچانے والوں سے ناراض ہوتا اسی طرح مجاہدین کو تکلیف پہنچانے والوں سے بھی ناراض ہوتا ہے اور مجاہدین کی دعائیں اسی طرح قبول فرماتا ہے جس طرح پیغمبروں کی دعائیں''۔ (ابن عساکر)

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawaiafghan@tutanota.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawai-afghan.blogspot.com

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع 'نظامِ کفر اور اس کے پیرووں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورتِ حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

جبر کی پھونکوں سے خورشیدِ حق نہ بُجھنے پائے گا

'عبد' بن کر اپنی گردنوں کو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکانے کی بجائے' عارضی طاقت و قوت اور جاہ و حشم کی بنا پر کبر و نخوت میں ڈوب کر مخلوقِ خدا کو اپنے آگے جھکانے والوں میں سے ہر ایک متکبر اور سرکش اس زعم اور غرّے کا شکار رہتا ہے کہ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ اور أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِن تَحْتِي... پھر جو اِن کے آگے کورنش بجالائیں، اِن کی ہاں میں ہاں ملائیں، اِن کی غلامی اور تابع داری میں زندگیاں گزار دیں، رب کو چھوڑ کر اِنہی کے گُن گائیں اور اِنہی کے ابلیسی نظام کو اپنائیں اور پھیلائیں تو وہی معاش و اقتصاد کی تمام تر ترقیوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں، دنیا جہاں کے انعامات و نوازشات کی بارشیں اُن پر ہوتی ہیں، درباری و سرکاری مصاحبین اور مقربین میں مقام پاتے ہیں اور تعیشاتِ دنیا سے نوازے جاتے ہیں... اس کے برعکس جو بندگانِ خدا' إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ کا فیصلہ کر کے رَبُّنَا اللّٰهُ کہتے اور ثُمَّ اسْتَقَامُوا کی مثال بنتے ہیں... قولی، فعلی اور عملی طور پر رب ہی کے در پر جُھکتے، بندوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کی بجائے بندوں کے رب کی بندگی اور غلامی ہی کو زندگی کا شیوہ و شعار بناتے ہیں، يُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ کا عہد کر کے عُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ کو تھامتے ہیں اور خالقِ کائنات کی عطا کردہ شریعت ہی کو حکم مانتے ہیں... اُن کے لیے 'بندگانِ ابلیس' نے حَرِّقُوهُ، سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ، لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ، لَرَجَمْنَاكَ جیسی قولی و عملی دھمکیاں، جلاوطن کرنے، قید و بند میں تعذیب و تشدد کا نشانہ بنانے اور جلامارنے جیسی سزائیں اور عقوبتیں روا رکھیں ہیں... لیکن اللہ والوں کے قافلوں کے لیے تو اللہ پاک نے ہمیشہ کے لیے فیصلہ فرما رکھا ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ... اور اعداء اللہ اپنے تمام جبر و رعونت کے باوجود خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا سے دوچار ہوتے ہیں اور قیامت میں هُم مِّنَ الْمَقْبُوحِينَ کی نامرادیاں اُن کا مقدر رہیں...

زمانۂ موجود میں اللہ والوں اور فرعون والوں کی یہ عداوت اور جنگ پوری شدت سے جاری ہے... اللہ والوں کے ایک ایسے ہی قافلے کو 'نمرود اور فرعون والوں' نے جلامارا، اُن کے بیٹوں بیٹیوں کی لاشوں تک کو سفید فاسفورس سے سوختہ و کوئلہ کر کے رکھ دیا تھا... جی ہاں! دس سال قبل اسی ماہِ جولائی کے پہلے عشرے میں پاکستانی فوج نے لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں ظلم و جور کا جو بازار گرم کیا تھا، اُس کے زخم اِن دنوں میں تازہ ہو جاتے ہیں... اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ ان زخموں سے اُٹھتی ٹیسوں کو جہاد اور مجاہدین سے وابستہ کسی بھی فرد نے پچھلے دس سالوں میں ہر ہر لمحے محسوس کیا ہے، اپنے دلوں میں اس سانحہ، اِن شہدا اور ان پاک باز بہنوں کے درد کو بسایا ہے... اور اُن کی شروع کی گئی تحریک ''شریعت یا شہادت'' ہی کو اپنے جہاد و قتال کا عنوان بنایا ہے...

مجاہدین کا معاملہ تو یہ ہے! لیکن ''آپریشن سائلنس'' پر جس جس کو سانپ سونگھ گیا... ''طریقہ کار ٹھیک نہیں'' کے طعنے دے کر بری الذمہ ہو گیا اور خاکی درندوں کی ہیبت و جبروت سے سہم کر اپنے گھروں، ہوٹلوں اور عافیت کدوں میں جا دُبکا اور بالکل موت کی سی خاموشی اور ''سائلنس'' کی چادر اوڑھ کر سو گیا وہ اُس بڑے دن کی ''سائلنس'' اور وحشت کو سوچ سوچ کر رو یا کرے کہ جس کے متعلق اللہ پاک نے فرمایا:

وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا

''رحمان کے ڈر سے آوازیں دب جائیں گی پھر تو پاؤں کی آہٹ کے سوا کچھ نہیں سنے گا''۔

اُس دن تو ایک ایک بچی سے پوچھا جائے گا... بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ... اور جامعہ حفصہ کی بچیاں اور ہماری بہنیں ایک ایک مردود و معلون فوجی کو گھسیٹ کر بارگاہِ ربی میں پیش کریں گی کہ ''مالک یوم الدین! اس رزیل سے پوچھیں کہ میں کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی''... قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قیامت کے مناظرِ قیامت کا ہولناک نقشہ کھینچ کر ظلم و جور کرنے والوں کی اُس دن ہونے والی بدترین حالت ایک ہی آیت میں واضح بیان فرما دی کہ

وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا

''اور تمام چہرے الحیی القیوم کے سامنے جھک جائیں گے ،اور تحقیق نامراد ہوا جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا''۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتَّقُوا الظُّلْمَ ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ... ''ظلم سے بچو کیونکہ قیامت کے روز ظلم اندھیروں کی شکل میں ہو گا''۔اور بلاشبہ پاکستانی فوج کے ایک ایک جرنیل اور سپاہی نے اپنے لیے ذخیرۂ آخرت میں سوائے اندھیروں اور ظلمتوں کے کچھ بھی نہیں چھوڑا... اور یہ اندھیرے اور ظلمات بھی ایسے ہیں کہ جن سے کسی طور چھٹکارا مکمل نہ ہو گا...بلاشبہ قبر کے گڑھوں سے لے کر میدان حشر تک،میزانِ عدل سے لے کر نامۂ ہائے اعمال کے ہاتھوں میں دیے جانے تک اور پل صراط سے لے کر جہنم کی گھاٹیوں تک...اِن کے لیے سختیاں ہی سختیاں، اندھیرے ہی اندھیرے،تاریکیاں ہی تاریکیاں، ظلمات ہی ظلمات اور سیاہیاں ہی سیاہیاں ہیں! آج ان ظالموں کو دندناتا دیکھ کر، پھلتا پھولتا اور بے لگام و بے مہار جان کر نادان اور فراستِ ایمانی سے محروم لوگ 'اللہ تعالیٰ کی اس سنت کو بھلا بیٹھتے ہیں... یہ اللہ کے قانونِ امہال کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں،اللہ تعالیٰ نے اپنی مبارک کتاب میں دوٹوک انداز میں فرمادیا ہے کہ

> وَ لَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ ۬ؕ اِنَّمَا یُؤَخِّرُہُمۡ لِیَوۡمٍ تَشۡخَصُ فِیۡہِ الۡاَبۡصَارُ ۙ مُہۡطِعِیۡنَ مُقۡنِعِیۡ رُءُوۡسِہِمۡ لَا یَرۡتَدُّ اِلَیۡہِمۡ طَرۡفُہُمۡ ۚ وَ اَفۡـِٕدَتُہُمۡ ہَوَآءٌ ؕ (ابراہیم: ۴۳،۴۲)
>
> ''اور مت خیال کرنا کہ یہ ظالم جو عمل کر رہے ہیں اللہ ان سے بے خبر ہے۔وہ ان کو اُس دن تک کے لیے مہلت دے رہا ہے جب کہ (دہشت کے سبب) آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔(اور یہ لوگ) سر اٹھائے ہوئے (میدانِ حشر کی طرف) دوڑ رہے ہوں گے۔ان کی نگاہیں ان کی طرف لوٹ نہ سکیں گی اور ان کے دل (مارے خوف کے) ہوا ہو رہے ہوں گے''۔

جب ہم آخرت کی اور وہاں پیش آنے والی سختیوں اور عواقب کی بات کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ سب کچھ آخرت ہی پر چھوڑ دیا ہے تو پھر واویلا کیوں مچا رکھا ہے؟اس پر عرض ہے کہ یقیناً ہم نے سب کچھ آخرت ہی پر چھوڑ رکھا ہے...اس لیے کہ یہاں اِس دنیا میں ہم پورے پاکستانی نظام کو یکسر تباہ کر کے رکھ دیں، ساری پاکستانی فوج کو نیست و نابود کر دیں (یہ مناظر بھی 'دیکھنے والے یہاں بھی دیکھیں گے، باذن اللہ!)...لیکن پھر یہ سب کچھ کر گزرنے کے بعد بھی سچی بات ہے کہ ہم جامعہ حفصہ کی اُن ہزاروں بہنوں میں سے ایک بہن کا بھی کماحقہ بدلہ نہیں چکا سکتے،جس کی عصمت و ناموس کو پاکستانی فوجی درندوں نے خفیہ ایجنسیوں کے عقوبت خانوں میں تار تار کیا...اس لیے ان ملعونین کے لیے حقیقی اور حتمی بدلہ تو آخرت کا عذاب اور قبر، حشر اور جہنم کے شعلے ہی ہیں! البتہ ایسا بھی نہیں کہ دنیا میں ہاتھ پر ہاتھ رکھیں بیٹھے رہیں...ہر گز نہیں! یہاں بھی بدی کے اس نظام اور اس کے محافظ خاکی درندوں کے گرد ہم گھیرا تنگ کرتے رہیں گے...اور اللہ کے فضل سے یہ گھیرا تنگ ہو رہا ہے! کسی بھی شکست خوردہ فوج کی اولین علامت 'خوف و وحشت میں مبتلا ہو جانا اور چوبیس گھنٹے اسی حالتِ خوف میں رہنا ہوتی ہے! آج ملک بھر کے چھوٹے بڑے شہروں کی شاہراہوں میں یہ فوجی درندے دن رات گشت کرتے دکھائی دیتے ہیں... ان کے خوف اور سراسیمگی کا عالم دیکھنا ہو تو اِن کے قریب ایک کریکر کا دھماکہ کر کے دیکھیں...بلکہ کریکر دھماکہ تو بہت بڑی چیز ہے،ان سورماؤں میں سے کسی ایک کے پاؤں میں پٹاخہ ہی پھوڑ دیکھیں...اور پھر ان کی پوری کی پوری ''پلٹون'' کی دیدنی حالت کا نظارہ کریں... کہ خوف وہراس اور ہیبت و گھبراہٹ کے مارے کتنوں کا پیشاب خطا ہو جاتا ہے اور کتنے ڈر اور دہشت سے پاگل ہو کر چاروں طرف بلادریغ اندھادھند فائرنگ کرنے لگتے ہیں! خوف اور ڈر' ان فوجیوں اور جرنیلوں پر اس حد تک مسلط ہو چکا ہے،الحمدللہ! یہ تجربہ ہر وہ فرد کر سکتا ہے جو مجاہدین کے جہاد اور طریقۂ کار کو لاحاصل اور بے فائدہ سمجھتا ہے...جب کہ دوسری جانب مجاہدین کی حالت دیکھنی ہو تو آئیں... تشریف لائیں! محاذوں پر،خطِ اول پر!... دیکھیں کہ جیٹ طیاروں کی بم باریوں اور ڈرون میزائلوں کی بارش میں مجاہدین و مہاجرین کس طرح اپنے بال بچوں کے ساتھ استقامت و ہمت سے رہ رہے ہیں اور ہر ہر مورچہ پر ڈٹے ہوئے ہیں! پھر آپ بھی گواہی دینے پر خود کو مجبور پائیں گے کہ بلاشبہ امریکہ اور اُس کے غلاموں کے مقابلے میں حوصلوں اور ہمت کے اس معرکے کو مجاہدین سر کر چکے ہیں! الحمد للہ علی ذالك ولاحول ولاقوۃ الا باللہ!

لال مسجد کی طرف لوٹتے ہیں... مولانا عبداللہ غازی رحمہ اللہ کے خانوادہ کی سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ کے خاندان سے کیسی مبارک مماثلت پائی جاتی ہے کہ جن کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِصْبِرُوْا یاآلِ یَاسِرَ فَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الجَنَّۃُ"... سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ، مشرکین مکہ کی اذیتیں سہہ سہہ کر شہید ہوئے... حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابوجہل نے سفاکی سے شہید کیا... حضرت عمار رضی اللہ عنہ بدترین تعذیب کا نشانہ بنائے گئے... یہی کچھ غازی خاندان کے ساتھ ہوا اور مولانا عبداللہ غازی اور اُن کی سن رسیدہ اہلیہ سمیت اس خاندان کی تین نسلیں دین و شریعت کی مبارک جدوجہد میں کٹ گئیں... آل یاسر پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے والے ابوجہل اور اُس کے ساتھیوں کے ساتھ جو کچھ ہوا... ان شاءاللہ ایسا ہی انجام آل عبداللہ پر جبر و قہر توڑنے والوں کا ہوگا! اور آل عبداللہ پر یہ مظالم ڈھانے والا کوئی ایک فرد نہیں تھا بلکہ یہ پورا باطل، مفسد اور پلید نظام اس جرم عظیم کا مجرم ہے! آج جب ہم اس نظام اور اس کے محافظوں کا انجام ابوجہل جیسا بتلاتے ہیں تو لوگ حیرت و استعجاب سے انگلیاں دانتوں میں دبا لیتے ہیں کہ اُن کی نظریں اِن قاتلوں کے کروفر، اقتدار و اختیارات، رعب و دبدبہ، شان و شوکت، جاہ و حشمت، انتظام و انصرام، مضبوط قلعوں اور محلات، حفاظتی حصاروں، ٹینک و توپ اور جدید اور مہنگے ترین سامانِ حرب و ضرب پر ہوتی ہے... اِن سب پر نظر رہے تو عزیزٌ ذوانتقام کی کبریائی اور کارفرمائی کی طرف کم ہی لوگوں کا دھیان رہتا ہے! لیکن اُس واحد و قہار کی کارفرمائی اور قدرت ہی تو بالآخر غالب و کارآفریں رہتی ہے!

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جب دو کمزور سے نوجوانوں کو ابوجہل کی جانب اشارہ کرکے کہا تھا کہ "وہ رہا تمہارا شکار!"... تو کسی معلوم تھا کہ مولے، شہباز کو مار گرائیں گے اور وقت کا طاغوت، ایسے کمزوروں کے ہاتھوں مٹی میں مل کر مٹی ہوگا! ایسے ہی اللہ کی وہ ابدی سنت آج بھی زندہ و جاوید ہے جس کے تحت وہ ابوجہل جیسے متکبر پر معاذ و معوذ مسلط فرما دیتا ہے... ہاتھیوں کو کَعَصْفٍ مَأْکُولٍ کے بنانے کے لیے ابابیلیں نمودار ہو جاتی ہیں... أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ کہنے والے نمرود کی خدائی کو خاک میں ملانے کے لیے ایک مچھر ہی کافی ہوتا ہے... فرعون ذو الاوتاد کو اُسی دریا کی لہریں غوطے دے دے کر جہنم واصل کر دیتی ہیں، جس دریا سے متعلق اُس کا دعویٰ ہوتا ہے کہ یہ میرے حکم سے بہتا اور چلتا ہے... قومِ عاد کو وہی ہوا پٹخ پٹخ کر مارتی اور أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ بنا ڈالتی ہے، جسے آتا محسوس کرکے وہ خوشیاں مناتے تھے کہ هَٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا... ثمود جو کہ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ تھے، ایک ہی چیخ اور دھاڑ سے هَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ بن کر رہ جاتے ہیں!... جالوت کے کیل کانٹے سے لیس اور آہن پوش لشکر کو حضرت طالوت کی قیادت میں لڑنے والے قلیل اور مٹھی بھر اہل ایمان، روند ڈالتے ہیں... تاریخ تو عبر و نصائح سے بھری پڑی ہے... کاش کہ طواغیت کے خوف سے تھر تھر کانپنے والوں میں سے کوئی نصیحت سننے والا بھی ہوتا!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو نافذ کرنے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بھلا دیے جانے والے دینی فرض کو اُس کی پوری جامعیت سے ادا کرنے، بناتِ کعبہ کی حفاظت کا بیڑہ اٹھانے اور زمین پر اللہ کے باغیوں اور طواغیت کے سب سے بڑے مہرے، نظامِ پاکستان اور اُس کے محافظوں سے کھلی برأت کرنے کے نتیجے میں ہمارے ان جری و بہادر بھائیوں اور عفیف و پاک باز بہنوں نے لازوال قربانی دے کر ایک ایسی مبارک تحریک کی بنیاد رکھی، جس نے صلیبی لشکروں کے مقدمۃ الجیش کی حقیقی معنوں میں چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں... ہماری ان بہنوں، ننھے حفاظ کرام اور بھائیوں کی استقامت، جی داری، حوصلہ مندی اور عالی ہمتی نے ہی اسلامیانِ پاکستان کے سامنے اس قبیح و مکروہ نظام کا چہرہ واضح کیا... آنٹی شمیم کلچر کے دلدادہ جب حفظ و ناظرہ اور قال اللہ و قال الرسول کی تہذیب کے علم برداروں پر ٹوٹ پڑے تو ظاہراً انہوں نے مسجد و مدرسہ کو پامال و ویران کرکے، منبر و محراب کو زمین بوس کرکے، مسند و مینار کو آتشیں گولوں کا نشانہ بنا کر، ۸ روز سے بھوکی پیاسی اور نہتی طالبات کو سفید فاسفورس سے نذرِ آتش کرکے اور اُن کی سوختہ لاشوں کو غائب کرکے، مصحفِ قرآنی اور کتبِ احادیث کو جلا کر اور اُن کی راکھ نالوں میں بہا کر اور اسلام کی ہزاروں بیٹیوں کو اپنے خفیہ عقوبت خانوں میں ڈال کر 'وکٹری سائن' کے ساتھ اپنی کامیابی و فتح کا اعلان کر دیا!

پاکستانی فوج کی طرف سے "آپریشن سائلنس" کی کامیابی کا اعلان تو کر دیا گیا لیکن چند ہی گھنٹوں میں غازی عبدالرشید شہید رحمہ اللہ "سامنے" آئے... تھا تو جسدِ خاکی ہی! لیکن کیسا چمکتا دمکتا، مہکتا مسکراتا، خوشیوں سے بھرا اور فرحت و انبساط سے معمور چہرہ تھا کہ جو حق والوں کی حقیقی فتح کا مژدہ سنا رہا تھا... پھر

لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے شہید کیے گئے ننھے حفاظ وحافظات کی قبروں سے سنائی دیتی تلاوتِ قرآنی اور اُن کی آخری آرام گاہوں سے اُٹھتی بھینی بھینی خوشبوؤں کی لپٹیں اور مہک کے جھونکے... یہ سب الٰہی اشارے ہی تو تھے کہ جو اہلِ حق اور اہل باطل میں فرق اور امتیاز واضح کر رہے تھے... اہلِ حق کی جانچ اور پرکھ کی کسوٹی احکاماتِ دین پر جماؤ اور تمام تر مصائب وآزمائشوں کے باوجود شریعت کے مسلمہ اصولوں سے سرِ مو انحراف کی بجائے ہر طرح کی صعوبتوں کو جھیل کر شہادتیں پیش کر دینا ہی ہے... اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ اس کسوٹی پر یہ شہداء اپنے رب ہی کی توفیق سے پورے اترے اور پوری استقامت سے دینِ مبین پر ڈٹے رہے... یہ اِن شہدا کی قربانیوں ہی کا ثمرہ ہے کہ آج پاکستان کے مرد اور جوانوں کی متعد بہ تعداد 'حق والوں کے اس رستے کی راہی بن چکی ہے اور اپنے رب سے عہد کیے ہوئے ہے کہ طواغیتِ عصر کی ''صف اول والوں'' کا بیج تک ختم کرنے تک یہ جدوجہد جاری رہے گی... باذن اللہ! اور ''شریعت یا شہادت'' والوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بالآخر پورا ہو کر رہے گا کہ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ! ''ٹیکنالوجی'' کی مار مارنے والوں کو اللہ کی مار سے بچانے کی ہمت کون کر پائے گا؟

لال مسجد وجامعہ حفصہ کے شہدا کی قربانیوں ہی کی برکات ہیں کہ اس ملعون ومردود پاکستانی فوج کے چہروں سے بھی ''مقدس نقاب'' اُترتے جا رہے ہیں اور یہ صلیبی جنگ میں جس قدر دھنستی چلی گئی، اُسی قدر اِس کا دین دشمن اور شریعت بے زار چہرہ واضح ہوتا چلا گیا... آج ایمانی بصیرت والا ہر فرد دیکھ سکتا ہے کہ یہ فوج کس دیدہ دلیری سے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے برسرِ جنگ ہے! لال مسجد اور جامعہ حفصہ سمیت ان کے مقدر میں جتنی ذلتیں اور سیاہیاں بھر دی گئی ہیں، اُن کا ذمہ دار قطعی طور پر کوئی فردِ واحد نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایک شخص ان تمام بدبختیوں کا سبب ہے 'جن کا اہل اس فوج نے خود کو ثابت کیا ہے... بلکہ یہ فوج اور اس کے تمام ادارے بحیثیتِ مجموعی تمام شرم ناک اور قبیح پالیسیوں کے ذمہ دار ہیں... ظلم وجور کی جتنی داستانیں اس فوج نے رقم کی ہیں، اُن میں سے ایک ایک اس قابل ہے کہ اُس کی پاداش میں تمام کی تمام فوج کو جڑ سے کاٹ ڈالا جائے!

اِن ظالموں کے منہ کو صرف اور صرف مخلص مسلمانوں اور مجاہدین کے خون کی چاٹ لگ چکی ہے، وگرنہ جامعہ حفصہ کی طالبات نے تو ایک لائبریری پر علامتی قبضہ کیا تھا تو اِن کی توپوں کے دھانے اُن کی جانب کھُل گئے... جب کہ اسی اسلام آباد میں اگست ۲۰۱۴ء میں عمران خان اور طاہر القادری کے منہ زور کارکنوں نے پی ٹی وی کی عمارت پر قبضہ کر لیا تھا لیکن یہ جرنیل صرف تماشہ دیکھنے کے لیے کچھ نہ کر رہے تھے! اسی طرح حالیہ دنوں میں کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ پاڑہ چنار میں شیعوں کے سامنے بچھ جانے والی یہ وہی فوج ہے جس نے لال مسجد اور جامعہ حفصہ کو نابود کر کے رکھ دیا اور جس نے مالاکنڈ ڈویژن اور آزاد قبائل میں اہل سنہ کی بے دریغ نسل کُشی کی ہے، وہاں کی مساجد ومدارس کو بم باریوں کے ذریعے ملیامیٹ کیا ہے، ملک بھر میں اہل سنت نوجوانوں سے خفیہ عقوبت خانے بھرے ہیں اور لاتعداد نوجوانوں کو جعلی مقابلوں میں شہید کیا ہے۔

آج رافضیوں کے نخرے اٹھانے والی یہی فوج ہے جو پاڑہ چنار میں چند درجن رافضیوں کا دھرنا ختم کروانے کے لیے اُن کے تمام کے تمام مطالبات بسر وچشم قبول کرتی ہے... اس فوج کا سربراہ خود پاڑہ چنار جا کر رافضیوں کی ناز برداریاں کرتا ہے اور کھلی بکواس کرتا ہے کہ ''دین رہبر معظم سید علی خامنہ ای سے سیکھنا چاہیے، میں خود رہبر معظم کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کے لیے ان شاءاللہ ایران کا دورہ کروں گا کیونکہ ان کی شخصیت سے بہت زیادہ متاثر ہوا ہوں''... اس ملعون کا علاج سوائے فدائی عملیہ کے کچھ اور بھی ہے؟؟؟... صرف یہی نہیں بلکہ پاڑہ چنار میں پاکستانی فوج نے شیعوں کو رام کرنے کے لیے (معلوم پڑتا ہے کہ سارے شیعہ 'ان جرنیلوں کے باپ کا درجہ رکھتے ہیں) اپنے ہی فوجیوں کو ''حزب اللہ'' نام کے دستے سے موسوم کر کے تعینات کیا ہے اور یہ فوجی اپنی گاڑیوں پر جلی حروف میں ''حزب اللہ'' لکھ کر پاڑہ چنار کی سڑکوں پر گشت کر رہے ہیں! اہل سنت سے ازلی بیر اور روافض سے اتنی انسیت ومحبت!... اس سب کا جواب جب آئے گا تو رافضیوں اور جرنیلوں دونوں قبیل کی نسلیں بھی اِن کی جانوں کو رویا کریں گی!

ان شاءاللہ عزوجل!

☆☆☆☆☆

ذکر اللہ اور اطمینانِ قلب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا بذکر اللہ تطمئن القلوبO

وقال تعالیٰ

یوم لا ینفع مال ولا بنونO الا من اتی اللہ بقلب سلیم

یہ دو آیتیں اس وقت تلاوت کی ہیں۔ پہلی آیت کا ترجمہ ہے کہ اطمینان اور دل کا چین اللہ کی یاد میں ہے۔ مضمون کا پہلا موضوع دل کا چین ہے۔

ہر شخص کی خواہش:

ہر شخص دنیا میں اطمینان اور چین چاہتا ہے۔ کوئی ایسا انسان دنیا میں نہیں جو یہ چاہتا ہو کہ میں پریشان رہوں۔ اس مجمع میں کوئی ایسا ہے جو کہ پریشانی چاہتا ہو؟ سو فی صد بین الاقوامی، انٹرنیشنل چیز ہے۔ کافر بھی یہ چاہتا ہے کہ میرے دل کو چین ملے، غریب بھی یہی چاہتا ہے اور امیر بھی یہی چاہتا ہے۔ کوئی انسان ایسا نہیں بشرطیکہ اس کا دماغ صحیح ہو جو بے چینی چاہتا ہو۔ رعایا بھی یہی چاہتی ہے، بادشاہ بھی یہی چاہتا ہے، عالم بھی یہی چاہتا ہے، غیر عالم بھی یہی چاہتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مجھے پریشانی میں بڑا مزہ آتا ہے تو آپ اس کو ڈاکٹر صاحب کے ہاں لے جائیں گے کہ بھئی! اس کے دماغ کا علاج کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے بین الاقوامی ضرورت کی چیز بتلادی کہ اے انسانو! میں تمہارے دل کا پیدا کرنے والا ہوں اور مجھ سے بہتر تمہارے دل کے چین کا تیل کوئی نہیں جان سکتا۔ جیسے سنگر (Singer) مشین والے کہتے ہیں کہ اگر مشین میں ہمارا بنایا ہوا تیل استعمال کرو گے تو اس مشین کی ضمانت اور حفاظت کے ہم ذمہ دار ہیں اور دوسری کمپنی کا تیل ڈالو گے تو ہم ذمہ دار نہیں۔

اللہ کی یاد کا تیل:

اللہ تعالیٰ نے بھی اعلان فرمادیا کہ اگر ہماری یاد کا تیل دل میں ڈالو گے تو تمہارے دل کے چین کی ضمانت اور کفالت میں کروں گا اور اگر تم نے مجھ کو چھوڑ کر کسی اور سے دل لگایا، سنیما، وی سی آر، فلمی گانے سنے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا نقطہ آغاز (Zero Point) اللہ تعالیٰ کے عذاب کا نقطہ آغاز ہے۔ یعنی ابھی گناہ کیا نہیں صرف ارادہ کیا، اسکیم بنا رہا ہے کہ آج کوئی گناہ کا مزہ آجائے۔ ارادہ کرتے ہی اس کے دل کی دنیا اجڑ جاتی ہے۔ آہ ایک بہت بڑے بزرگ الٰہ آبادیوپی کے مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر یاد آیا

اُف کتنا تاریک گنہگار کا عالم

انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

نیک بندوں کی دنیا، سبحان اللہ! مگر نیک لوگ کون ہیں؟ یہ بھی بتادوں؟ حج عمرہ کرنا، ہر وقت تسبیح پڑھنا؟ ابرار کے رجسٹر میں کون داخل ہیں؟

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری شرح بخاری (جلد ا ص ۱۳۲) میں خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بیان کی ہے کہ ابرار میں کون لوگ داخل ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ:

خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ ایک سو بیس صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کرنے والے تابعی ہیں۔ اتنے بڑے تابعی ہیں، ان کی اماں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں خادمہ تھیں۔ محدثین لکھتے ہیں کہ ان کی والدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور ہماری ماں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں۔ جب یہ پیدا ہوئے تو ان کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا امیر المومنین! اس بچہ کی سنتِ تحنیک ادا کردیجیے۔ یعنی کچھ چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیجیے۔ یہ سنت ہے کہ بزرگوں سے یا علمائے دین سے تحنیک کروائی جائے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈال دی۔

محدثین لکھتے ہیں کہ خوجہ حسن بصری رحمہ اللہ کے علم کا یہی سبب تھا کہ اتنے بڑے صحابی، خلیفۂ دوم جن کے اسلام لانے پر محدثین لکھتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اس خوش خبری میں ایک آیت لایا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آج سے اللہ تعالیٰ آپ کو کافی ہوگیا اور عمر کے اسلام سے سارے فرشتے آسمان میں خوشیاں منا رہے ہیں۔ قد استبشر اھل السماء باسلام عمر (ابن ماجہ) اور یہ آیت نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (الانفال)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ آپ کو کافی ہے اور جو ایمان والے آپ کے تابع دار ہیں یہ آپ کو کافی ہیں''۔

مجدد زمانہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ آپ کو کافی ہوگیا تو پھر ایمان والوں کے کافی ہونے کا تذکرہ کیوں آیا؟ جب کہ اللہ کا کافی ہونا کافی ہے۔ فرمایا کہ کفایت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کفایت ظاہرہ، ایک کفایت حقیقۃ۔ حقیقتاً تو اللہ کافی ہے لیکن ظاہری طور پر کافروں پر رعب جمانے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام سبب بنا۔ جیسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے سارے کافر

لرزہ براندام ہوگئے اور پہلی نماز کعبہ میں قائم کردی۔ چالیسویں مسلمان ہیں۔ بیس صحابہ اِدھر، بیس صحابہ اُدھر اور درمیان میں سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمعِ نبوت کو لیے ہوئے پہلی نماز کعبہ میں پڑھی اور جب اسلام لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے خوشی سے ایسا نعرہ لگایا کہ کعبہ تک آواز گئی۔ فرشتوں کو تو خوشی ہے ہی، خود سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اتنے خوش ہوئے کہ زور سے نعرہ مارا اللہ اکبر! ایسے شخص نے جس کی تحنیک کی ہو یعنی اپنا لعابِ دہن خواجہ حسن بصری کے منہ میں ڈالا ہو اس کے علم کا کیا پوچھنا!

ابرار کون ہیں؟

اب ابرار کی بات چلی تھی

؎اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم

انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

ابرار بندے کون ہیں؟ اس لیے کہ وعدہ ہے ان الابرار لفی نعیم نیک بندے جنت میں جائیں گے۔ خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ کی تفسیر علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ عمدۃ القاری شرح بخاری میں نقل فرماتے ہیں:

قال الحسن البصری فی تفسیر الابرار الذین لا یوذون الذر

جو چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہ دیں۔

گناہوں سے ناخوشی:

ولا یرضون الشر اور جو کسی گناہ سے خوش نہیں ہوتے۔ اگر کسی گناہ سے دل میں حرام خوشی آگئی تو اللہ تعالیٰ سے اس مضمون میں دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! آپ کی ناخوشی کی راہ سے ہم نے جو حرام خوشی حاصل کی ہم اس خوشی سے توبہ کرتے ہیں کیونکہ میری بندگی کی شرافت کے خلاف ہے کہ میں آپ کو ناخوش کرکے گناہوں سے حرام خوشیاں استیراد کروں، امپورٹ کروں۔ اس لیے ہماری ان تمام خوشیوں کو معاف کردیجیے جو ہم نے گناہ کرکے حاصل کیں، ایسی خوشیوں کو آگ لگادو جو گناہ سے حاصل ہوں۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں

؎خوشی کو آگ لگادی خوشی خوشی ہم نے

ایک دعا سکھا رہا ہوں روزانہ ہم لوگ دعا کریں کہ اے خدا! ایسا ایمان ویقین عطا فرما کہ ہماری زندگی کی ہر سانس آپ پر قربان ہو اور ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں۔ یہ ایمان اولیاء صدیقین کا ہے۔ اللہ سے مانگو، اللہ کریم ہے۔ بغیر استحقاق وصلاحیت دیتا ہے۔ یہ نہ دیکھو کہ ہم اس قابل نہیں، مانگنے میں بڑھیا چیز، نسبتِ اولیاء صدیقین مانگئے، اس لیے سب سے بڑا درجہ اولیاء صدیقین کا ہے۔

صدیق کی تین تعریف:

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے صدیق کی تین تعریف کی ہے۔ صدیق کا ایمان کیسا ہوتا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو صدیق تھے ہی اور ان جیسا صدیق اب کوئی نہیں ہو سکتا لیکن اور بھی صدیق ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں جمع نازل فرمایا: والصدیقین۔ تو صدیق کی تین تعریف ہے:

- الذی لا یخالف قالہ وحالہ... جس کا قال اور حال برابر ہو۔
- الذی لا یتغیر ظاھرہ من باطنہ... جس کا باطنی ایمان اتنا قوی ہو کہ لندن اور جرمن، جاپان جہاں بھی جائے اللہ کا نام بلند کرتا رہے کہیں مرعوب نہ ہو کسی ماحول سے متاثر نہ ہو۔
- الذی یبذل الکونین فی رضاء محبوبہ... جو دونوں جہان خدا پر فدا کردے۔

ایک اشکال اور جواب:

جب میں نے علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی یہ تفسیر بیان کی تو ایک عالم نے پوچھا کہ میں دنیا تو اللہ پر فدا کرنا چاہتا ہوں لیکن آخرت کیسے فدا کروں؟ آپ تو دونوں جہان دینے کو بتا رہے ہیں۔ میں نے کہا ہاں! دونوں جہان اس طرح دے سکتے ہیں کہ اللہ کی جنت کو درجۂ ثانیہ کردیجیے یعنی جو کام کیجیے اس میں نیت یہ کیجیے کہ اے اللہ! آپ خوش ہو جائیے اور جنت کو درجۂ ثانیہ کردیجیے کہ اے اللہ! جنت بھی چاہتا ہوں مگر آپ کی خوشی کے لیے روزہ نماز کرتا ہوں اور جب گناہ سے بچیں تو کہیے کہ اے اللہ! تیری ناراضی سے بچنے کے لیے میں گناہ سے بچ رہا ہوں اور جہنم سے پناہ چاہتا ہوں کیونکہ اس کا تحمل نہیں ہے۔ جہنم کو درجۂ ثانیہ میں کردیجیے۔ یہ بات میں نے سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے حاصل کی:

اللھم انی اسئلك رضاك والجنة

اے اللہ! تیری خوشی چاہتا ہوں اور جنت۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کو درجۂ ثانیہ میں کیا یا نہیں؟ جس نے یہ درجہ حاصل کرلیا اس نے گویا جنت کو بھی اللہ پر فدا کردیا۔ آخرت کو بھی فدا کردیا اور اللہ تعالیٰ کریم ہے، آپ اللہ تعالیٰ سے بڑی چیز مانگئے، چھوٹی ولایت وبزرگی نہیں بڑی ولایت مانگئے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو بڑی چیز بھی چھوٹی ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

توحید باری تعالیٰ... سلسلہ دروس احادیث

شہید عالمِ ربّانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وعلی آلہ وصحبہ وذریتہ اجمعین، اما بعد:

مسلم شریف اور مسند احمد میں ایک حدیث آتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

يَمِينُ اللهِ مَلْأَى اللہ کا دائیاں ہاتھ بھرا ہوا ہے۔

لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خرچ کرنا اور دن رات خرچ کرنا مستقلاً ہمہ وقت خرچ کرنا اس کے دائیں ہاتھ میں موجود خزانوں میں کوئی کمی نہیں کرتا۔

أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ کیا تم نے دیکھا کہ زمینوں وآسمان کی تخلیق سے لے کر آج تک اللہ تعالیٰ نے کتنا خرچ کیا کتنے خزانے اس دنیا کے اندر بکھرے کائنات کے اندر استعمال ہوئے لیکن اس سے اس کے سائیں ہاتھ میں موجود خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہوئی ذرہ برابر بھی کمی نہیں ہوئی۔

اور اسی روایت کے آخر میں آتا ہے کہ

وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْقَبْضَ، يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ اور اللہ تعالیٰ کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اُٹھاتا اور کم کرتا ہے۔ کسی کو زیادہ دیتا ہے یا کسی کو کم دیتا ہے۔

اِس حدیثِ مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور زمین وآسمان کے تمام خزانوں کا، کائنات کے تمام خزانوں کا اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ میں ہونا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ ایک مومن کو یہ عقیدہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم فرماتے ہیں کہ وہ ایمان رکھے کہ زندگی یا موت ہو، روزی کی تنگی یا فراخی ہو، دن اور رات کا آنا جانا ہو، پانی یا کھانا ہو... جو کچھ بھی خیر اس دنیا کے اندر کے جو کچھ بھی خزانے اس دنیا کے اندر ہیں، اولاد کا ملنا اور چھن جانا ہو، حکومت کا ملنا اور چھن جانا ہو، عزت اور ذلت ہو، پستی ہو یا بلندی ہو یہ سب کچھ جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اور اس سارے خزانے اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ کے اندر ہیں۔ اور وہ خزانے اتنے وسیع ہیں اتنے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے جو مثال دی وہ واقعتاً غور طلب ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دیکھتے ہو زمینوں و آسمان کی تخلیق سے آج تک اللہ تعالیٰ نے کتنا خرچ، کتنا کچھ استعمال ہوا اس دنیا کے اندر؟ تو اس سے اس کے خزانوں میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں ہوئی تو آپ صرف جو تاریخ انسانوں کو معلوم ہے صرف اسی کا حساب لگائیں۔

اس وقت دنیا کے چھ ارب سے زائد لوگ موجود ہیں، انسان! انسانوں کے علاوہ اگر باقی جانوروں، حشرات، پرندوں اور جمادات 'ان کا حساب لگانا شروع اور پھر اُس میں بھی وہ جو چار ٹانگوں پہ چلتے ہیں اور وہ جو بہت سی چھوٹی چھوٹی ٹانگوں پہ چلتے ہیں اور وہ جو نظر بھی نہیں آتے اتنے چھوٹے ہیں کہ مائیکروسکوپ سے اُن کو دیکھا جا سکتا ہے، ورنہ دیکھا بھی نہیں جا سکتا تو یہ ساری مخلوقات کھا بھی رہیں ہیں اور پی بھی رہیں ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے چیزیں استعمال بھی کر رہی ہیں، ان کی آگے نسلیں بھی پھیل رہی ہیں تو ایک وقت میں اتنی مخلوقات موجود ہیں...

اس سے پیچھے جائیں، ۱۴سو سال ہو چکے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے تشریف لے جائے ہوئے۔ تقریباً اور اس سے پیچھے چلے جائیں ۲ہزار سال ہو چکے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا سے گئے ہوئے تقریباً۔ پھر اس سے پیچھے چلے جائیں تو حضرت نوح علیہ السلام۔ تو پھر اس سے پیچھے جائیں حضرت آدم علیہ السلام تک جائیں انسانوں کی تاریخ تو اس سے بہت پہلے منقطع ہو گئی جو ریکارڈڈ تاریخ ہے اس کا حساب تو چند ہزار سال قبل وسیع پر جا کر ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد وہ حساب ہی نہیں ہے جو موجود ہو تو ایک وقت جب اتنے لوگ تھے تو حضرت آدمؑ سے لے کر آج کتنے قسم کی مخلوقات دنیا میں آئیں؟ کتنی نسلیں ایسی ہیں جو آئیں اور ختم ہو گئی کتنے قسم کے جانور ہیں جو کبھی ہوا کرتے تھے آج نہیں موجود ہیں اور کتنے انسان ہیں اربوں، کھربوں کوئی حساب ممکن ہی نہیں...

ان سب نے اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے استعمال کیا، ان سب نے زمین میں اپنے خزانے کھولے ان سب نے زمین کی معدنیات بھی استعمال کی، سونے چاندی کے جو ڈھیر اللہ تعالیٰ نے زمین میں رکھے وہ استعمال ہوئے، تیل استعمال ہوا، گیس استعمال ہوئی مختلف طرح کی دیگر جو انسانی ضروریات کی معدنیات وہ استعمال ہوئیں۔ اسی زمین پر اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی اور اس کے اندر انسانوں نے بیج لگائے اور اُس سے طرح طرح کی کھیتیاں نکلی، باغات نکلے اور ایک ایک سال اندر انسانوں نے اربوں کھربوں، ٹنوں کے حساب سے کھاتے ہیں مختلف قسم کی خوراکی مواد جو دنیا میں یہ زمین اللہ تعالیٰ کی اگاتی ہے... سورج کتنے سالوں سے

جس کا کوئی حساب رکھنا ہی ممکن نہیں، مستقل روشنی دے رہا ہے۔اس کی روشنی دینے سے اس کی حرارت میں کوئی کمی نہیں ہو رہی ہے اس کی جو روشنی ہے اس میں بھی کمی نہیں آ رہی۔چاند مستقل روشنی رکھ رہا ہے اپنے آپ کو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے حکم سے ستارے ٹمٹما رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مختلف سیارے اپنے اپنے مداروں میں گردش کر رہے ہیں۔پانی کے ذخیرے ہیں اتنے بڑے اتنے وسیع، برف کے ذخائر ہیں...تو انسان ان سب چیزوں پر غور کرنے کے بعد دیکھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کے دائیں ہاتھ میں یہ سارے خزانے ہیں اور ان خزانوں کے اندر ذرہ برابر بھی کمی اس سارے استعمال سے نہیں ہوتی!

ہمارے ذمے ایک چھوٹا سا کام لگا دیا جائے...ایک مرد کے ذمے گھر کی کفالت لگا دی جاتی ہے تو وہ ساری زندگی اس گھر کی ضروریات پوری کرنے میں پاگل ہو رہا ہوتا ہے،اس سے وہ پوری نہیں ہو پاتی۔پانچ چھے بندوں کی ضروریات پوری نہیں ہو پاتی ہیں۔ایک حاکم کے اُوپر کی چھوٹی سطح کے حاکم کے اُوپر ایک ضلع،ایک ضلع سے شہر کی ذمہ داری لگا دی جائے اس کی خوراک کو پورا کرنا اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے خزانوں میں سے ضروریات پوری کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔اور کسی بڑے سے بڑے حاکم کی مثال لے لیں۔

امریکہ جو ہے اپنے تاریخ کے شدید ترین بحران سے گزر رہا ہے،اپنے لوگوں کے لیے روزی کا انتظام کرنا اس کے لیے ناممکن ہے۔تو کہاں یہ زمین کے عارضی اور فنا ہونے والے بادشاہ اور کہاں وہ ہمیشہ سے قائم رہنے والا بادشاہ! جس کے ہاتھ میں سارے خزانے ہیں۔تو یقیناً وہ ہی بادشاہ اس لائق ہے کہ جس کے سامنے سر جھکایا جائے،اس سے محبت کی جائے اس کی خشیت حاصل کی جائے،اس کے حکموں کی اطاعت کی جائے اس کے پیچھے بھیجے ہوئے انبیاء علیہم السلام کی اطاعت کی جائے،اس کی اتاری ہوئی کتابوں کو مانا جائے۔اور اس پر ایمان رکھتے ہوئے اس کی دین کی خاطر ہر طرح کی قربانی کے لئے بھی تیار رہا جائے۔اُسی سے سوال کیا جائے،اسی سے مانگا جائے،نذریں نیازیں اُسی کے لئے ہوں،جھکنا اور قربانیاں کرنا اُسی کے لئے ہو۔عبادتیں اور تسبیح اُسی کے لئے ہو۔یہ سب اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہو،جس کی یہ عظمت اور یہ شان ہے۔

تو جس کے ہاتھ میں سارے خزانے ہیں جس کا احاطہ کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے تو وہ ذات خود کتنی عظیم ہے اور اُس کی عظمت کے کیا کہنے! پہلے بھی ذکر ہوا کہ ہماری سمجھ سے اور ہمارے ادراک سے باہر اللہ تعالیٰ کی عظمت کو سمجھنا۔یہ حدیث صرف ہمارے لئے قریب کر دیتی ہے کچھ آسان بنا دیتی ہے کہ ہم اندازہ کر سکیں کہ اللہ تعالیٰ کتنے عظیم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کتنی زبردست ہے اور اللہ تعالیٰ کتنے طاقت اور قدرت والے ہیں۔

دوسرے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ کا ترازو ہے۔وہ جس کو چاہتا ہے اُٹھاتا ہے جس کو چاہتا ہے نیچا کر دیتا ہے۔یعنی جس کو چاہتا اس روزی خزانوں میں فراخی عطا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے تنگی دیتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کی اپنی حکمت ہے اللہ تعالیٰ کی اپنی تقسیم ہے۔

تو وہ اللہ تعالیٰ قرآن میں کئی جگہ یہ بات فرماتے ہیں کہ ہم نے تم میں بعض کو بعض پر فضیلت دی۔یہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں کسی کو غریب،کسی کو امیر بناتا، کسی کو بادشاہ بنایا تو کسی کے لئے دو ٹکرے زمین حاصل کرنا مشکل ہو گیا۔تو سب اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے سب ایک ابتلا اور امتحان سے گزر رہے ہیں۔اپنے اپنے حالات کے اعتبار سے آزمائے جا رہے ہیں اور آزمائش سے کی ایک ہے۔

لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا

تاکہ تمہیں آزما کے دیکھے اللہ تعالیٰ کہ تم میں سے بہتر اعمال کون کرتا ہے۔

جو جس حالت میں آزمایا گیا،جو بادشاہی دے کر آزمایا گیا وہ بھی آزمائش میں ہے،جو فقر دے کر آزمایا گیا وہ بھی آزمائش میں ہے تو ہر قسم کی آزمائش میں سوال آخرت کے دن ہی ہوتا ہے کہ جو کچھ دیا گیا تھا اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کتنی کی۔زندگی میں جو وقت اور مہلت ملی تھی اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کتنی کی۔اسی کے اوپر آخرت کی کامیابی کا دارومدار ہے۔

پیارے بھائیو! یہ دنیا جو ہے دھوکے کی جگہ ہے اور انسان کو دنیا کے کام کاج اور مشغلے اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیتے ہیں۔بالخصوص اس دور کے اندر جہاں ٹیکنالوجی بہت ترقی کر گئی اور انسان کو جو اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیتیں،عقل اور فہم دیا تھا اس کو استعمال کرتے نت نئی چیز ایجاد کر دیں۔تو انسان بعض اوقات انسان ہی کی عظمت کے دائرے میں کھو کر رہ جاتا ہے اور انسانوں ہی کے بنائے ہوئے شاہکاروں میں گم ہو کر رہ جاتا ہے اور رب کی طرف توجہ نہیں کر پاتا،اِن چیزوں کے اندر کھو کر۔

یہ اس مغربی تہذیب کا سرمایہ دارانہ نظام کا بنیادی نقطہ اور مقصد بھی یہی ہے کہ انسان کو اللہ سے کاٹ کر اور اللہ کی خدائی سے کاٹ کر انسان کی خدائی کا قائل بنایا جائے اور انسان کو اپنی ہی عظمت کے گرد گھومنے اور اپنی ہی ذات کے گرد گھومنے والا بنا دیا جائے۔اس سے اپنے آپ کو باہر نکالنے کے لئے ان احادیث میں سے گزرنا ضروری ہے تاکہ انسان کو اس دنیا سے آگے جو اصل حقائق ہیں اور خود اس دنیا کے قائم ہوتے ہوئے بھی جو حقائق ہیں وہ اس کی نگاہوں میں جم سکیں تاکہ دنیا کا دھوکہ اس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت سے غافل نہ کر سکے۔

(بقیہ صفحہ ۱۲ پر)

جارحیت کو مزید طول دینے کی غلطی کو ختم کردو

عید الفطر کی مناسبت سے عالی قدر امیر المؤمنین شیخ الحدیث ہبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کا پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إن الحمد لله! نحمده ونستعينه ونستغفره ونتوب إليه، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله

أما بعد

قال الله تعالى: أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ

’’جن لوگوں سے جنگ کی جا رہی ہے، انہیں اجازت دی جاتی ہے (کہ وہ اپنے دِفاع میں لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے، اور یقین رکھو کہ اللہ ان کو فتح دِلانے پر پوری طرح قادر ہے۔‘‘(سورۃ الحج: ۳۹)

افغان مؤمن عوام اور امتِ مسلمہ کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے میں آپ حضرات کو دل کی گہرائیوں سے عید الفطر کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک میں آپ کی عبادات، صیام، قیام اللیل، صدقات اور تمام نیک اعمال کو اپنے دربار میں قبول و منظور فرمائیں۔

افغان مجاہد ملت!

ہم رواں سال عید ایسی حالت میں منا رہے ہیں کہ وطن عزیز پر غاصبوں کا قبضہ ہے، جس سے مکمل آزادی اور اسلامی نظام کے قیام کی خاطر عوام کے غیور فرزندانِ توحید مجاہدین میدان جہاد میں موجود ہیں۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ موجودہ جنگ کا آغاز غاصبوں کی جانب سے ہوا ہے۔ وہ دنیا کے دور افتادہ علاقوں سے افغانستان پر قبضہ جمانے اور اسلامی نظام کے خاتمے کی نیت سے آئے ہیں۔ امارت اسلامیہ شعائر اسلام، اپنے عوام اور ملک کے دفاع کی خاطر دفاعی جنگ کے نکتۂ نظر سے مقدس جہاد جاری رکھے ہوئے ہے۔ لہٰذا مذکورہ جنگ کو ختم یا طول دینا بیرونی غاصبوں پر منحصر ہے، جنھوں نے امن و سلامتی کے بہانے افغانستان پر حملہ کیا ہے۔ اب بدامنی کی وجہ سے تمام خطہ بے چین ہے۔ استعمار یہاں اپنی افواج کے قیام اور اضافے پر جتنا اصرار کرتا ہے، اتنا ہی علاقائی حساسیت بڑھے گی۔ جس کے نتیجے میں افغانستان سمیت تمام خطہ مزید غیر مستحکم ہو گا۔

امریکا کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ افغانستان میں جنگ کا دوام، بمباری میں اضافہ، نہتے افغانوں کا قتل عام، ان کی سرزمین میں اپنے سیاسی حریفوں کو ڈرانا اور جدید اسلحہ آزمانے کی غرض سے ’’بموں کی ماں‘‘ کا استعمال کرنا، جہادی مزاحمت کو بدنام اور کمزور کرنے کی خاطر ان کے خلاف مختلف ناموں سے مسلح گروہوں کا سامنے لانا، ان کی فنڈنگ اور تشہیر کرنا، افغانوں کے درمیان قومی، علاقائی اور لسانی نفرتوں کو ابھارنا جیسے فتنوں کو بھڑکانے سے کبھی بھی وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ افغان وہ قوم نہیں ہے، جو کسی قوت کے سامنے گھٹنے ٹیک دے۔ ہماری تاریخ سے غافل مت ہونا۔ تمہارے کے لیے یہی کافی ہے کہ تمہارے گزشتہ ۱۶ برس فالتو اور بے مقصد جنگ میں گزر گئے ہیں۔ بے فائدہ اخراجات کیے اور اپنی سیاسی و فوجی حیثیت بھی خراب کر ڈالی ہے۔

کثیر تعداد میں فوجی ہلاکتیں ہوئی ہیں۔ افغانوں کو شہید اور معذور کیا گیا۔ گھروں اور دیگر بنیادی ڈھانچوں کو تباہ کر کے افغانستان کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا۔

اگر تم یہ سوچتے ہو کہ اپنی فوجی موجودگی اور تعداد میں اضافے سے ہمارے حوصلوں کو شکست دے دو گے تو یہ بڑی غلط فہمی ہے۔ مسئلے کا یہ حل نہیں ہے کہ کابل کی نااہل انتظامیہ کے مطالبے پر جارحیت کو جاری رکھا جائے، بلکہ ہوشیاری یہ ہے کہ حقائق سمجھ کر اپنی جنگی پالیسی تبدیل کی جائے۔ افغانستان کی قسمت اور یہاں کے تمام مسائل افغانوں سے وابستہ ہیں۔ افغان غیور عوام کسی کے دباؤ کو تسلیم کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے ملک کے معاملات میں کسی کی خواہشات کو مانتے ہیں۔ انہیں اپنے ملک کا استقلال اور اسلامی نظام اپنی جان سے بھی عزیز تر ہے۔ افغان سرزمین میں ڈیڑھ عشرے تک اپنی موجودگی سے تم نے عبرت حاصل کی ہو گی۔ لہٰذا یہ بات اچھی ہے کہ جارحیت کو مزید طول دینے کی غلطی کو ختم کر دو۔ جب بھی افغانستان سے تمہارا ناجائز قبضہ ختم ہو گا، تب امارت اسلامیہ کی طرف سے امریکہ سمیت تمام پڑوسیوں اور عالمی برادری کے ساتھ اچھے تعلقات اور معاملات اصول کے دائرے میں نبھانا امارت اسلامیہ کی جامع پالیسی ہے۔ یہاں امارت اسلامیہ کی پالیسی کی یاددہانی ضروری سمجھتا ہوں۔ امارت اسلامیہ کسی کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی چاہتی ہے اور نہ ہی کسی کو اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت کی اجازت دیتی ہے۔ اسی طرح کسی کو بھی اجازت نہیں دی جائے گی کہ افغان سرزمین کو کسی کے خلاف استعمال کر سکے۔

مسلمان مجاہد ملت!

غاصبوں کے خلاف جہاد ایک الٰہی فریضہ ہے، جو کسی کے ذاتی مفادات سے وابستہ ہے اور نہ ہی اس میں کسی کی ذاتی رائے سے تبدیلی آتی ہے۔ شرعی احکام اور اسلامی تاریخ میں جہاد

کوئی ایسا نامعلوم باب نہیں ہے، جسے ہر شخص ذاتی اجتہاد سے کرنے اور اسے منع کرنے کا حکم صادر کر سکے۔ اسلامی تاریخ میں مقدس جہاد کا ثمرہ کافروں کے زیرِ کمان اور تسلط سے حاصل ہوا ہے اور نہ کبھی نااہل حکمرانوں نے اللہ تعالیٰ کا دین نافذ کیا ہے۔ اسی طرح نہ ہی استعماری فضائی قوت کے زیر سایہ اسلامی نظام کا قیام ممکن ہے۔

ہماری ملت پر امریکا نے ان تمام افراد کو مسلط کیا ہے، جو اپنے دین اور عوامی مفادات کے وفادار نہیں ہیں۔ وہ صرف امریکی مفادات کے نگہبان اور محافظ ہیں۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ غیروں کی نوکری کرنے والوں نے امریکی حکم کی وجہ سے اس لیے بھی آمادگی ظاہر کی کہ افغانستان کو اپنے پڑوسیوں اور خطے کے خلاف حالت جنگ میں لاکھڑا کریں۔ اسے صرف امریکی مفادات کے لیے قربان کریں۔ اگر موجودہ حالت جاری رہی تو وہ اس کے لیے بھی کمربستہ ہیں کہ متحد ملت کے درمیان قومی، علاقائی اور لسانی تعصبات کو ابھار کر ایک بار پھر نوے کی دہائی کی طرح باہمی جنگوں کا آغاز کر کے تاریخی ملک کو کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ کابل کے موجودہ حالات غیروں کی نوکری کرنے والوں کی بری کوششوں کی زندہ مثال ہیں۔

امارت اسلامیہ ملک کی شرعی اور قومی مصلحتوں کے دفاع و قیام کے لیے افغانستان میں موجود برادر اقوام کے درمیان قومی، علاقائی، لسانی، مذہبی اور تنظیم کے نام سے ہر قسم کی تخریبی سرگرمیوں کی پرزور مذمت کرتی ہے۔ اسے افغانستان میں شکست خوردہ دشمن کے منصوبہ ساز سازشوں کی ایک تخریبی کوشش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ امارت بھرپور قوت سے اس کا سدباب کرتی ہے۔

افغان مجاہد عوام!

بیرونی جارحیت کے خلاف افغان عوام کا جائز دفاعی جہاد اللہ تعالیٰ کی نصرت، آپ کی حمایت، مجاہدین کے ناقابل فراموش اخلاص و فداکاری، امارت اسلامیہ کی کامیاب حکمت و سفارت کاری اور نظم و ضبط سے روز بروز قوت پکڑ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے اسلام مخالف قوتیں بھی اس کے جواز اور کامیابی کا اعتراف کر رہی ہیں۔ اس عمل نے جارح دشمن کو شدید اضطراب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ وہ اسی لیے امارت اسلامیہ کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا کر کے مجاہدین کی کامیابیوں کو غیروں کی جانب منسوب کر رہا ہے، مگر ہم اس بارے میں عالمی برادری اور اپنے عوام کو تسلی دیتے ہیں کہ امارت اسلامیہ کبھی بھی ایک غاصب کو مار بھگانے کی خاطر کسی غیر کو افغانستان میں مداخلت کی اجازت نہیں دیتی۔ افغان عوام کی ملی حمایت تمام غاصبوں کے مقابلے میں ہماری کامیابی کا اصل سبب ہے۔

امارت اسلامیہ ہر اس پہلو پر عوام کی شکر گزار ہے، جس میں عوام نے امریکی جارحیت کے خلاف امارت اسلامیہ کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ جب کہ عوام امارت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنا عالمی اثر و رسوخ استعمال کر کے امریکا کو افغانستان کا قبضہ ختم کرنے پر مجبور کیا جائے۔ امریکا کو چاہیے کہ حقائق کا ادراک کر کے جہادی مزاحمت کا مقابلہ کرنے کے بجائے افغان مجاہد عوام کے قانونی مطالبات کو تسلیم کرے اور سفارت کاری کے ذریعے اپنے مسئلے کو حل کیا جائے۔ صلح کے سامنے سب سے بڑی رکاوٹ جارحیت ہے۔ جارحیت کے ختم ہونے سے پرامن طریقے سے افغان مسئلے کا حل امارت اسلامیہ کی پالیسی کا اہم جزو ہے اسی وجہ سے سیاسی دفتر کو پرامن حل تلاش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

اسلامی نظام کے زیر سایہ صلح، حقیقی امن و امان اور اہل وطن کا سکون ہمارے بنیادی مقاصد ہیں۔ ہم پرعزم طور پر اپنے عوام کی معاشی، تعلیمی اور ہمہ پہلو تعمیراتی ترقی کے پابند ہیں۔ امارت اسلامیہ تعمیر نو کے منصوبوں کا خیر مقدم کرتی ہے۔ اپنے مقررہ اصولوں کی روشنی میں اس مد میں ہر قسم کی سرگرمیوں کی حمایت اور ان کے تحفظ کو اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے۔ مجاہدین اپنے اپنے علاقوں میں دینی و عصری علوم اور عوامی مطالبات کے مطابق تعمیر نو اور دیگر امور میں راہ ہموار کرنے کا سلسلہ جاری رکھیں۔

عالمی برادری کو پیغام!

دنیا بھر میں خصوصاً مشرق وسطی میں مظلوموں کو ظلم سے محفوظ کرنے کوشش کی جائے۔ نہتے اور بے یار و مددگار اقوام کو امریکی و اسرائیلی مظالم کے رحم و کرم پر نہ چھوڑا جائے۔ اسی طرح مملکت قطر اور دیگر عربی ممالک کے درمیان حالیہ تنازعہ پر ہم شدید اداس ہیں۔ برادر ممالک سے ہمارا مطالبہ ہے کہ ہر قسم کے باہمی تنازعات کو افہام و تفہیم کے ذریعے حل کیا جائے، تاکہ وہ ممالک اور اقوام اجنبی مداخلت کے نقصانات سے محفوظ رہ سکیں۔

جہاد اور فداکاری کے میدان میں مصروف مجاہد بھائیو!

آپ کو اس پر خوش ہوتے ہوئے شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کٹھن دور میں اپنے دین اور عوام کی حفاظت کے لیے آپ کا انتخاب کیا ہے۔ اپنے دین اور مسلمانوں کے دفاع کی راہ میں جہاد وہ افضل عمل ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ذروۃ سنام الإسلام'' فرمایا ہے۔ یعنی اسلام کی سب سے بلند چوٹی! جاری جہاد سے متعلق دشمن کے پروپیگنڈوں، تعبیروں اور باتوں کو نظرانداز کر دیں۔ اس عمل کے بارے میں صرف کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو کافی سمجھیں۔ اس جانب بھی متوجہ ہونا چاہیے کہ جہاد جتنا افضل عمل ہے، اتنا ہی اس سے وابستہ خطرات بھی بھاری ہیں۔ خدانخواستہ

اگر جہاد میں زیادتی سرزد ہو جائے، بے گناہ انسانوں کو تکلیف پہنچ جائے، عوام کے جان ومال اور عزت کو نقصان پہنچ جائے تو اس سے بے قدری اور عوامی نفرت میں اضافہ ہوگا۔ دنیا و آخرت میں مجرم سمجھے جائیں گے۔ اپنے سلوک اور کردار پر توجہ دیں۔ اپنے ساتھیوں کو بھی ناجائز اعمال سے روکیں۔

جہادی کارروائیوں کے منصوبے اور عمل کے دوران شہری نقصانات کے معاملے کو سختی سے مدنظر رکھیں۔ جن حملوں میں شہریوں کے جان و مال کو نقصان پہنچتا ہو، ہمیں کسی طور پر منظور نہیں ہیں۔ ان سے گریز کیا جائے۔ کیوں کہ عوام کے جان ومال کو نقصان پہنچانا شرعی اصول اور امارت اسلامیہ کی پالیسی کے خلاف عمل ہے۔ جہاد کی راہ میں اپنے حوصلے بلند رکھا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت، آپ کی مضبوط تدبیریں، عزم اور قربانی نے استعمار اور اس کی کٹھ پتلیوں کو گھبراہٹ سے دوچار کر رکھا ہے۔ دشمن کی سازشوں کو ناکام بنا دیں۔ آپکے خلاف پروپیگنڈے کی لہر بے اثر ہے۔ موجودہ حالت اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ ہر مجاہد اپنی نیت اور عمل کی درستی کی جانب مزید متوجہ رہے۔ اپنی صف کو متحد رکھیں۔ اپنے قائدین اور ذمہ داران کی اطاعت میں پختگی اختیار کریں۔ ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اللہ سے ڈرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے سلوک میں نرم برتاؤ کیا کریں۔ دشمن کا ظالمانہ سلوک آپ کو مؤمن عوام اور قیدیوں کے ساتھ غیر شرعی انتقام پر ہرگز مجبور نہ کرے، بلکہ دشمن کے قیدیوں سے نبوی اخلاق کی بنیاد پر حسن سلوک کیا کریں۔

دشمن کی سازشوں اور اچانک حملوں پر جہادی قائدین فوری توجہ دیں۔ اپنے زیر استعمال وسائل کے معاملے میں بہت احتیاط کریں۔ اپنی اور مجاہد کی زندگی کے بارے میں بے احتیاطی جہادی صف کو بہت نقصان پہنچاتی ہے۔ ہر فرد اپنی آخرت کا خود ذمہ دار ہے۔

اپنے تمام ہم وطنوں، علمائے کرام، دانشوروں، بااثر عوامی و سیاسی شخصیات، لکھاریوں، پیشہ ور افراد، نئی نسل کو تربیت دینے والے اساتذہ اور اس غریب ملک کے ہمدرد افراد سے مطالبہ کرتا ہوں کہ جنگ کے حقیقی عامل امریکہ کے خلاف یک آواز ہو کر اٹھ کھڑے ہوں۔

آخر میں تمام ہم وطنوں سے اپیل کرتا ہوں کہ ہر وقت، بالخصوص عید کے ان مبارک ایام میں تمام غریب بہن بھائیوں، یتیموں، قیدیوں کے خاندانوں اور دیگر غریب افراد کو خوشیوں میں اپنے ساتھ شریک کریں۔ حسب توفیق ان سے تعاون کریں۔

هذا و أسأل الله تعالى أن يمنّ على جميع المسلمين بالخير و العزّ و العافية، إنه سميع قدير و بالإجابة جدير، و صلّى الله و سلّم على نبيّه أفضل الصلاة و التسليم. و السلام عليكم و رحمة الله و بركاته.

زعیم امارت اسلامیہ افغانستان

امیر المؤمنین شیخ الحدیث مولوی ہبۃ اللہ اخندزادہ

۲۷ / رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۲ / جون ۲۰۱۷ء

☆☆☆☆☆

بقیہ: توحید باری تعالیٰ... سلسلہ دروس احادیث

دنیا میں ہم نے جو کچھ بنایا، انسان نے جو کچھ دریافت کیا۔ مختلف چیزوں کو جوڑ کر انسان نے جو کچھ ایجاد کیا، یہ سارے کا سارا اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہے۔ حدیث میں آتا ہے

ان الله يصنع كل صانع وصنعة او كما قال عليه الصلوٰة والسلام

"اللہ تعالیٰ ہر صانع، ہر صنعت والے یا ہر پیشہ ور اور اس کے پیشے کو، ہر ماہر اور اس کی مہارت کو، ہر صاحبِ فن اور اس کے فن کو اللہ تعالیٰ ہی تخلیق کرتے ہیں"۔

تو انسان نے اپنی عقل سے جو کچھ بھی تخلیق کیا وہ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی تخلیق ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر صلاحیت رکھی وہ ذہن دیا وہ فہم دیا، وہ سوچنے کی سمجھنے کی صلاحیت اس کے اندر منتقل کی تاکہ وہ چیزیں بنا سکے۔ جس نے گاڑی ایجاد کی، جس نے جہاز ایجاد کیا، جس نے کمپیوٹر ایجاد کیا۔ اس میں انسان کا کمال نہیں ہے اس لئے کہ کمال اس ذات کا ہے جس نے اُس انسان کو تخلیق کیا وہ اس ایجاد کا کمال۔ وہ احمق ہوگا جو یہ کہے گا کہ جہاز کا اپنا کوئی کمال ہے کہ ایسا بنا، نہیں جہاز کے بنانے والے کا کمال ہے... تو جب بنانے والے کا کمال ہے تو اسی طرح اس انسان کی تعریف کرنے والا بھی اور اس کو ہی سب کچھ سمجھنے والا بھی پاگل ہوگا۔ جب تک اس کی نظر، کہ اصل کمال اس ذات کی طرف لوٹتا ہے کہ جس نے انسان کو تخلیق اور جس کے اندر مہارت پیدا کی جس کے اندر فن پیدا کیا جس کے ذہانت پیدا کی۔ تو ہر حال میں اُسی رب کی طرف نگاہیں رہنی چاہئیں اور اس کی عظمت دلوں کے اوپر راسخ کرنی چاہیے۔ وہ راسخ ہو جائے تو دنیا کی ہر دوسری قوت کی اور اسلام کے ہر دشمن کی اور ہر بڑی طاقت کی جو جھوٹی عظمت ہے وہ دِلوں سے نکل جاتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عظمت کا ادراک نصیب فرمائے۔ آمین

سبحانك الله وبحمدك نشهد ان لااله الاانت نستغفرك ونتوب اليك

وصلى الله على نبيينا محمد وعلىٰ آله وصحبه اجمعين

☆☆☆☆☆

متعدد محاذوں پر ایک ہی جنگ میں بر سر پیکار امتِ متحدہ

شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ، امیر جماعۃ قاعدۃ الجہاد

بسم اللہ والحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ ومن والاہ

میرے محترم مسلمان بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج امت مسلمہ عالمی جنگ میں شامل ایسے دشمنوں سے نبرد آزما ہے جس میں شرق و غرب کے کٹر صلیبی، ملحد چینی، ہندو، صفوی روافض اور سیکولر قوم پرست 'سب امت کے خلاف جرائم میں ایک دوسرے کے شراکت دار ہیں۔ مغرب کے ساحلی علاقوں سے (شمال مغربی افریقہ) سے لے کر مشرقی ترکستان تک مسلم دنیا کو جارحیت، قبضہ گیری، مغلوبیت، بم باریوں کے ساتھ ساتھ مسلم دنیا کے ان کٹھ پتلی حکمرانوں کے کرائے کے فوجیوں پر مشتمل ایسے کفری اتحاد سے بھی سابقہ جن کی گردنیں اسلام کے کلاوے سے آزاد ہو چکی ہیں اور جو مشترکہ طور پر معروف بین الاقوامی مجرموں کے مفادات کے لئے کام کر رہا ہے۔

جہاں تک جغرافیائی اختلافات کا تعلق ہے تو ایک علاقہ دوسرے سے قدرے مختلف ہو سکتا ہے لیکن ان سب کے درمیان جو قدر مشترک ہے وہ ایک جیسی کٹھ پتلی اسلام دشمن حکومتوں کا مسلط ہونا ہے جو دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر اسلام کے خلاف جنگ میں شریک ہیں اور ایک ایسے بین الاقوامی نظام کی غلام ہیں جو دنیا کے قدرتی وسائل خصوصاً مسلم دنیا کی تقسیم اور قدرتی وسائل کی چوری کے لیے جنگ عظیم دوم کے فاتحین نے نہایت عیاری سے تشکیل دیا تھا۔ آپ ادراک کر سکتے ہیں کہ اس مجرمانہ اتحاد کے مرکزی کردار کا تعلق امریکیوں سے ہے اور پھر بتدریج اپنے مفادات، قوت اور شراکت کے حساب سے اس نظام کے کردار مختلف ہوتے جاتے ہیں۔

چنانچہ اس مجرمانہ اتحاد کا سامنا ہم شریعی تضادات اور عملی مزاحمت کے ذریعے کیسے کریں؟ شرعی طور پر تو اس معاملے کا واضح حل موجود ہے اللہ رب العزت نے فرمایا،

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

(یادرکھو) سارے مسلمان بھئی بھائی ہیں۔

رب العالمین نے فرمایا:

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا

اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے اور قبیلے بنا دیے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مسلمانوں کا ذمہ ایک ہی ہے۔ مؤمنین اپنے دشمنوں کے خلاف ایک ہاتھ کی مانند ہیں اور اگر ایک مسلمان پناہ کا عہد کرتا ہے تو تمام مسلمان اس عہد کے پورا کرنے پر پابند ہیں''۔

یہی وجہ ہے کہ فقہاء یہ فیصلہ دیتے ہیں کہ امت مسلمہ ایک واحد اور غیر منقسم حیثیت کی حامل ہے۔ تمام فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کوئی کافر و مشرک دشمن مسلم ریاست پر حملہ کرتی ہے، تو وہاں کے مسلمانوں پر اپنی ریاست کا دفاع فرضِ عین ہو جاتا ہے۔ اور اگر مسلم شہری دفاع کی اہلیت نہیں رکھتے تو ریاست کے قریب دوسری ریاستوں پر یہ فرض منتقل ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ دفاع کا یہ فریضہ دنیا کے تمام مسلم ممالک تک پھیل جاتا ہے۔

اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ عملی طور پر مسلمانوں نے ہمیشہ قومیت کی جکڑ بندیوں یا نسل و رنگ سے بالاتر ہو کر سرحداتِ اسلامی کا دفاع کیا ہے۔ خلافت عثمانیہ کے خاتمہ تک یہی اصول غالب رہا ہے، پانچ صدیوں تک خلافت عثمانیہ ہی مسلم سرزمینوں کا دفاع کرتی رہی ہے۔

سقوط خلافت عثمانیہ کے بعد، زندیق قابضین نے قومی بنیاد پر ریاست کی حد بندی کا تصور ابھارنا کرنا شروع کر دیا اور مسلمانوں کے درمیان بھی اسی نظریہ کے حامی سر اٹھانے لگے۔ اسی لیے احیائے اسلامی کے داعیان نے اس نظریہ کے خلاف بھرپور جدوجہد کی۔ لہٰذا آپ دیکھیں گے کہ حسن البناء رحمہ اللہ نے مصر سے تعلق ہوتے ہوئے بھی فلسطین کی آزادی کے لیے فوجیں منظم کیں... عزالدین القسام رحمہ اللہ شامی ہوتے ہوئے فلسطین کے جہاد میں شامل ہوئے... عبداللہ عزام رحمہ اللہ نے ایک فلسطینی ہونے کے باوجود 'افغانستان کے دفاع کے لئے امت مسلمہ میں بیداری پیدا کی اور قطعی طور پر یہ اعلان کیا کہ سقوطِ اندلس (مسلم سپین) کے بعد سے جہاد فرضِ عین ہو چکا ہے!

پھر امارات اسلامیہ افغانستان کے قیام بعد، ہم نے دیکھا کہ افغانیوں اور مہاجرین نے، شیخ اسامہ بن لادن اور ابو مصعب السوری جیسے عرب شیوخ اور شیخ ابو محمد ترکستانی نے ملا محمد عمر افغانی (رحمہم اللہ اجمعین) سے بیعت کی۔ اللہ ان عظیم رہنماؤں پر اپنی رحمتیں کرے جنہوں نے محارب کفار کے مقابلے میں امت مسلمہ کے اتحاد کا احیا کیا۔

(بقیہ صفحہ ۱۵ پر)

اسلامی موسم بہار

شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ

امیر جماعت القاعدۃ الجہاد شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ نے کچھ ماہ قبل "الربیع الاسلامی" (اسلامی موسم بہار) کے عنوان سے دنیا بھر میں مجاہدین کو ملنے والی فتوحات، عالمی کفر کی ذلت اور اُس کے ایجنٹوں کی خواری اور "فتنہ بغدادی" کے رد پر ایک طویل سلسلہ گفتگو ریکارڈ کروایا۔ یاد رہے، شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ نے جس وقت اس سلسلہ گفتگو کا آغاز فرمایا، اُس وقت حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے انتقال سے متعلق خبر کو عام نہیں کیا گیا تھا۔ [ادارہ]

یہاں دو شبہے در پیش ہیں:

پہلا: کہا جاتا ہے کہ کیا اس بات کا جواز پیدا کر کے کہ یہ خلافت کے قیام کا موقع نہیں، بیعت سے احتراز کرنا گناہ نہیں ہے؟

جواب: بالکل نہیں!

اس پر دلیل یہ ہے کہ: صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک بڑی تعداد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خروج اور اپنے لیے بیعت سے روکنے کی کوشش کی اور یہ ثابت ہے کہ ان کی یہ رائے درست تھی باوجود اس کے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت خروج سے پہلے تھی، بعد میں بیعت طلب نہیں کی اس طور پر کہ آپ نے خود کے لیے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا ہو۔

اور دوسرا شبہ یہ ہے کہ: آپ کے خیال میں خلافت کے اعلان کا وقت مناسب نہیں جب کہ ہم اسے مناسب خیال کرتے ہیں، ایک اجتہاد آپ کا ہے اور ایک ہمارا۔

جواب:

اگر تمہیں اس پر مسلمانوں کی اکثریت کی موافقت حاصل ہے تو تمہیں اس کا حق ہے۔ اور اصل معاملہ یہ ہے کہ تمہیں مسلمانوں کی موافقت حاصل نہیں ہے، پس تم لوگوں نے مسلمانوں کے معاملہ کو ان کی مشاورت کے بغیر شروع کیا۔

دوسرا سوال جس کی طرف میں آنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر یہ خلاقت کے قیام کے اعلان کا موقعہ نہیں تو پھر اس کا متبادل کیا ہے؟ جس بنا پر ہم اپنی کوشش اسی کے قیام میں صرف کر دیں؟

اس سوال کا جواب دینے سے قبل یہاں چند اہم امور کی طرف توجہ دلانا مطلوب ہے۔ اور اچھا ہو گا کہ میں اس کی وضاحت اور تاکید کر دوں:

پہلی بات یہ ہے کہ ہم نے اپنی گردنوں میں امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کی بیعت کا قلادہ ڈال رکھا ہے اور ہم اس بیعت کو توڑنے کا کھلواڑ نہیں کریں گے۔

دوسری بات یہ کہ یوں امارت اسلامیہ افغانستان سے تجاوز کرتے ہوئے خلافت قائم کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس بات کو جانتے ہوئے کہ ایسی پابندِ شریعت امارت مسلمانوں کے لیے موجود ہے جو مقدم اور بڑی ہے اور اسی طرح امارت قوقاز سے تجاوز کرتے ہوئے اور نہ ہی مجاہدین کی ان جماعتوں سے جو جہاد کی سرحدوں پر قائم ہیں یہ ممکن ہے کہ خود ہی خلافت کا اعلان کر دیا جائے۔

اس لیے کہ امارت اسلامیہ افغانستان، امارتِ قوقاز اور دیگر جہادی جماعتیں جب شرعی حیثیت پر قائم ہیں تو ان سے تجاوز کس طرح سے ممکن ہے؟ اور اس معاملہ میں اپنے آپ کو ان سے بہتر جاننا اور پھر فوقیت دینا کیسے ممکن ہے؟ پھر جب خلافت کے دعوے کا اعلان کیا گیا تو ان امارتوں اور جہادی جماعتوں کی شرعی حیثیت کو تسلیم نہیں کیا گیا، سو یہ وہ غالی ہیں جو خلافت کے اہل ہی نہیں ہیں۔

ان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے فیصلے سے رجوع کریں اور امارتِ اسلامیہ افغانستان میں شامل ہو جائیں جس سے انہوں نے بیعت کو توڑ دیا ہے۔ نہ یہ کہ خلافت کا دعویٰ مجاہدین اور مسلمانوں کی مشاورت کے بغیر جہلاء کی جماعت کے ذریعے کریں۔ پھر دوسروں سے اپنی خلافت کو مباح سمجھنے کا مطالبہ کریں۔

اس تاکید اور وضاحت کے بعد میں مذکورہ بالا سوال کا جواب دوں گا، یعنی وہ کون سا راستہ ہے جسے ہم خلافت کو قائم کرنے کے لیے پسند کرتے ہیں؟

تو وہ راستہ یہ ہے۔

اولاً امارت اسلامیہ افغانستان اور امارت قوقاز کی مضبوطی۔

ثانیاً جہادی تحریکات کی مضبوطی اور امت کو بڑے دشمن کے مقابلے میں جمع کرنے کی سعی کرنا اس کے ساتھ کہ ہر جگہ ہی کٹھ پتلی ایجنٹ (مقامی افواج و حکومتیں) موجود ہیں سو ان سے سامنا و مقابلہ بھی ہو گا۔

ثالثاً مجاہدین کے درمیان وسیع پیمانے پر مشاورت کرنا تاکہ مناسب وقت پر مختلف خطوں میں اسلامی امارتوں کے اعلان کو پیشِ نظر رکھا جا سکے۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل دو نہایت اہم مسائل پر نظر رکھنا اور مشاورت کرنا:

اولاً کیا یہ وقت خلافت کے اعلان کے لیے مناسب ہے اور کیا اس کے لیے لازمی امور کی تکمیل ہو چکی ہے؟

ثانیاً جب مجاہدین کی اکثریت، سچے داعی حضرات اور مسلمانوں میں سے اہل مرتبت اس بات پر متفق ہو جائیں کہ خلافت کے اعلان کے لیے اہم و لازمی امور کی تکمیل ہو چکی ہے، اور یہ موقعہ بھی خلافت کے اعلان کے لیے مناسب ہے۔ جب یہ مشاورت مکمل ہو جائے اور

فیصلہ کر لیا جائے تو اس بات پر مشاورت و فیصلہ کرنا کہ اس منصبِ امامت کا اہل کون ہے؟ جب اہل حل و عقد اس پر متفق ہو جائیں گے تو خلافت پر بیعت کی جائے گی۔

اس مجلس کے اختتام پر، میں دو پیغامات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

پہلا پیغام علمائے جہاد اور داعیانِ جہاد کے لیے ہے۔

میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں اور اپنے اس مطالبہ کی وجہ بھی ان پر آگے واضح کرتا ہوں۔ میں ان حضرات سے مطالبہ کرتا ہوں کہ کفارِ اصلی اور مرتدین سے جنگ ان کو درجِ ذیل پہلوؤں سے غافل نہ کر دے سوان اوامر پر جمے رہیے، مثال کے طور پر:

- اپنی صلاحیتیں ساتھیوں کے تزکیۂ نفس اور اخلاقی تربیت پر لگائے رکھنا۔
- مسلمانوں کو ڈرانے اور تنبیہ کرنے کے لیے عام مسلمانوں پر عموماً اور مجاہدین کی مخالفت کرتے ہوئے ان پر خصوصاً بدترین جھوٹ، فریب اور تہمت جیسے گناہوں کا سہارا لینے سے بچیں۔ پس جس شخص نے کسی مسلمان یا کسی کافر کے بارے میں بھی بغیر دلیل کے جھوٹ باندھا تو وہ جھوٹا ہے۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ

"اب وہ گواہ نہیں لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔" (النور: ۱۳)

- مسلمانوں کے اموال، وسائل اور خون کی حرمت کے حوالے سے حساس رہنا اور اس حرمت پر پوری طرح متوجہ رہ کر قائم رہنا۔ جیسا کہ مسلمانوں کا ذکر کرتے ہوئے حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا

"اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس پر غضب نازل کرے گا اور لعنت بھیجے گا، اور اللہ نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (النساء: ۹۳)

- اور تکفیر میں حد سے تجاوز کرنے اور اس سے بچنے پر ثابت قدم رہنا۔
- اور امت پر یہ واضح کرنا کہ
  - بے شک ہم عدل و انصاف اور شوریٰ کی طرف دعوت دیتے ہیں، اور بلاشبہ ہم اسلام کے نام پر امت پر مسلط نہیں ہوں گے بلکہ ہم اسلام کے ذریعے امت کے فیصلے چاہتے ہیں۔
  - امت پر وضاحت سے بیان کر دینا کہ ہم اس آپ کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ ہم امت پر لوگوں میں سب سے زیادہ نرمی کرنے والے ہیں۔ ہم اس امت کے ہدایت پر قائم رہنے کے لیے سب سے زیادہ حریص ہیں اور سب سے بڑھ کر اس کی تڑپ رکھتے ہیں اور اس امت کی عزت و حرمت کی خاطر اس کا سب سے پہلے دفاع کرنے والے ہیں اور ہرگز اس کی تفسیق کرنے والے اور اسے برا بھلا کہنے والے نہیں!

دوسرا پیغام، مجاہدین کو ایک بار پھر یہ دعوت دینا ہے کہ اپنے فیصلے خود مختار شرعی عدالتوں کے سپرد کریں اور ان لوگوں کو چھوڑ دیں جو مجاہدین کی صف کو توڑنا چاہتے ہیں۔ شام و عراق میں موجود مجاہدین کو اس بات کی طرف بلانے کی دعوت ہے کہ وہ صلیبی و رافضی اور نصیری و سیکولر اتحاد کے خلاف یکجا ہو جائیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ فتح کا دروازہ اہلِ تقویٰ اور عقل والوں کے لیے ہے تاکہ وہ اس میں داخل ہو جائیں۔ یہ فتح کا دروازہ شور مچانے اور خوف زدہ کرنے والوں پر نہیں کُھلتا، یہ حقیقتاً انہی لوگوں پر وا ہوتا ہے جو خلافت کو سمجھنے میں کوشاں ہیں اور حد سے تجاوز کرنے والوں کو روکنے والے ہیں۔

پھر خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کی مستقل کوشش پر دعوت ہے، جو مسلمانوں کی رضامندی اور مجلسِ مشاورت سے قائم ہو نہ کہ دھماکوں اور تباہی کی بنیاد پر!

میری ساری قوم نے زندگی اس وقت تک خوش و خرم گزاری

جب تک خواہشات نے ان کے معاملات کو منتشر نہیں کیا تھا

اور میں اسی کے بقدر اکتفا کرتا ہوں، اور ان شاء اللہ آنے والی مجلس میں آپ سے ملاقات کروں گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆

بقیہ: متعدد محاذوں پر ایک ہی جنگ میں بر سرِ پیکار امتِ متحدہ

لیکن آج، کچھ لوگ ایسے ہیں جو دوبارہ ہمیں امت پر قابض کافروں کی کھینچی گئیں سرحدی حد بندیوں کے پیچھے دھکیلنا چاہتے ہیں... پاکستان پاکستانیوں کے لئے، شام شامیوں کے لیے، فلسطین، فلسطینیوں کے لئے... کیا یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ کس کے مفاد کی خاطر؟

اللہ عزوجل ہماری قوتوں کو مجتمع کر دے اور ہمارے دلوں میں الفت ڈال دے اور ہماری صفوں کو متحد کر دے اور ہمارے گناہوں کے سبب ہمیں فتح سے محروم نہ کرے۔ آمین

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و صحبہ أجمعین والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

☆☆☆☆☆

جہاد میں اتحاد کے بغیر اللہ کی نصرت نہیں آتی!

عید الفطر کے موقع پر مولانا عاصم عمر دامت برکاتہم العالیہ 'امیر جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر' کا پیغام

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ ومن تبعھم احسان الی یوم الدین، اما بعد!

سب سے پہلے میں تمام اسیر بھائیوں اور شہدا کے اہل خانہ کو عید کی مبارک باد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ساری امت کی جانب سے آپ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے... کہ آپ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کا کھویا ہوا مقام واپس دلانے کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا گئے! حقیقت یہ ہے کہ آپ نے آنکھوں دیکھی دنیا سے منہ موڑ کر اللہ کی اَن دیکھی جنت پر ایمان کو سچا کر دکھایا... اللہ تعالیٰ آپ کو رہائی عطا فرمائے اور آپ کی ان قربانیوں کی بدولت اس امت کو بھی کفار کی غلامی اور شریعت کے دشمنوں سے نجات عطا فرمائے، آمین...

نیز خراسان اور برصغیر میں ان تمام مجاہدین اور مہاجرین کو عید مبارک جو اپنے گھر بار سے دور اللہ کے راستے میں عید کا دن گزار رہے ہیں... اُن مہاجرات بہنوں کو عید مبارک جنہوں نے وزیرستان سے نکلنے کے بعد بھی راہِ ہجرت وجہاد کو نہیں چھوڑا بلکہ دشت وجبل، صحراؤں اور بیابانوں میں عید گزار رہی ہیں' جہاں وہ اپنے والدین، بہن بھائیوں اور عزیز و اقارب کو عید کی مبارک باد دینے سے بھی روک دی گئی ہیں... لیکن اللہ کی رضا پر راضی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے دین کی سربلندی، امت کی عزت اور برصغیر میں شریعت کے غلبہ کی خاطر ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں...

اسی طرح تمام مشائخ اور مجاہد ساتھیوں کو عید مبارک، جو یمن وصومال، شام وفلسطین، شیشان، مصر، لیبیا اور الجزائر میں شریعت کے دشمنوں کے مقابلے میں راہِ حق میں عید کا دن گزار رہے ہیں' کہ اللہ ان تمام مسلم خطوں میں شریعت کو غالب فرمائے... صحرائے مالی کے مجاہدین خصوصاً شیخ ایاد ابو الفضل حفظہ اللہ کو عید مبارک اور مجاہدین کے اس اتحاد کی بھی مبارک کہ اللہ تعالیٰ اس اتحاد کو امت کی عظمت اور دین کے غلبہ کا ذریعہ بنائے، آمین...

نیز امیر المومنین شیخ الحدیث مولوی ہبۃ اللہ اخونزادہ، حکیم الامت عالمی قافلۂ جہاد کے حدی خواں شیخ ایمن الظواہری، شیخ سیف العدل، شیخ قاسم الریمی، شیخ ابو عبیدہ احمد عمر، شیخ مصعب عبد الودود اور عزیزم شیخ حمزہ بن لادن کو عید مبارک... اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی امان میں رکھیں اور شریعت کے دشمنوں کے لیے غیض وغضب کا سامان بنائیں... اللہ تعالیٰ آپ سب کے ہر دن کو عید کا دن بنائے کہ آپ نے ذاتی خوشیاں دے کر امت کے غم خریدے اور دنیا کے بدلے اللہ کی جنتوں کے سودے کیے... اللہ تعالیٰ آپ کے چہروں کو اِس دنیا کے ساتھ ساتھ اُس دن بھی چمکائے، جس دن کے بارے میں قرآن کریم اعلان کر رہا ہے:

وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌ ۝ ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌ ۝ وَوُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ عَلَیْھَا غَبَرَۃٌ ۝ تَرْھَقُھَا قَتَرَۃٌ

کہ اُس روز کتنے چہرے چمکتے دمکتے، ہنستے خوشی مناتے ہوں گے جب کہ کتنے ہی چہرے ایسے ہوں کہ کہ ذلت ورسوائی اور خوف کے عالم میں چہروں پر ہوائیاں اُڑ رہی ہوں گی!

میرے مجاہد ساتھیو! جن چہروں کو راہِ جہاد کی سختیوں نے جھلسا کر رکھ دیا، اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ یہ چہرے قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی مانند چمکتے ہوں گے! ہجرت و جہاد کے راستوں میں جو چہرے اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے، یہ قیامت کے دن عید کے چاند کی مانند اپنے چاہنے والوں کو اپنا دیدار کروائیں گے اور اُن کی ابدی زندگی کے ہر روز کو عید اور ہر رات کو چاند رات بنا دیں گے، ان شاء اللہ!

اللہ تعالیٰ اس عید کو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سربلندی کی عید بنائے اور اس سسکتی امت کے غموں کا مداوا بنائے... تقبل اللہ منا ومنکم!

میرے پیارے مجاہد بھائیو! یہ معرکہ جس کا آج ہمیں سامنا ہے، یقیناً تاریخ کا ایک فیصلہ کن معرکہ ہے... نا صرف تاریخی بلکہ ایک روحانی معرکہ ہے! جہاں انسان دو چیزوں میں سے ایک اپنے لیے انتخاب کر رہا ہے... دنیا کا یا آخرت کا! یہ ایسا معرکہ ہے کہ جس میں امت مسلمہ کے صرف مادی وسائل پر ہی حملہ آوروں کی یلغار نہیں بلکہ اس کی سب سے قیمتی چیز، اس کے ایمان، اس دین اور اس کے عقیدے پر فیصلہ کن حملے کا اعلان کر دیا گیا ہے! یہ ایسا معرکہ ہے جس میں صرف مسلم سرزمینوں کی بازیابی اور روئے زمین پر شریعت کا نفاذ ہی نہیں بلکہ فرد کے ایمان کی حفاظت سب سے اہم مسئلہ ہے! یہ معرکہ ہم ایسے دور میں لڑ رہے ہیں جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَادِرُوا بِالأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ

کہ فتنوں سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو، ایسے فتنے جیسے اندھیری رات کے حصے ہوا کرتے ہیں، کہ ہر آنے والا حصہ پچھلے حصے سے زیادہ تاریک ہوتا ہے! يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا... انسان صبح ایمان کی حالت میں کرے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا، اللہ اپنی امان میں رکھے! أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا... ایسے فتنے کہ انسان شام ایمان کی حالت میں کرے گا اور صبح کافر ہو جائے گا!

یہ سب کیسے ہو جائے گا؟ فرمایا:

یبیع دینھم بعرض من الدنیا... انسان دنیا کی زندگی بچانے کے لیے اپنا دین بیچ ڈالے گا!

دنیا کو بچانے کے لیے، اپنی دولت وشہرت کو بچانے کے لیے، اپنی حب جاہ کو بچانے کے لیے دین سے پیچھے ہٹتا چلا جائے گا... حق کو پہچان لینے اور باطل قوتوں کو سمجھ لینے کے باوجود

صرف اس لیے حق سے دور رہے گا کہ اس راستے میں موت اور دشمن سے خوف کا سامنا ہوتا ہے...

اگر کوئی یہ سوچتا ہے کہ ابھی جہاد کے لیے ملک میں حالات سازگار نہیں، اس وقت دین کی مکمل دعوت دینے سے مقتدر قوتیں ناراض ہو رہی ہیں، اس لیے حکمت و مصلحت یہی ہے کہ زبان بندی کر لی جائے یا اپنے کہے بول اور لکھی تحریروں سے پیچھے بھی ہٹا جائے تو بھی ایمان پر کوئی دھبہ نہیں لگے گا، ایسا سوچنا اور انتظار کرنا بے کار کی بات ہے! آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حدیث میں آگے فرمایا کہ فتنوں کے ٹکڑے ایک کے بعد ایک ہوں گے، یہ جاری رہیں گے یہاں تک کہ حق اور باطل کی صفیں بالکل جدا جدا کر دی جائیں... فرمایا:

> حَتَّى يَصِيرَ النَّاسُ إِلَى فُسْطَاطَيْنِ... یہاں تک کہ لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ فُسْطَاطِ إِيمَانٍ لَا نِفَاقَ فِيهِ... ایک اہلِ ایمان کا خیمہ ہو گا، جس میں کوئی منافق نہیں ہو گا وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا إِيمَانَ فِيهِ... اور دوسرا نفاق کا خیمہ جس میں ایمان نام کی کوئی چیز نہیں ہو گی!

فتنے ہوں گے، کالی گھٹاؤں کی طرح فتنے ہوں گے جو بند کواڑوں کو بھی توڑ کر گھروں میں گھس جائیں گے... حرم میں رہنے والوں کے دل پر بھی حملہ آور ہوں گے... بلکہ ایسے بھی فتنے ہوں گے جو حرم میں چھپے منافقوں کو بھی حرم سے نکال باہر پھینکیں گے! ایسے وقت میں بہترین لوگ کون ہوں گے؟ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> خَيْرُ الناسِ في الفِتَنِ رجلٌ آخِذٌ بِعِنانِ فَرَسِه أَوْ قال بِرَسَنِ فَرَسِه خلفَ أَعْدَاءِ اللهِ... آخری دور میں فتنوں کے زمانے میں بہترین شخص وہ ہو گا جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے دشمن کے پیچھے بھاگتا پھرتا ہو... يُخِيفُهُمْ وَ يُخِيفُونَهُ... وہ اپنے جہاد کے ذریعے سے اللہ کے دشمن کو خوف زدہ کرتا ہو گا اور دشمن اُسے خوف زدہ کرتے ہوں گے

سبحان اللہ! یا پھر وہ شخص، فرمایا:

أَوْ رجلٌ مُعْتَزِلٌ في بادِيَتِه، يُؤَدِّي حقَّ اللهِ تَعالَى الذي عليهِ... یا وہ شخص جو ان فتنوں سے بھاگ کر، عالمی کفریہ نظام سے بھاگ کر، اس عالمی سودی نظام سے بھاگ کر، جہاں غیر اللہ کو معبود ماننے پر مجبور کیا جا رہا ہو، جہاں شرکیہ قوانین کے سامنے سر جھکانے پر مجبور کیا جا رہا ہو، جہاں حق کہنے کی پاداش میں زبان بندی کر دی جاتی ہو اور علمائے حق کو شہید کر دیا جاتا ہو، اُن جگہوں سے بھاگ جائے اور کہیں صحراؤں میں نکل جائے اور اللہ کے حقوق ادا کرتا رہے...

میرے پیارے مجاہد ساتھیو! یہ جہاد جو عالمی کفریہ نظام کے خلاف آپ کر رہے ہیں، خواہ اس میں آپ کے سامنے ہندو فوج ہو یا بنگلہ دیش کی بے دین فوج، یا کلمہ طیبہ کو ڈھال بنانے والی پاکستانی فوج ہو، اس معرکہ کی اہمیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے... اس وقت کی حساسیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ کوئی عام وقت نہیں ہے کہ جہاد چھوڑ کر گھروں میں جا بیٹھیں اور کواڑ اور دروازے بند کر لیں تو اپنا ایمان بچا جائیں گے، ایمان پر کوئی حرف نہیں آئے گا... شریعت کی دشمن قوتیں تو آپ سے جنگ ہی اس لیے کر رہی ہیں کہ وہ آپ سے آپ کا ایمان چھین لیں! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت سے ہٹا کر اُس شریعت پر آپ کو لے آئیں جو عالمی کفریہ اداروں نے دنیا میں رائج کی ہے!

سوائے میرے مجاہد ساتھیو! وقت کی اس اہمیت اور برصغیر میں نفاذِ اسلام کی جو نازک ذمہ داری آپ کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے، اس کی ادائیگی میں سست نہ ہو جانا! چیختے چنگھاڑتے شریعت کے دشمنوں کے سامنے کمزوری اور کم ہمتی کا مظاہرہ نہ کرنا! یہ امتِ مظلومہ، خصوصاً اسیرین اور شہدا کے ورثا آپ کی جانب دیکھ رہے ہیں! بڑی امیدوں کے ساتھ، بڑی حسرتوں کے ساتھ! اللہ کے لیے ان کی امیدوں کو چکنا چور نہ کر دینا! اپنی عید، اپنی خواہشات اور اپنی تمام خوشیوں کو اپنے پیارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خاطر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت کی خاطر قربان کرتے رہنا کہ اللہ تعالیٰ اُنہی لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی شریعت کے دشمنوں کے مقابلے میں ثابت قدمی دکھاتے ہیں!

میرے عزیز از جان ساتھیو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوش قسمت نسل بنایا ہے کہ جو فتنوں کے اس دور میں دنیا سے منہ موڑ کر اپنی جوانی، اپنے رب کے نام کو بلند کرنے کے لیے کھپا رہے ہیں... اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے اپنی ذات، اپنی عزت اور اپنا سب کچھ داؤ پر لگا گئے، جب کہ اس کا کلمہ دو صدیوں سے دنیا میں مغلوب کر دیا گیا ہے... آپ جانتے ہیں کہ مغلوبیت اور محکومیت کے وقت اللہ کے کلمے کے لیے قتال کرنا جن کو نصیب ہو وہ اُن کے مقابلے کہیں خوش قسمت ہیں جو فتح و نصرت کے بعد اس کے لیے قتال کریں... اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

> لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ
> فتح سے پہلے جنہوں نے قتال کیا، یعنی فتح مکہ سے پہلے جنہوں نے قتال کیا، جنہوں نے ہجرت کی، بعد والے اُن کے برابر نہیں ہو سکتے!

آخر اُس سے بڑا خوش قسمت کون ہو گا کہ جس کی جوانی کا ایک ایک پل اللہ کی اس عبادت میں لگ جائے جو تمام عبادات کی محافظ اور اس کے دین کے غلبے کا ذریعہ ہے! اسی راستے میں سر کے بال سفید ہو جائیں، سبحان اللہ! وہ کتنا خوش قسمت مسلمان ہے، جس کے سفید بال اُس دن نور بن جائیں، جس دن روشنی کی ایک ایک کرن کو لوگ ترس رہے ہوں گے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> من شاب شيبة في سبيل الله كانت له نورا يوم القيامة

اللہ کے راستے میں جس کے بال سفید ہوئے، یہ قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوں گے !

میرے پیارے دوستو! لوگوں پر پریشانیاں تو اپنی ذاتی زندگی میں بھی آتی ہیں... دنیا کے پیچھے بھاگتے رنج وغم اُن کو بھی آتے ہیں... غریب ہو یا مال دار، جھگی اور جھونپڑی والا ہو یا محلات کا مکین، دنیا کے تھپیڑوں نے کس کو چھوڑا ہے؟ اور فتنے ہیں کہ شرفا کا ایمان تو کیا ذاتی عزت کو بھی بھرے بازار میں نیلام کیے دیتے ہیں... بر سرِ منبر نیلام کیے دیتے ہیں لیکن جس کا ھم اور غم اللہ کا دین بن جائے، جس کا دکھ درد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت بن جائے، اس کی زندگی کا ایک ایک پل قیمتی ہو گا... کتنا قیمتی ہو گا! کیا یہ سعادت ہر کسی کو دی جاتی ہے؟

میرے پیارے بھائیو! ایک اللہ کو معبود تسلیم کرنے والا اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت کو حق ماننے والا کیوں پریشان ہو؟ کیوں مایوس ہو؟ جب کہ اُس کی ہر ہر سانس اُس کے مالک کی امانت ہے! اُس نے ہمیں عمل کا مکلف بنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے... اگر ہم اُس کی رضا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے طریقے کے موافق اس شرعی ذمہ داری کو ادا کر رہے ہیں جو اُس نے ہمارے کاندھوں پر عائد کی ہے تو پھر دل کو فتح اور شکست کے احساس سے خالی کر لیجیے! اپنے رب ہی سے مدد و نصرت طلب کیجیے اور ایمان پر خاتمہ شہادت کی صورت میں مانگتے رہیے کہ اس دورِ فتن میں اپنے جہاد کو بچا جانا ہی بہت بڑی کامیابی ہے! ورنہ نفس اور شیطان نے ''انٹرنیٹ خلافت'' کی شکل میں اس دور میں ایسی کمین لگائی ہے جو خاص مجاہدین کے لیے لگائی گئی ہے!

سو اہل سنت والجماعت کے منہج کے مطابق شریعت کے سامنے اپنی خواہشات کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے جہاد کو جاری رکھیے... ہم سے پہلے کتنی ہی ایسی جماعتیں گزریں جن کے مقدر میں ظاہری ہزیمت کے سوا کچھ نہ تھا، اُن کی آنکھوں نے جیتے جی کبھی فتوحات دیکھی بھی نہیں... لیکن پھر بھی اُنہوں نے شریعت کے دشمنوں کے مقابلے میں نا کم ہمتی دکھائی اور نہ ہی کمزور پڑے! بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو فرض اُن پر عائد کیا تھا، ہر حال میں اُس کو ادا کرتے رہے... اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے ساتھ اپنی محبت کا اعلان فرمایا ہے

جب کہ ہم تو الحمدللہ ایسے دور میں جی رہے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے جہاد کے ثمرات 'دنیا میں بھی اہلِ ایمان کو دکھائے ہیں... فتوحات ہیں، غنائم ہیں، امریکی رعونت اور عالمی قیادت کا جنازہ امت کی وہی نسل دیکھ رہی ہے جس نے اس امریکہ کو بامِ عروج پر دیکھا تھا! واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثرالناس لا یعلمون... یہ سب اُسی واحد و قہار کی قدرت ہے، جو آج بھی تنِ تنہا مالک الملک ہے!

چنانچہ جب ہم اس مبارک جہادی قافلے پر نظر ڈالتے ہیں تو جو امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کی امارتِ اسلامیہ اور شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ کے راستے پر سرپٹ دوڑا چلا جا رہا ہے تو اس جنگ میں فتح و شکست کے احساس سے بے نیاز ہو کر خود کو صرف اس قافلۂ جہاد کا راہی بنائے رکھنے پر بھی دل حلاوت سے ایسا بھر جاتا ہے، جیسے سب کچھ جیت لیا ہو!

یہ مبارک قافلہ ''انٹرنیٹ خلافت'' کے تاریک اور اندھے فتنے کے باوجود اہلِ حق جو جہاد کے صاف شفاف راستے کی جانب رہ نمائی کر رہا ہے جو غلو سے پاک ہے! اور مالدیپ تا مراکش 'امت کے فرزند اسی امارت کی لڑی میں خود کو پرو رہے ہیں... پھر اس جہادی قافلے سے پہلے امت مسلمہ کی حالت اور موجودہ حالت کا موازنہ کریں تو تمام تکالیف اور غم ہلکے ہو جاتے ہیں کہ مجموعی اعتبار سے یہ قافلہ ہر روز کامیابی کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے!

الحمدللہ! ہم بغیر کسی مبالغہ کے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ جہادِ افغانستان سے اب تک ہر مرحلے میں اللہ تعالیٰ نے مخلصین کو کامیاب فرمایا ہے... درمیان میں جو آزمائشوں کے دور آئے، اس سے بھی مخلصین کا چہرہ واضح ہوا اور کھوٹے بھی پہچانے گئے! چنانچہ اگر وقتی طور پر کسی خطے میں مجاہدین کو مشکلات کا سامنا ہے تو یہ بھی اس جنگ کا حصہ ہے اور اس میں اللہ کی بڑی حکمتیں ہیں! لیکن جہاد اجتماعی اعتبار سے الحمدللہ کامیابی کی طرف بڑھ رہا ہے!

سوائے میرے مجاہد ساتھیو! آپ کا امارت اسلامیہ کے شانہ بشانہ قربانیاں دینا... یا پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش و برما میں آپ کے ساتھیوں کا جہاد، گرفتاریاں اور شہادتیں... اگرچہ دل پر مشکل گزرتا ہے لیکن میرے بھائیو! اللہ نے ہر انسان کی موت کا ایک وقت اور ایک علاقہ متعین کیا ہے! کیا ہی خوش قسمت نوجوان ہیں جو فتن وملاحم کے اس دور میں اپنے گھروں سے اٹھے، ہجرت کی راہ میں قدم رکھا اور زندگی کی ایک ایک سانس کو اپنے رب کی شریعت کو نافذ کرنے کے لیے وقف کر دیا... جیے تو اللہ کے لیے جیے اور موت آئی تو ایسی موت آئی کہ شریعت کے دشمن بھی دیکھ کر حیران رہ گئے!

سو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت کی خاطر ہمارا لہو برصغیر میں گرے یا خراساں میں گرے... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب اس سے واقف ہے! یہ نہ ہمارا ذاتی نقصان ہے نہ جہادِ برصغیر کا نقصان ہے! ہم سے پہلے بھی اللہ والے ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش سے اٹھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی خاطر، شریعت کے دشمنوں انگریزوں سے افغانستان میں لڑے... اور غزنی اور قندھار کے محاذوں پر دلیرانہ مقابلہ کرتے ہوئے ایک ہزار ہندوستانی مجاہدوں نے جامِ شہادت نوش کیا...

۱۸۳۹ء میں انگریزوں کے خلاف لڑی جانے والی مشہور جنگ میں صرف غزنی کے محاذ پر ایک رات میں ۳۰۰ ہندوستانی مجاہدوں نے جامِ شہادت نوش کیا... یہ مجاہدین سید احمد شہید رحمہ اللہ کی جماعت سے تعلق رکھتے تھے، جو ہندوستان اور بلوچستان سے ہوتے ہوئے قندھار و غزنی پہنچے تھے... اللہ نے ان قربانیوں کی بدولت افغانستان میں بھی انگریزوں کو ذلیل کیا اور اُن کو ایسی شرم ناک شکست کا سامنا کرنا پڑا کہ پوری فوج میں سے صرف ایک ڈاکٹر کو زندہ و سلامت واپس پہنچنا نصیب ہوا...

سو آپ غم زدہ اور پریشان نہ ہوئیے! حوصلے بلند رکھیے! جوش و جذبے کو اپنے رب کے ذکر سے زندہ رکھیے! جلتے دلوں کو وسطِ شب میں اپنے مالک کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اس کی محبت میں بہائے اشکوں سے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کیجیے! تاکہ اس امت کے درد میں یہ دل اور جلنے لگے، ایک اور نیا درد اس دل میں امانت رکھ دیا جائے... ایسا درد جو آنکھوں سے نیند چھین لے لیکن دل کو ایسی حلاوت سے بھر جائے کہ دنیا کی ہر حلاوت پھیکی پڑ جائے... بے شک تمام امور اُسی کے ہاتھ میں ہیں، اُسی کی تدبیریں غالب ہیں... وہ بہتر جانتا ہے کہ اُس نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے کیا رکھا ہے... ہم تو اُس کی شریعت کے مکلف ہیں... جب تک ہماری رگوں میں خون اور جسم میں سانس باقی ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی خاطر قتال کرتے رہیں گے... یہاں تک کہ اسی حالت میں اپنے رب کی ملاقات پالیں یا اپنی آنکھوں سے شریعت کی بہاریں دیکھ لیں!

میرے پیارے بھائیو!

راہِ جہاد میں سب سے بڑا سہارا اللہ ہی کا ہے... اُسی کی ذات سے رجوع کرنا ہے اور اُسی سے مانگنا ہے! اللہ سے قرب ہی ہماری انفرادی اور اجتماعی کامیابی کا ضامن ہے... اس کے ساتھ ساتھ اپنے ساتھ موجود ساتھیوں کا خیال رکھنا، ان کی دل جوئی کرنا، ایک دوسرے کو حوصلے دیتے رہنا، اللہ کے راستے میں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے رہنا... مسئولین اپنے مامورین کا خیال کریں اور مامورین اس وقت کی حقیقت کو سمجھیں کہ مشکل وقت میں انسان اپنے بازوؤں کو دیکھتا ہے، شرفا وہ ہوتے ہیں جو مشکل وقت میں ایک دوسرے کا سہارا بنتے ہیں ورنہ جو ہوا دے کر چلے جائیں وہ پتے کہلایا کرتے ہیں!

میرے بھائیو! ایسے وقت میں اگر ہم ایک دوسرے کے دکھ درد کو نہ بانٹ سکے، ایک دوسرے کے لیے اپنے دل میں جگہ نہ بنا سکے، اپنی ذات اپنی خواہشات اپنی جماعتوں سے اٹھ کر اجتماعیت کی فکر نہ کر سکے تو یقین جانئے ہماری ہجرت اور جہاد بہت خطرے میں ہے! اور اندیشہ ہے کہ کہیں نفس اور شیطان اس کو اغوا ہی نہ کر لے جائے!

میرے پیارے مجاہد بھائیو! اللہ تعالیٰ نے آپ کے کاندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد کی ہے... اللہ کے لیے اس کی قدر کیجیے، اس کا احساس کیجیے اور یاد رکھیے کہ اللہ کی ذات بے نیاز ہے! اپنی رضا اور ناراضی کو، اپنی پسند اور ناپسند کو جنت کے بدلے بیچ ڈالیے! بس اول و آخر جہاد کا کام سامنے ہو... کسی سے مزاج ملتا ہے یا نہیں ملتا، کسی سے دل لگی ہے یا نہیں ہے، کسی سے گلہ شکوہ تھا یا ناراضی تھی... جب جہاد کا کام ذمہ لگ جائے تو آپ کا رب اس سودے میں آپ کو سست نہ پائے! پیچھے ہٹنے والا، سودا کرنے کے بعد شرائط لگانے والا نہ پائے کہ میں تو اس شرط پر کام کروں گا، اِس کے ساتھ کام کروں گا اور اس کے ساتھ نہیں کروں گا... سودا ہو چکا تو اب اضافی شرائط باطل ہیں! ڈریئے کہ کہیں بیع فسخ ہی نہ کر دی جائے!

اپنی زبانوں کو ایسی باتوں سے بچائے رکھیے جو کسی مسلمان کا دل توڑنے کا سبب بن جائیں، ہمیں خبر بھی نہ ہو! ایسی باتوں سے زبان کو روکے رکھیے جس سے جہاد کی صفوں میں انتشار پیدا ہونے کا اندیشہ ہو... دوسروں کے حق ادا کرنے کی کوشش کیجیے اور اپنے حق معاف کرنے والے بن جایئے! جہاد کی صفوں کو مضبوط کیجیے کہ جہاد میں اتحاد کے بغیر اللہ کی نصرت نہیں آتی! اس جنگ کی وسعت، عالمی نظام کفر کی عالم گیریت اور دشمن کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کیجیے تو معلوم ہوگا کہ یہ جنگ کتنی وسیع ہے! انصاف ضرور قائم کیجیے اور ہر حال میں قائم کیجیے! یاد رکھیے جو جماعت اپنے اندر اپنے طاقت وروں پر شریعت نافذ نہیں کر سکتی وہ کل ایک خطے میں بھی شریعت نافذ نہیں کر سکے گی! اس لیے جہادی صفوں کے اندر عدل وانصاف کو قائم رکھنے اور نمازوں کا باجماعت اہتمام کرنے کی کوشش کیجیے!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عُمّال کو لکھا کرتے تھے:

> ان اهم امورکم عندی الصلوٰة... کہ تمہارے معاملات میں میرے نزدیک سب سے اہم نماز ہے من حفظها حفظ دينه... جس نے اس کو قائم کیا وہ دین کو قائم کر سکتا ہے... یعنی جس نے اس کی حفاظت کی وہ دین کی حفاظت کر سکتا ہے... ومن ضيعها هولما سواها اضيع... اور جس نے اسی کو ضائع کر دیا وہ دین کے باقی حصوں کو زیادہ آسانی سے ضائع کر سکتا ہے!

اللہ نے ہمیں عمل کا مکلف بنایا ہے... اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ برصغیر میں اسلام کب غالب آئے گا... ہماری آنکھیں وہ منظر دیکھ سکیں گی یا نہیں دیکھ سکیں گی... لیکن اللہ نے اِس مرحلے پر ہمیں جس چیز کا مکلف بنایا ہے وہ یہ ہے کہ ہم مجاہدین اپنی صفوں میں اسلام کو غالب کر دیں... اپنی گردنوں، اپنی خواہشات اور اپنی جماعتوں کو شریعت کے سامنے تسلیم کر دیں... بس یہی ہماری کامیابی ہے!

عید کی اس خوشی میں اپنے اسیروں اور شہدا کو نہ بھولیے! اپنی بیوہ بہنوں اور اپنے یتیم بچوں کی ایک ایک مسکراہٹ کا خیال کیجیے! اگر کسی تحریک کے حوصلوں کے معیار کو جانچنا ہو تو اسیروں اور شہدا کے ورثا کے حوصلوں کو دیکھ لینا چاہیے! یاد رکھیے جو جماعت اپنے اسیروں اور شہدا کو یاد نہیں رکھتی وہ زیادہ عرصہ اپنا وجود بھی برقرار نہیں رکھ سکتی، یہ فیصلے مادی وسائل پر نہیں مالک الملک کی جانب سے کیے جاتے ہیں!

دعاؤں میں اس ناکارہ کو بھی نہ بھولئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے مطابق اس جہاد کو کرنے والو بنائے اور ہمین ہمارے اِن بولوں میں سچا کر دے... اللہ تعالیٰ جہاد سے پیچھے جا کر مرنے سے اپنی پناہ میں رکھے اور اسی راستے میں شہادت کا جام عطا فرمائے... آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

تقاضائے عید الفطر ۱۴۳۸ھ

اس عید الفطر اور اس کے بعد کے ایام میں کرنے کے چند اہم کام

بشکریہ: ''شریعت یا شہادت'' بلاگ

ألحمد لله ربّ العالمين و الصلاة و السلام على سيّد المرسلين محمد و على آله و صحبه و ذريته و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين و بعد

الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله و الله اكبر الله اكبر و لله الحمد

رمضان کی بابرکت گھڑیاں ختم ہونے کو ہیں۔ اللہ پاک سے امیدِ قوی ہے کہ وہ اس رمضان کو ہمارے لیے رحمت و مغفرت اور آتشِ جہنم سے آزادی کا پروانہ بنا چکے ہوں گے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمارے نیک اعمال کو قبول فرمائیں۔ تقبل اللہ منّا و منکم صالح الأعمال، آمین۔ رمضانِ کریم کے بعد ربِّ کریم کی عظیم عطا عید الفطر اہلِ اسلام کے لیے طلوع ہونے کو ہے۔ حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب نبیٔ مہربان، راحتِ قلب و جان محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ سے) مدینہ تشریف لائے تو مدینہ والوں کے لیے دورِ جاہلیت میں سے دو دِن ایسے تھے جن میں وہ لوگ کھیل کُود کرتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''میں جب تم لوگوں کے پاس آیا تو تم لوگوں کے لیے دو دِن تھے جن میں تم لوگ کھیل کُود کرتے تھے، اللہ نے تم لوگوں کو ان دو دِنوں کے بدلے میں ان سے زیادہ خیر والے دو دِن فطر کا دِن اور اضحیٰ کا دِن دے دیا ہے۔''
>
> (مسندِ احمد)

روایتی طور پر ہم کئی سالوں سے عیدیں مناتے آئے ہیں۔ ہر عید ہی پر ہمارے دستر خوان لذیذ پکوانوں سے سجتے ہیں۔ دودھ سویاں، شیر خرمے اور دیگر مٹھائیاں کھائی جاتیں، تقسیم کی جاتیں ہیں۔ نئے نئے اجلے اجلے کپڑے زیبِ تن کیے جاتے ہیں۔ عید مبارک کے پیغامات کا تبادلہ کہیں مل کر، کہیں ٹیلی فونوں پر اور اب جدید زمانے میں سوشل میڈیا کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

بلا شبہ عید خوش ہونے اور خوشیاں بکھیرنے کا نام ہے۔ لیکن مومن کی زندگی فقط کھیل تماشوں اور ہنسی مذاق کا نام نہیں۔ بندۂ مومن کا ہر ہر فعل بامقصد ہوتا ہے۔ یہ عید الفطر، اپنے حالات و واقعات اور زمان و مکان کے ساتھ کچھ تقاضے لائی ہے۔ آیئے اس عید کے چند تقاضوں پر نظر ڈالتے اور ان تقاضوں کو پورا کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں صحیح قول و فعل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

- اس عید کو روایتی تہوار نہیں بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عطا سمجھ کر منایئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ و اسلاف رضی اللہ عنہم و رحمہم اللہ کے طریقے سے منایئے۔
- اس عید پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اولاً مذکور فرمان کو ذہن میں رکھتے ہوئے سوچئے کہ اہلِ مدینہ نے تو زیادہ خیر والے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن کو اپنے ہنسنے، خوش ہونے اور کھیلنے کودنے کا دن بنا لیا تھا اور دیگر ''قوم پرست، وطن پرست'' دنوں کو منانا ترک کر دیا تھا۔ پھر ہم کیسے اہلِ مدینہ کے وارث ہیں جو آج نہ صرف قومی و وطنی دن بلکہ صلیبی حملہ آور عیسائیوں کے کرسمس، کشمیر میں خون کی ہولی کھیلنے والے ہندوؤں کی ہولی و دیوالی اور اب قدیم فارسیوں اور رافضیوں کے نو روز بھی منانے لگ گئے ہیں؟
- یہ عید کا دن ہمیں اللہ نے دیا ہے۔ اس کو مبارک یعنی برکتوں والا ہمارے اللہ نے ہمارے لیے بنایا ہے۔ یہ عید اہلِ ایمان کی عید ہے۔ اس عید پر نہ اہلِ کفر سے 'عید مبارک' کے پیغامات وصول کیجیے اور نہ ہی ان کو بھیجیے۔ یہ عید بس اہلِ ایمان ہی کے لیے مبارک ہے!
- اس عید پر سفید پوش لوگوں کو ڈھونڈیے اور صدقۂ فطر نمازِ عید سے پہلے پہلے ان غربا تک پہنچایئے تاکہ جو چولہے آج کے دِن بھی ٹھنڈے ہیں وہاں آگ جل جائے۔ جن چہروں پر آج بھی غم کی پرچھائیاں پڑی ہیں وہاں بھی زندگی کی لہر دوڑ جائے۔ امیر و غریب، مفلس و غنی سب ہی اس عید کی خوشیوں میں یوں شریک ہوں کہ اہلِ جنت کی محفل کا سا سماں بندھ جائے۔
- رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق اس عید کو خوب بشاشت سے منایئے۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس عید کو بھی تکبیر بلند کر کے با رونق بنایئے: اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد!
- اس عید پر یہ عہد کیجیے کہ ہم اہلِ ایمان کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ اہلِ حق کے ساتھ تعاون کا معاملہ کریں گے۔ جس حد تک ممکن ہو سکا، پورے اخلاص کے ساتھ نفاذِ دین کی شریعت یا شہادت کی پکار پر لبیک کہیں گے۔ (بقیہ صفحہ ۲۵ پر)

آیئے، مل کر حق کا ساتھ دیں!

مولانا محمد مثنیٰ حسّان حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ السلام علی سید الأنبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین، أما بعد

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

إن اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من الناس، ولکن یقبض العلم بقبض العلماء

رواہ الشیخان عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما

پاکستان اور بیرونِ پاکستان سے تعلق رکھنے والے معزز علمائے کرام اور مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابتداءً اکابر علمائے کرام کی وفات پر ہم آپ سب سے تعزیت کرتے ہیں جو امسال ہم سے جدا ہو گئے، جن میں صدق وصفا کے پیکر شیخ الحدیث شیخ سلیم اللہ خان رحمہ اللہ، حق گوئی کے علم بردار مفتی حمید اللہ جان رحمہ اللہ اور فتنوں کے خلاف بر سرِ پیکار مفتی محمد عیسیٰ گورمانی رحمہ اللہ شامل ہیں۔ اور ان حضرات سے قبل جہاد ومجاہدین کے سرپرست شیخ الحدیث ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ بھی ہمیں داغِ مفارقت دے گئے تھے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر دور میں علمائے حق ہی نے امت کی کشتی کو گردابوں سے نجات دلائی ہے اور انھی نے ہر دور میں انبیائے کرام کی وراثت کا حق ادا کرتے ہوئے دینِ اسلام کی تجدید واحیاء کا کام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے حق کا دنیا سے رخصت ہو جانا ہر دور میں امت کے بڑے حادثات میں سے ہوتا ہے۔

آج جب کہ امتِ محمدیہ علی صاحبھا السلام کے سفر کو چودہ صدیاں بیت چکی ہیں اور قیامت سے قربت بڑھتی چلی جا رہی ہے، نت نئے 'فتنے' بارش کی مانند برس رہے ہیں اور ہر میدان میں باطل قوتیں دین وامت سے بر سرِ پیکار ہیں۔ ایسی فضا میں علمائے حق کے رخصت ہو جانے سے بڑا کوئی حادثہ ہو نہیں سکتا۔ فإنا للہ وإنا إلیہ راجعون! اللھم أجرنا فی مصیبتنا واخلف لنا خیرا منھا

اس حادثے کی گہرائی ہم اسی وقت سمجھ سکتے ہیں جب ہم ایمانی بصیرت سے اپنے معاشرے کی صورتحال کا جائزہ لیں۔ قیامِ پاکستان کو پون صدی گزر جانے پر آج صورتحال یہ ہے کہ بے دینی والحاد اپنے جوبن پر ہے، فحاشی وبے حیائی عروج پر ہے، کفری طاقتوں کے محافظوں کا غلبہ ہے، غیر اسلامی 'کفری' نظام اور قوانین کا راج ہے، اس سب پر مستزاد یہ ہے کہ جو کوئی اس ملک میں نفاذِ اسلام کا نام لے کر اٹھے، وہی ملک کا سب سے بڑا غدار، بھارت کا ایجنٹ اور ریاست کا باغی کہلاتا ہے۔ 'ضربِ عضب' نے تو اس بات پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے کہ اس ملک میں 'اسلام' کا وہی نسخہ چلے گا جسے 'مغربی کفری طاقتوں' کی منظوری حاصل ہو گی، جو 'اقوامِ متحدہ' کے 'میثاق' پر پورا اترے گا، جو 'جمہوریت' کے سانچے میں ڈھلا ہو گا اور جس کے رخسار پر 'وطنیت' کا غازہ ملا ہو گا۔ اگر اس کے برعکس اس ملک میں اس اسلام کی بات کی گئی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا، جو قرآن اور احادیث کے ذخیرے میں محفوظ ہوا، جسے چودہ صدیوں میں علمائے امت نے فقہ کی صورت میں باقی رکھا اور جسے خلفائے اسلام نے 'خلافت' کی شکل میں نافذ رکھا تو ایسے لوگوں کے خلاف ریاست کی حکومت اور افواج کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔

ایسے حالات میں تو چاہیے کہ کسی طرف سے وقت کا امام ابو حنیفہ اٹھے اور باطل قوتوں کے خلاف تلوار سونت کر میدان میں اتر آئے، وقت کا امام مالک مقتدر قوتوں کے خلاف فتویٰ دے، وقت کا امام احمد حق گوئی پر استقامت سے ڈٹ جائے... چاہے اس کی سزا کوڑے اور قید ہی کیوں نہ ہو؟ اور وقت کا امام ابن تیمیہ دشمنانِ دین کے کشتوں کے پشتے لگا دے۔ ایسے وقت میں علمائے حق کا دنیا سے رخصت ہو جانا یقیناً بڑا نقصان ہے۔

اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دیں کہ انھوں نے ہمیشہ اپنے گفتار اور کردار سے مجاہدینِ اسلام کی سرپرستی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث شیخ سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کی قبر کو نور سے بھر دیں کہ انھوں نے امریکہ وعالمی طاقتوں کے خلاف امارتِ اسلامیہ افغانستان کی تائید اور جہاد کے فرض ہونے کا فتویٰ دیا۔ اللہ تعالیٰ مفتی حمید اللہ جان رحمہ اللہ پر بیش بہا عنایتیں فرمائیں کہ انھوں نے جمہوریت کے کفر کو اپنے فتاویٰ اور بیانات میں بانگ دہل بیان کیا اور آخری دم تک پاکستان میں نفاذِ شریعت کی کوشش جاری رکھی۔ اللہ تعالیٰ مفتی محمد عیسیٰ گورمانی رحمہ اللہ پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں کہ انھوں نے زندگی بھر بدعات کے سامنے بند باندھا اور 'جہاد' کے خلاف پیدا کیے گئے شبہات کا شریعت کی روشنی میں رد کیا۔ فرحمھم اللہ رحمۃ واسعۃ وأدخلھم فسیح جناتہ وعوض الأمۃ عنھم خیرا، آمین

موجودہ حالات میں اس نقصان کے ازالے کے لیے سوچ وبچار کرنا علمائے کرام پر بالخصوص اور مسلمان عوام پر بالعموم لازم ہے۔ اسی حوالے سے چند باتیں علمائے کرام کی خدمت میں عرض ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ مسلمانانِ ہند اور علمائے کرام جنھوں نے قیامِ پاکستان کی تائید کی تھی، ان کے نزدیک اس کا مقصد محض 'لا الہ الا اللہ' کا نفاذ تھا، یعنی ایسے خطہ زمین کا حصول جہاں اسلام غالب ہو۔ فرنگیوں کی غلامی سے نجات کا مقصد اللہ کی غلامی میں جانا تھا۔ اس دور کی تاریخ کا یہ اس قدر جلی پہلو ہے کہ جس کا انکار کج فہموں اور دین دشمنوں کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا، جنھیں اپنے باطل کی تائید کے لیے دن میں سورج کا انکار بھی کرنا پڑے تو اس سے نہیں چوکتے۔

آج پھر مقصد کی یاددہانی اس لیے ضروری ہے کہ جب تک مقصد حاصل نہ ہو جائے، شریعت اور عقل کا تقاضا ہے کہ جدوجہد جاری رہنی چاہیے۔ مقصدِ لا الہ الا اللہ کا تعین کرنے والوں کے نزدیک نہ کسی ریاستی دستور و آئین کا ایسا تقدس موجود تھا کہ بس اس میں لفظوں کا ہیر پھیر انھیں دھوکہ دے سکے اور نہ مغربی فلسفے کی یہ موشگافی تھی کہ ریاست اور حکومت دو الگ الگ اشیاء ہیں، جن میں سے بیک وقت ایک اسلامی اور دوسری غیر اسلامی یعنی 'کفری' ہو سکتی ہے۔ پس سمجھنا چاہیے کہ قیامِ پاکستان کی جدوجہد کرنے والے علمائے کرام کا قطعاً مقصود یہ نہ تھا کہ بس کاغذ کے دستور میں [محض] کلمہ لکھ دیا جائے اور اس کی بنیاد پر 'ریاست' کی 'کلمہ گوئی کا اعلان کر کے اسے کو کافی سمجھ لیا جائے... چاہے عملی طور پر کفر کی رٹ قائم رہے، گویا یہی پاکستان کا مطلب کیا؛ لا الہ الا اللہ کی عملی تعبیر ہے۔ نہیں نہیں، ہرگز نہیں۔ ان دونوں باتوں کو تسلیم کر لینا قیامِ پاکستان کے مقصد سے انحراف ہے اور اس مقصد کے حصول میں دھوکہ، فریب اور دجل ہے۔ پاکستان کا مطلب کیا؛ لا الہ الا اللہ کا مقصد اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ اسلام کا حقیقی عملی کامل نفاذ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثِ عصر علامہ سید یوسف بنوری رحمہ اللہ نے جنوری ۱۹۷۰ء کے بصائر و عبر میں لکھا تھا:

> ''تمام علمائے امت کا اتفاق ہے کہ کسی خطہ زمین کے دار الاسلام ہونے کا مدار اس بات پر نہیں ہے کہ وہاں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب کیا ہے، بلکہ اس کا مدار قانونِ اسلام کے نفاذ پر ہے۔ جس ملک میں برسرِ اقتدار طبقہ کی جانب سے عوام کو اسلامی قانون کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کا موقعہ نہ دیا جائے، جہاں کفر اور جاہلیت کا آئین و قانون مسلط ہو اور جہاں کے بے بس عوام مسلسل احتجاج کے باوجود خدائی قانون کے بجائے طاغوتی قانون کے مطابق اپنے مقدمات فیصل کرانے پر مجبور ہوں، اسے ہزار بار مسلمانوں کا ملک کہہ لیجیے، لیکن اسے حقیقی معنی میں اسلامی مملکت اور دار الاسلام کہتے ہوئے حیا آتی ہے''۔[1]

سو جب تک کفری نظام اور قوانین کی جگہ اسلامی نظام اور شریعت کا نفاذ نہیں ہو جاتا، تقسیمِ ہند سے قبل کے ہندوستان اور موجودہ پاکستان کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں۔ اور جب کوئی فرق نہیں تو جو تحریک شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے وقت شروع ہوئی تھی، وہ آئندہ بھی اپنے مقصد کے کامل حصول تک جاری رہے گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان میں لا الہ الا اللہ کے نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہاں کا مقتدر طبقہ اور فوج ہے جنھوں نے جمہوریت کے نام پر ایک سیکولر لادین کفری نظامِ سلطنت رائج کیا ہوا ہے۔ یہ جمہوریت نہ پہلے کبھی اسلامی تھی اور نہ آئندہ کبھی اسلامی ہو سکتی ہے۔ جس کا جنم مغربی الحاد کی کوکھ سے ہوا ہو، اس کا اسلام سے کیا واسطہ؟

[1] جلد دوم، ص ۴۵، ۴۶

شیخ سلیم اللہ خان رحمہ اللہ سے جب پوچھا گیا کہ

''کیا انتخابی سیاسی نظام یا جمہوری نظم کے تحت اسلامی نظام کا نفاذ ممکن ہے؟''

تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

> ''نہیں، ایسا ممکن نہیں ہے۔ نہ انتخابات کے ذریعے اسلام لایا جا سکتا ہے، نہ جمہوریت کے ذریعے اسلام لایا جا سکتا ہے ''۔

مفتی حمید اللہ جان رحمہ اللہ نے تو اعلانیہ حق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

> ''جب تک یہ گند جمہوریت، انگریز کا دیا ہوا نظام اس ملک میں رہے گا، اس وقت تک یہ کنواں پاک نہیں ہو سکتا۔ سب سے پہلے مردار کتا اس کنویں سے نکالنا پڑے گا، اس کے بعد یہ پانی پاک ہو گا۔ جب تک مردار کتا پانی میں پڑا رہے گا، ہزار ڈول پانی نکالو، علما بیٹھے ہیں، وہ کنواں پاک ہو سکتا ہے؟ نہیں ہو سکتا۔ آپ ناراض نہ ہوں، میں ایک بنیادی بات کرتا ہوں، مختصر کرتا ہوں۔

قرآنِ کریم کے اندر اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ۔ اس آیت کے بارے میں حضرت عدی ابن حاتم نے پوچھا۔ (تفسیر) روح المعانی کو اٹھاؤ، تفسیرِ مظہری کو اٹھاؤ، دوسری تفاسیر اٹھاؤ، عربی نہیں سمجھتے تو اردو میں۔ حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی تفسیر معارف القرآن اٹھاؤ۔

بہر حال تو حضرتِ عدی ابن حاتم نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم اہلِ کتاب تو کبھی علما کے سامنے عبادت نہیں کرتے تھے، سجدے نہیں کرتے تھے، ہم تو کبھی اپنے پیروں کی عبادت نہیں کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ کیسے فرماتے ہیں کہ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ، کہ انھوں نے اپنے پیروں اور اپنے مولویوں کو رب بنا دیا تو کیسے رب بنا دیا، ہم نے تو ان کی عبادت نہیں کی۔ تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، حدیث ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انھوں نے حقِ تشریع، تحریم و تحلیل کا حق پیروں اور مولویوں کو دیا تھا۔ دوسرے الفاظ میں قانون سازی کا حق مولویوں اور پیروں کو دیا تھا، حرام کو حلال قرار دینا، حلال کو حرام قرار دینا، حقِ تشریع، قانون سازی، آئین سازی کا حق دیا تھا۔ قانون سازی اور آئین سازی کا حق صرف اللہ کی ذات کو حاصل ہے، إن الحکم إلا للہ

کوئی کہے گا کہ ووٹ امانت ہے، کوئی کہے گا کہ ووٹ وکالت ہے، کوئی کہے گا کہ ووٹ شہادت ہے۔ ووٹ جو بھی ہے، میں ایک بات پوچھ رہا ہوں، شہادت حق کے بارے میں دی جائے گی، جو باطل نظام ہو، اس کی تائید،

ووٹ ڈالنا اس باطل نظام کو تسلیم کرنا ہے کہ یہ باطل نظام درست ہے۔ آپ شہادت کہتے ہیں تو میں شہادت مانتا ہوں، آپ وکالت کہتے ہیں تو میں وکالت مانتا ہوں، آپ امانت کہتے ہیں تو میں امانت مانتا ہوں۔ جو آپ کہتے ہیں، وہ کہنے دو، لیکن یہ بات بتاؤ کہ جمہوری نظام، یہ غلیظ نظام، انگریز کا دیا ہوا نظام، اس کو گویا عملاً تسلیم کرنا ہے یا نہیں ہے۔

میرے محترم بزرگو بھائیو! قرآن نے آئین سازی اور قانون سازی کے بارے فیصلہ کر دیا ہے۔ اور مسلم الثبوت کی عبارت ہے کہ أجمعت الأمة علی أن الحاکم هو الله تعالیٰ۔ مجتہد بھی قانون ساز نہیں، وہ ماہرِ قانونِ شریعت ہے، وہ بتلانے والے ہیں، بنانے والے نہیں۔

ہم بزرگوں کو سلام پیش کرتے ہیں، ہم بزرگوں کا احترام کرتے ہیں، ہم بزرگوں سے بدگمانی نہیں کرتے، مگر بزرگ کچھ بنیاد، کچھ مجبوری یا ضرورت یا اجتہادی غلطی سمجھو، جو بھی تعبیر کرتے ہو، وہ حصہ لے چکے ہیں، مگر تجربہ نے یہ ثابت کر دیا کہ ان حضرات کی یہ جدوجہد کامیاب نہیں ہو سکی، جمہوری طریقے سے، لهذا لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین، ایک مسلمان ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاسکتا۔ پچاس سال سے زیادہ گویا ہم نے ووٹ لوگوں سے مانگا، لوگوں نے دیا اور کبھی ایسا بھی موقع آیا کہ ہمیں پچاسی ممبر حاصل ہوگئے، قومی اسمبلی میں کافی اکثریت حاصل ہوگئی، مگر آپ نے دیکھا کہ کون سا اسلامی نظام آیا۔ کہتے ہیں، ہم دفاع کرتے ہیں، دفاع کون سا ہو جاتا ہے، حقوقِ نسواں بل پاس ہوا، کسی نے اس کا سدِ باب کیا؟ جواب دو؟ بولنا تو مقصود نہیں، دفاع کا مطلب تو یہ ہے کہ اسے روک لو۔ دفاع کا معنی تو سمجھ لو، دفاع کا معنی صرف بولنا تو نہیں ہے، دفاع کا معنی تو روکنا ہے۔ کسی نے روکا اس بل کو؟ پاس ہوا یا نہیں پاس ہوا؟

میں یہ گزارش کروں گا کہ خدارا! پہلے حقیقت سمجھو، مولویو! توبہ کرو۔ میں کہتا ہوں، میں جمہوری سیاست میں حصہ لے چکا ہوں۔ سن ۱۹۷۰ء میں ممبر تھا مولانا صدر شہید کا اور پاس بھی ہوا، ساٹھ ہزار کی لیڈ سے پاس ہوا۔ لیکن میں کھلے الفاظ میں کہتا ہوں کہ میں نے اس گناہ سے توبہ کر لیا ہے۔ اللہ میری توبہ قبول کرلے۔ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ بھی توبہ کرلیں اور آیئے، نظامِ خلافت کے لیے تحریک کی بنیاد پر میدان میں آئیں۔

کیوں گھبراتے ہو، آؤ میدان میں، اسلامی نظام آتا ہے یا نہیں آتا۔ تو میں تو یہی درخواست کروں گا اور پاکستان اسلامی بنے گا لیکن کب، آپ لوگ جب جمہوری نظام کو چھٹی دوگے اور یہ گند، یہ مردار کتا کنویں سے نکالنا پڑے گا تو پھر اس کے بعد آپ کو پاک پانی میسر ہوگا۔

میں انگریز کے جمہوری نظام کا مخالف ہوں، انگریز کے جمہوری نظام کا مخالف ہوں، انگریز کے جمہوری نظام کا مخالف ہوں۔"

اس جمہوری نظام کو تو مغربی کفری طاقتوں کی طرف سے بالجبر مسلط کیا گیا ہے اور وہ ہر دم پاکستان کے حکمرانوں اور جرنیلوں سے اسی بات کی ضمانت لیتے رہتے ہیں کہ ان کا عطا کردہ نظام ہی پاکستان میں ہمیشہ رائج رہے۔ یہ حکمران اور افواج اسی مقصد کے لیے پالے جاتے ہیں کہ یہ پاکستان میں نفاذِ شریعت کی ہر آواز کو دبائیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ پون صدی میں انھوں نے امریکہ و مغربی آقاؤں کا حقِ نمک بخوبی ادا کیا ہے، علمائے کرام، مجاہدینِ اسلام اور محبِ دین عوام کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین کیا ہے، دین کے نام پر اٹھنے والی ہر تحریک کا قلع قمع کیا ہے... یہاں تک کہ آج پورے دینی طبقے کو کمزور کر کے بالجبر دبانے کی کوشش کی ہے۔

پس ہر پاکستانی کو سمجھنا چاہیے کہ پاکستان میں دینِ اسلام اور اہلِ اسلام کا سب سے بڑا دشمن حکمران طبقہ اور یہاں کی افواج ہیں۔ اور کسی بھی دینی جماعت کے جمہوری سیاست میں شامل ہونے کا فائدہ انھی دشمنانِ دین کو ہے، جبکہ اہلِ دین کے حق میں اس سیاست کا انجام پاکستان میں اسلام کا زوال اور اس کا جنازہ نکل جانا ہے۔

شیخ الحدیث ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں:

"اہالیانِ پاکستان کو متنبہ کرنا چاہیے کہ وہ خدارا ان لیڈروں، امریکہ نواز لیڈروں کے دجل وفریب سے باز رہیں۔ کتنی مدت ہوگئی ہے پاکستان بننے کی، اب تک اس ملک میں اس کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نظام نہیں آیا۔ ملک اس مبارک کلمے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا دیا ہے، مگر افسوس حکمرانانِ حکومت نے وعدے کے ساتھ وعدہ خلافی کی اور انگریزی نظام کو اب تک جاری وساری رکھا، جس کے نتیجے میں پاکستان دنیا کی تمام ادنی ترین حکومتوں میں سے بہت زیادہ ذلیل وخوار ہو چکا ہے۔ دن بدن لوگ اسلامی اقدار وروایات سے جاہل ہو رہے ہیں، نوجوانوں میں انگریزی تہذیب وتمدن ظاہر ہو رہا ہے، نوجوان مسلمان اپنے دین سے بالکل غافل ہے، ان کے چہروں پر اسلامی تشخص کی کوئی نشانی نظر نہیں آتی۔ اور یہ لیڈر جو بڑے بڑے دعوی کرتے ہیں اور امریکہ نواز ہیں، ان کے منہ میں اسلام اور اللہ کا نام تک نہیں ہے، لوگوں کو کب تک یہ دھوکہ دے رہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ان غداروں کے دجل وفریب سے باز آئیں۔ خدارا اس ملک کو صحیح معنوں میں پاکستان بنانا چاہیے۔

اس ملک میں قرآن وحدیث کے نظام کو قائم فرمائیں۔پاکستان کو صحیح معنوں میں پاکستان بنائیں۔''

تیسری بات یہ ہے کہ اس وقت پاکستانی معاشرے میں دین کا نام لینے والوں کے خلاف پوری ریاستی مشینری جنگ کر رہی ہے اور اگر اہلِ دین کی طرف سے مزاحمت کی جائے تو مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے عدمِ تشدد کے فلسفے کا پرچار شروع ہو جاتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ عدمِ تشدد کا نظریہ دینِ گاندھی کا ہے، اسلام کا نہیں۔ عدمِ تشدد کا نظریہ تو 'جہاد' کی ہر شکل کا انکار ہے۔ وہ جہاد جو اسلام کا ایک محکم فریضہ ہے اور جس کے بغیر اسلام ہی نامکمل ہے۔

دینی طبقے کو دھوکہ دینے کے لیے عدمِ تشدد کے اس فلسفے کو برصغیر میں بیسویں صدی کے مجدد حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ واللہ! یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ وہ شخص تو اپنی موت کے وقت بھی یہ حسرت وافسوس کرتا ہوا چل دیا کہ کاش میں میدانِ قتال میں ہوتا اور دشمن کی طرف سے میرے جسم کے ٹکڑے کر دیے جاتے۔ ساری زندگی یہی آرزو جس کے سینے میں سلگتی رہی اور اس نے پاکستان کے قبائل (یاغستان) میں برطانیہ کے خلاف پورا جہادی میدان سجایا اور خود اس کی میدانی قیادت کرنے کے لیے بے تاب رہا، یہ کیسا ظلم ہے کہ اس کی طرف عدمِ تشدد کے نظریے کی نسبت کی جائے۔ نہ یہ شیخ الہند کا نظریہ ہے اور نہ ہی ان کے تلامذہ کا نظریہ ہے اور نہ ہی اہل السنہ والجماعۃ کے کسی مکتبِ فکر کا نظریہ ہے۔

کفری طاقتیں تو چاہتی ہی یہ ہیں کہ وہ اہلِ اسلام کے ساتھ جس قدر چاہیں ظلم کرتی رہیں، لیکن جواب میں کہیں مسلمان قتال کا راستہ نہ اختیار کر لیں، کیونکہ کفر اور کفری نظام کی موت جہاد وقتال ہی میں ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ پاکستان میں نفاذِ اسلام کی جدوجہد کے لیے ضروری ہے کہ یہاں کے علمائے کرام اور دینی طبقے میں اتحاد واتفاق قائم کیا جائے اور اس معاملے میں ہر قسم کے اختلاف سے بچا جائے۔ نفاذِ دین وشریعت کے معاملے میں کسی قسم کا بھی اختلاف پورے دینی طبقے اور پوری دینی تحریک کے لیے سمِ قاتل ہے۔ نفاذِ شریعت کے لیے قوت کا استعمال کیا جائے یا زبان وقلم کا استعمال کیا جائے... یہ ایک ہی طریقِ کار کے دو درجات ہیں، اس میں طریقِ کار کا کوئی اختلاف نہیں، دونوں ایک دوسرے کو تقویت دینے والے ہیں۔ اس میں اختلاف پیدا کر کے ایک کا دوسرے کی مخالفت کرنا شریعت کی رو سے ہرگز جائز نہیں۔

ایسے میں علمائے کرام سے التماس ہے کہ پاکستان میں دین کی جدوجہد کرنے والے... خواہ وہ اہلِ مدارس ہوں یا مجاہدین... ایک ہی قوت ہیں اور انھیں ایک ہی قوت ہونا چاہیے۔ اس وقت دشمنِ دین پاکستانی حکمران اور افواج کی کوشش یہ ہے کہ وہ دینی طبقے کو تقسیم کر دیں، ان کی وحدت کو منتشر کر دیں اور ان کی قوت کمزور کر دیں۔ اور اگر خدانخواستہ وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہوگئے تو پاکستان میں نفاذِ شریعت کی منزل کئی سالوں کی دوری پر چلی جائے گی۔

لٰہذا یہ وقت فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ادائیگی کا ہے، میدانِ عمل میں نکلنے کا ہے، دشمنانِ دین کے مقابل ایک دوسرے کا دست وبازو بننے کا ہے۔ چاہیے کہ پاکستان میں جاری نفاذِ شریعت اور اقامتِ دین کی جنگ میں پورا دینی طبقہ مجتمع ہو جائے۔ جس کے بس میں ہو، وہ ہاتھ کی قوت استعمال میں لائے اور جس کے بس میں ہو، وہ زبان کی قوت استعمال میں لائے اور جس کے بس میں یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو کفر واسلام کی جنگ میں دل سے مجاہدینِ اسلام کے ساتھ ہو جائے، نفاذِ شریعت کے لیے دعاگو ہو جائے اور اپنے دل سے پاکستانی حکمرانوں اور افواج کے خلاف ہو جائے، جمہوری سیاست اور انسانی دستور وقوانین کے لیے دل میں نفرت پیدا کرلے۔

آخر میں ہم شیخ الہند رحمہ اللہ کے آخری باضابطہ خطبے کا ایک اقتباس حضراتِ علما کے سامنے پیش کر کے اجازت چاہیں گے جو آج بھی علمائے کرام کو دعوتِ عمل دے رہا ہے۔ یاد رہے کہ شیخ الہند رحمہ اللہ وہ شخصیت ہیں جن کے ہاتھ پر برطانیہ کے مقابلے میں برصغیر کے تمام مکاتبِ فکر اور تحریکی قوتیں جمع ہوئی تھیں اور جو اس خطے میں اعلائے کلمۃ اللہ اور آزادی کا ایک استعارہ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

> ''آج بھی ایک میدانِ عمل تمہارے سامنے ہے۔ ابتلاء وامتحان کی کڑی منزل درپیش ہے مگر آپ ڈر نہ جائیں۔ صرف اپنے آقائے نامدار اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر غور کریں۔ آپ کو مشرکینِ عرب نے اس قدر سخت تکلیفیں پہنچائی ہیں کہ الامان والحفیظ۔ مگر آپ ان تمام جاں گداز تکلیفوں کو نہایت استقامت کے ساتھ برداشت کرتے رہے اور اپنے فرضِ تبلیغ کو جاری رکھا۔ یہاں تک کہ کفارِ مکہ نے آپ کے قتل کا منصوبہ باندھ کر آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت آپ خدا تعالیٰ کے حکم سے مکان چھوڑ کر تشریف لے گئے اور تین دن غارِ ثور میں رہ کر مدینہ منورہ چلے گئے۔ وہ زمانہ مسلمانوں کے لیے سخت ابتلا وآزمائش کا زمانہ تھا۔ مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل اور مالی حالت نہایت تنگی کی تھی، مگر ان کے ایمان پختہ اور قلب مطمئن تھے۔ ان کی صداقت اور استقامت کی برکت تھی کہ کفار کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے اور ذلیل وخوار ہو کر مغلوب ہوئے اور خدا کا نور تمام دنیا میں پھیل گیا۔ میری غرض صرف اس بیان سے یہ ہے کہ اگر آج مسلمانوں کے ایمان پختہ ہو جائیں اور خدائے تعالیٰ کے وعدۂ نصرت [كان حق علينا نصر المؤمنين] پر ان کو پورا

بھروسہ ہو جائے اور تکالیف کے برداشت میں ذرا صبر واستقامت سے کام لیں تو ان کی کامیابی یقینی ہے۔

دشمنانِ خدا ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں لیکن خدائے تعالیٰ کی نصرت اور توفیق سے مومنین کی قوتِ ایمانی اور استقامت ہمیشہ ان کوششوں کے سامنے سدِ سکندری ثابت ہوئی ہے۔ اسلام خدا کا نور ہے جو ان کور چشموں کی معاندانہ پھونک سے کبھی نہیں بجھ سکتا۔

فرزندانِ توحید! آج تمہارے ایمان واخلاص کا امتحان ہے۔ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ کون اس کے جلال وجبروت کے سامنے سر جھکاتا ہے اور کون ہے جو دنیا کی ناپائیدار ہستیوں کے خوف سے خدا کی امانت میں خیانت کرتا ہے۔

اگر تم کو میدانِ محشر میں خدا کے سامنے پیش ہونا ہے، اگر تم کو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت کی آرزو ہے تو اس کے پاک دین کی حفاظت کرو، اس کے مقدس احکامات کی اطاعت کرو، اس کی امانتِ توحید کو برباد نہ ہونے دو اور اس کی دی ہوئی عزت کو حقیقی عزت سمجھو۔

اسلام صرف عبادات کا نام نہیں ہے، بلکہ وہ تمام مذہبی، تمدنی، اخلاقی، سیاسی ضرورتوں کے متعلق ایک کامل اور مکمل نظام رکھتا ہے جو لوگ کہ زمانہ موجودہ کی کشمکش میں حصہ لینے سے کنارہ کرتے ہیں اور صرف حجروں میں بیٹھے رہنے کو اسلامی فرائض کی ادائیگی کے لیے کافی سمجھتے ہیں، وہ اسلام کے پاک وصاف دامن پر ایک دھبہ لگاتے ہیں۔

ان کے فرائض صرف نماز، روزہ میں منحصر نہیں بلکہ اس کے ساتھ اسلام کی عزت برقرار رکھنے اور اسلامی شوکت کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ان پر ہے، وفقنی اللہ وإیاکم لما یحب ویرضی"۔[2]

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی نبینا محمد!

☆☆☆☆☆

تقاضائے عید الفطر ۱۴۳۸ھ

- اپنی جانیں، اپنے خاندان، اپنی اولادیں، اپنے اموال، اپنی صلاحیتیں اس مبارک محنت میں کھپائیں گے اور اگر یہ سب نہیں تو کم از کم زبانی تائید اور اس قابل بھی نہیں تو دعاؤں سے ضرور اس قافلے کی مدد و نصرت کریں گے۔
- اس عید پر
  - خود بھی
  - اپنے گھر والوں سے بھی
  - اپنے خاندان و محلے والوں سے بھی
  - اور اپنی قریبی مساجد کے آئمہ وعلمائے کرام سے بھی

غلبۂ دین کی جد وجہد کرنے والے مجاہدینِ عالی قدر اور نفاذِ شریعت کی مبارک محنت کرنے والے داعیان کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیجیے اور کروایے۔ کشمیر و فلسطین، شام و عراق، بوسنیا و چیچنیا، برما و سنکیانگ، صومالیہ و یمن، مالی و مصر، لیبیا والجزائر، انڈونیشیا و ملیشیاء، پاکستان و افغانستان، غرض جن جن خطوں میں مسلمان آباد ہیں اور کفار اور کفار کے ایجنٹوں کے ہاتھوں ظلم وجبر کا شکار ہیں کے لیے دعاؤں کا اہتمام ضرور کریں۔ یقین جانیے! اگر ہم ان اہلِ حق کے لیے دعا بھی نہ کریں گے تو روزِ قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے جامِ کوثر پینے کس منہ سے جائیں گے؟

- اس عید پر یہ بھی عزم کیجیے کہ مساجد کو ویسے ہی آباد کریں گے جیسا کہ سارا رمضان کیے رکھا۔ قرآنِ کریم سے ویسا ہی تعلق رکھیں گے جو اس رمضان میں رکھا۔ جیسے اس رمضان شریعت کو اپنے اوپر نافذ کیا کہ جائز وحلال خواہشات سے بھی اللہ کی رضا کی خاطر رکے رہے تو علاوہ از رمضان حرام امور سے بھی بچیں گے۔
- بلاشبہ ہم اہلِ ایمان کی عید تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کا صفایا کرنا ہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کو یہ بتا دیں گے کہ ان کو جینے کا کوئی حق نہیں۔

اگر ہم ان چند اعمال کو اپنی زندگیوں میں لے آئیں تو ان شاء اللہ وہ حقیقی عید بھی دور نہیں جب شریعتِ مطہرہ اس زمین پر نافذ ہو گی اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایک بار پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے مبارک نظام کے تحت رہتے ہوئے ایک دوسرے کے گلے لگے، مٹھائیاں تقسیم کرتے، اچھے کپڑے پہنتے اور ایک دوسرے کو عید مبارک کہتے سچی خوشیوں والی عید منا رہے ہوں گے، ان شاء اللہ۔

وما علینا إلّا البلاغ المبین۔ وآخر دعوانا أن الحمد للہ ربّ العالمین۔ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد۔

☆☆☆☆☆

[2] شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی؛ ایک سیاسی مطالعہ، ص ۲۱۰، ۲۱۱، مجلس یادگار شیخ الاسلام، پاکستان

وانا آپریشن کے بارے میں پاکستان کے علما کا متفقہ فتویٰ

یہ وہ تاریخی فتویٰ ہے جس کی بنیاد پر صلیب کی محافظ فوج نے لال مسجد کے فرزندوں کو اپنے مذموم مقاصد کی راہ میں حائل جانا اور اُنہیں اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لیے شہید کر دیا...یہ فتویٰ کئی فوجیوں کو ارتداد سے ایمان کی طرف لانے کا باعث بنا...اس فتوے کے مندرجات آج بھی وزیرستان، سوات، اورکزئی، مہمند اور پاکستان بھر میں مجاہدین کے ساتھ جنگ لڑنے والے فوجی اور پولیس ملازمین کو 'دعوت فکر' دے رہے ہیں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امریکہ کے شدید دباؤ کی وجہ سے پاکستان کے فوجی وانا میں مجاہدین اور دیگر عوام کے خلاف دہشت گردی ختم کرنے کے نام پر آپریشن کر رہے ہیں اور مزاحمت کرنے والے معصوم مسلمانوں کو گرفتار اور قتل کر رہے ہیں۔ دریں حالات علمائے کرام درج ذیل سوالات کے جوابات قرآن وسنت کی روشنی میں عنایت فرمائیں:

سوال نمبر ۱: یہ کہ پاکستانی افواج کا اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف کارروائی کر کے ان کو گرفتار کرنا یا ان کو قتل کرنا یا کرانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۲: کیا حاکمِ وقت اگر کسی بے گناہ کے قتل یا گرفتار کرنے کا حکم اپنی رعایا یا اپنی فوج کو دے تو کیا اس حکم کی تعمیل ضروری ہے یا نہیں؟ کیا ایسی صورت میں پاکستانی فوج کے لیے اس قسم کی کارروائیوں میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۳: مذکورہ صورت میں جو فوجی آپریشن میں شریک ہیں تو ان کی موت کیسی موت ہے؟ آیا شہید ہیں یا حرام موت مارے جائیں گے؟ ایسی موت کی صورت میں ان کی نمازِ جنازہ پڑھانا یا اس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ٤: ان مجاہدین اور دیگر معصوم مسلمانوں، جن پر جنگ زبردستی مسلط کی گئی ہے ان کے مارے جانے کا کیا حکم ہے؟

کرنل (ریٹائرڈ) محمود الحسن

جواب:

الجواب باسم ملھم الصواب

(۱) موجودہ حالات میں پاکستانی فوج کا وانا (وزیرستان) میں مجاہدین اور ان کے حامی مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی ختم کرنے کے نام پر کارروائی کر کے ان کو گرفتار کرنا یا ان کو قتل کرنا، کرانا قرآن وسنت کی صریح نصوص کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز و حرام اور سخت گناہ ہے، خواہ یہ کارروائی امریکہ کے شدید دباؤ کی وجہ سے ہو یا بغیر دباؤ کے ہو، دونوں صورتوں میں کافروں کو خوش کرنے کے لیے مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی، خواہ وہ ان کو شہید کرنے کی صورت میں ہو یا ان کو گرفتار کر کے کسی کافر کے حوالے کرنے کی صورت میں، متعدد آیات واحادیثِ مبارکہ اور عباراتِ فقہاء کی روشنی میں ناجائز اور حرام ہے۔ ان صریح آیات کی پیش نظر شریعت نے کسی مسلمان کے لیے کسی دوسرے مسلمان کے خلاف کارروائی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ نیز اگر مسلمانوں کو یہ اندیشہ بھی ہو کہ اگر ہم نے غیر مسلموں کا یہ مطالبہ نہیں مانا تو غیر مسلم خود ہمیں قتل کر ڈالیں گے یا کسی شدید نقصان میں مبتلا کر دیں گے تب بھی ان کا یہ مطالبہ ماننا مسلمانوں کے لیے جائز نہیں۔

(۲) حاکمِ وقت کے کسی ایسے حکم کو ماننا اور اس کی اطاعت کرنا جو شریعت کے خلاف ہو ہر گز جائز نہیں، حرام ہے۔ لٰہذا حاکمِ وقت اگر کسی بے گناہ کے قتل یا گرفتار کرنے کا اپنی رعایا یا اپنی فوج کو حکم دے تو اس حکم کی تعمیل ہر گز جائز نہیں۔ وانا میں مسلمانوں کے خلاف حکومتی کارروائی چونکہ شریعت کے خلاف ہے اس لیے فوج کے لیے اس کارروائی میں شریک ہونا جائز نہیں۔ لٰہذا مسلمان فوجیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف اس قسم کی کسی بھی کارروائی میں شریک ہونے سے انکار کر دیں ورنہ وہ بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہوں گے۔

(۳) مذکورہ صورت میں حاکمِ وقت یا کمانڈر کے خلافِ شرع حکم پر عمل کرتے ہوئے جو فوجی اس کارروائی میں شریک ہو گا تو وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو گا اور اگر اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ ہر گز شہید نہیں کہلائے گا۔ جہاں تک ایسے لوگوں کی موت واقع ہونے کی صورت میں نمازِ جنازہ پڑھانے اور اس میں لوگوں کے شریک ہونے کا تعلق ہے تو ایک مسلمان کی غیرت، حمیت اور دینی جذبے کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی نمازِ جنازہ میں بھی کوئی شریک نہ ہو اور نہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے کوئی آگے ہو۔

(٤) ایسے تمام افراد جو ان ظالمانہ فوجی کارروائیوں میں مارے جائیں چونکہ شرعاً وہ معصوم اور بے گناہ ہیں لہٰذا شرعاً وہ شہید ہوں گے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ:

(۱) وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (النساء: ۹۳)

''رہا وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے''

(۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ (الممتحنہ: ۱)

'' اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم ان کے ساتھ دوستی کی طرح ڈالتے ہو، حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس کو ماننے سے وہ انکار کر چکے ہیں''۔

(۳) بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (النساء: ۱۳۹،۱۳۸)

اور جو منافق اہلِ ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق بناتے ہیں انہیں یہ مژدہ سنا دو کہ ان کے لیے دردناک سزا تیار ہے۔ کیا یہ لوگ عزت کی طلب میں ان کے پاس جاتے ہیں؟ حالانکہ عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لیے ہے۔

(٤) وفی الحدیث عن البراء ﷺ بن عازب ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: لزوال الدنیا و ما فیھا اھون عند اللہ تعالیٰ من قتل مؤمن ولو ان اھل السمٰوٰت واھل الارض اشترکوا فی دم مؤمن لادخلھم اللہ تعالیٰ النار (روح المعانی، جلد: ۳، ص: ۱۱٦)

حدیث میں حضرت براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ: دنیا و مافیہا کا تباہ ہونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن کے قتل کیے جانے سے زیادہ ہلکی بات ہے۔ اگر آسمانوں اور زمین والے ایک مومن کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں پھینک دے گا

(۵) عن ابن عمر ﷺ ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: المسلم اخو المسلم لا یظلمه ولا یسلمه (الی عدوہ) الخ (متفق علیہ، ریاض الصالحین: ۱۰۸)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ وہ اسے اس کے دشمن کے حوالے کرتا ہے...

(٦) وفی احکام القرآن للجصاص (۲/۴۰٦) وھذا یدل علی انه غیر جائز للمومنین الاستنصار بالکفار علی غیرھم من الکفار اذ کانوا متی غلبوا کان حکم الکفر ھو الغالب

احکام القرآن للجصاص میں درج ہے کہ: یہ بات دلالت کرتی ہے کہ مومنوں کے لیے کافر دشمنوں کے مقابلے میں دیگر کافروں کی مدد طلب کرنا ایسی حالت میں جائز نہیں جب (یہ معلوم ہو کہ) فتح یاب ہونے کی صورت میں کافروں کی حکومت غالب آجائے گی)

(۷) عن ابن عمر ﷺ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: السمع والطاعة علی المرء المسلم فیما احب و کرہ حتی مالم یؤمر بمعصیة فان امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة (بخاری، جلد: ۱ص: ۴۱۵)

حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے لیے امیر کی بات سننا اور ماننا ضروری ہے خواہ اس کی بات اسے پسند ہو یا ناپسند ہو، بشرطیکہ وہ کسی نافرمانی کا حکم نہ دے۔ پس اگر وہ معصیت کا حکم دے تو نہ بات سنی جائے، نہ مانی

(۹) وفی شرح السیر جلد: ۳، ص: ۲۴۲: وان قالوا لھم قاتلوا معنا المسلمین والا قتلنا کم لم یسعھم القتال مع المسلمین لان ذلك حرام لعینه فلا یجوز الاقدام علیه بسبب تحدید بالقتل کما لو قال له اقتل ھذا المسلم والا قتلتك۔

شرح السیر میں عبارت اس طرح ہے: جب کفار کہیں کہ ''ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے''، تو مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ کفار سے مل کر مسلمانوں کو قتل کریں اس لیے کہ یہ حرام لعینہ (بالذات حرام) ہے، چنانچہ قتل کی دھمکی کے باوجود اس قسم کا اقدام حرام ہے... بالکل اسی طرح جیسے یہ جائز نہیں کہ اگر کسی مسلمان فرد کو دھمکی دی جائے کہ ''فلاں مسلمان کو قتل کرو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا''اور وہ عملاً ایسا کر گزرے

(۱۰) وکذٰلك من . . . عدا علی قوم ظلما فقتلوہ لا یکون شهیدا لانه ظلم نفسه۔ (بدائع، جلد: ۲ ص: ۶۶)

اسی طرح...وہ شخص جس نے کسی گروہ کے خلاف ظالمانہ طور پر چڑھائی کی اور ان لوگوں نے اس (حملہ آور) شخص کو قتل کر ڈالا تو وہ (مقتول) شہید نہیں کہلائے گا کیونکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے مرا

(۱۱) ومن قتل مدافعا عن نفسه اوماله اوعن المسلمین او اهل الذمة بایّ آلة قتل، بحدید اوحجراو خشب فهو شهید، کذا فی محیط السرخسی (ہندیہ، جلد:۱، ص:۱۶۸)

جو شخص اپنی جان، مال، مسلمانوں یا اہلِ ذمہ کا دفاع کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو وہ شہید ہے، خواہ وہ کسی بھی آلۂ قتل...لوہے پتھر، لکڑی وغیرہ ...سے قتل ہوا ہو

واللہ اعلم بالصواب

عبد الدیان عفا اللہ عنہ

دار الافتاء، مرکزی جامع لال مسجد (اسلام آباد)

اس فتوے پر پاکستان بھر کے مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے ۵۰۰ سے زائد مفتیانِ عظّام، علمائے کرام اور شیوخ الحدیث کے دستخط ثبت ہیں۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے صرف چند علماء کے نام و دستخط ذیل میں دیے جا رہے ہیں:

(۱) مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ، شیخ الحدیث جامعہ بنوریؒ ٹاؤن، کراچی۔

(۲) مولانا ظہور الحق صاحب، مدیر دار العلوم معارف القرآن، مدنی مسجد، حسن ابدال۔

(۳) مولانا عبد السلام صاحب، شیخ الحدیث اشاعت القرآن، حضرو، اٹک۔

(۴) قاری چن محمد، مدرس اشاعت القرآن، حضرو۔

(۵) مفتی سیف اللہ حقانی صاحب، رئیس دار الافتاء، دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ۔

(۶) مولانا عبد الرحیم صاحب، خطیب جامع مسجد ۳۳، جنوبی سرگودھا۔

(۷) فتح محمد صاحب، مدیر جامعہ صدیقیہ، واہ کینٹ۔

(۸) مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق سکندر صاحب، مہتمم جامعہ بنوریؒ ٹاؤن، کراچی۔

(۹) مفتی حمید اللہ جان صاحب، جامعہ اشرفیہ، لاہور۔

(۱۰) مفتی شیر محمد صاحب۔

(۱۱) مفتی زکریا صاحب، دار الافتاء جامعہ اشرفیہ، لاہور۔

(۱۲) مولانا محمد اسحاق صاحب، مہتمم مدرسہ تدریس القرآن و خطیب مرکزی جامع لالہ رخ، واہ کینٹ۔

(۱۳) مولانا عبد القیوم حقانی صاحب، مہتمم جامعہ ابوہریرہؓ زڑہ میانہ، نوشہرہ۔

(۱۴) مفتی حبیب اللہ صاحب۔ دار الافتاء والارشاد ناظم آباد، کراچی۔

(۱۵) مولانا محمد صدیق صاحب، مہتمم جامعہ تعلیم القرآن مدنی مسجد، لائق علی چوک، واہ کینٹ۔

(۱۶) مولانا عبد المعبود صاحب، جامع مسجد پھولوں والی، رحمن پورہ، راولپنڈی

(۱۷) قاری سعید الرحمٰن صاحب، مدیر جامعہ اسلامیہ صدر، راولپنڈی۔

(۱۸) قاضی عبد الرشید صاحب، مہتمم دار العلوم جامعہ فاروقیہ، دھمیال کیمپ، راولپنڈی۔

(۱۹) مولانا محمد صدیق اخونزادہ صاحب۔

(۲۰) مفتی ریاض احمد صاحب، دار الافتاء دار العلوم تعلیم القرآن، راجہ بازار، راولپنڈی۔

(۲۱) مولانا محمد عبد الکریم صاحب، مدیر جامعہ قاسمیہ، ایف سیون فور، اسلام آباد۔

(۲۲) مفتی محمد اسماعیل طورو صاحب، دار الافتاء جامعہ اسلامیہ، صدر، راولپنڈی۔

(۲۳) مولانا محمد شریف ہزاروی صاحب، خطیب جامع مسجد دار الاسلام، جی سکس ٹو، اسلام آباد۔

(۲۴) مولانا فیض الرحمٰن عثمانی صاحب، رئیس ادارۂ علوم اسلامیہ، سترہ میل، بہارہ کہو، اسلام آباد۔

(۲۵)مولانا عبداللہ حقانی صاحب، شیخ الحدیث مدرسہ و جامعہ خدیجۃ الکبریٰؓ،اسلام آباد۔

(۲۶)مولانا محمود الحسن طیب صاحب، مفتی مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ۔

(۲۷)مولانا محمد بشیر سیالکوٹی صاحب، مدیر معھد اللغۃ العربیۃ و مدیر بیت العلم، اسلام آباد۔

(۲۸)مولانا وحید قاسمی صاحب، جنرل سیکرٹری عالمی مجلس ختم نبوت و مدیر مدرسہ فاروقیہ، اسلام آباد۔

(۲۹)مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحبؒ، شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ۔

(۳۰)مولانا مفتی مختار الدین صاحب، کربوغہ شریف، خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔

(۳۱)مولانا فضل محمد صاحب، استاد الحدیث جامعہ بنوریؒ ٹاؤن، کراچی۔

(۳۲)مولانا سعید اللہ شاہ صاحب۔ استاد الحدیث۔

(۳۳)مولانا سبحان اللہ صاحب، مفتی جامعہ امداد العلوم، صدر، پشاور۔

(۳۴)مولانا محمد قاسم ابن مولانا محمد امیر بجلی گھر، پشاور۔

(۳۵)مفتی غلام الرحمٰن صاحب، رئیس دار الافتاء جامعہ عثمانیہ، صدر، پشاور۔

(۳۶)مولانا مفتی سید قمر صاحب، دار الافتاء دار العلوم سرحد، دار العلوم آسیا گیٹ، پشاور۔

(۳۷)مولانا محمد امین اورکزئی شہیدؒ، شاھو وام، ہنگو۔

(۳۸)مولانا شیخ الحدیث محمد عبداللہ صاحب۔

(۳۹)مفتی دین اظہر صاحب۔

(۴۰)مولانا مفتی عبد الحمید دین پوری صاحبؒ۔

(۴۱)مفتی ابو بکر سعید الرحمٰن صاحب۔

(۴۲)مفتی محمد شفیق عارف صاحب۔

(۴۳)مفتی انعام الحق صاحب۔

(٤٤)مفتی عبد القادر، جامعہ بنوریؒ ٹاؤن، کراچی۔

(۴۵)مولانا سید سلیمان بنوری صاحب، نائب مہتمم جامعہ بنوریؒ ٹاون، کراچی۔

(۴۶)مفتی جمال احمد صاحب، دار العلوم فیصل آباد۔

(۴۷)مولانا محمد زاہد صاحب، جامعہ امدادیہ، فیصل آباد۔

(۴۸)پیر سیف اللہ خالد صاحب، مدیر جامعہ المنظور الاسلامیہ، لاہور۔

(۴۹)مولانا عزیز الرحمٰن صاحب، مفتی جامعہ المنظور الاسلامیہ، لاہور۔

(۵۰)مولانا احمد علی صاحب مدرسہ الحسنین، گرین ایریا، فیصل آباد۔

(۵۱)مفتی محمد عیسیٰ صاحب، دار العلوم اسلامیہ، کامران بلاک، لاہور۔

(۵۲)مولانا رشید احمد علوی صاحب، مدیر دار العلوم اسلامیہ۔

(۵۳)قاضی حمید اللہ صاحبؒ، مرکزی جامع مسجد شیرا ں والا باغ، گوجرانوالہ

(۵۴)مولانا فخر الدین صاحب، جامعہ اشرف العلوم، گوجرانوالہ۔

(۵۵)مفتی عبد الدیان صاحب، مفتی مرکزی جامع مسجد، اسلام آباد۔

(۵۶)مفتی محمد فاروق صاحب، رئیس دار الافتاء جامعہ فریدیہ، اسلام آباد۔

(۵۷)مولانا محمد عبد العزیز صاحب، خطیب مرکزی جامع مسجد، اسلام آباد۔

(۵۸)مفتی سیف الدین صاحب، جامعہ محمدیہ، ایف سکس فور، اسلام آباد۔

مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کا فتویٰ:

اگر کسی فوجی کو ''ایک مسلمان کے قتل'' اور ''پھانسی یا کورٹ مارشل'' کے درمیان (کسی ایک چیز کے اختیار کرنے کا) فیصلہ کرنا پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ کے قانون میں اس کے لیے اخروی لحاظ سے آسان، سہولت دہ اور جائز یہی ہے کہ وہ اپنے لیے ''کورٹ مارشل'' اور "تختۂ دار" کا راستہ اختیار کر لے۔

کوہاٹ کے مفتیان کا فتویٰ:

''شریعت کی رو سے مسلمانوں کے خلاف لڑنے والے فوجی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی ہیں اور ان کا مرنا حرام موت ہے اور ان کا حکم ''قطاع الطریق''، یعنی راہزن اور ڈاکو کا ہے۔ نمازِ جنازہ کے لیے جو حکم راہزن اور ڈاکو کا ہے وہی ان کا ہے''۔

دار العلوم اکوڑہ خٹک کے مفتیانِ کرام کا فتویٰ:

''فقہ کی معتبر اور مشہور کتب در مختار و رد مختار میں ہے کہ عصبی (جو وطن یا قوم کی عصبیت میں لڑتا ہوا مارا جائے) پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی جائے گی''۔

☆☆☆☆☆☆

میری بہنو!

عمر صلاح الدین

میری بہنو!

جب ساری امت خوابِ غفلت میں محو تھی... کوئی مساجد کی شہادتوں پر بولنے والا نہیں تھا... امریکی غنڈے بر سر عام پاکستانی سر زمین کو اہل اسلام کے خلاف استعمال کر رہے تھے... ''مدینہ ثانی'' کا حفاظتی حصار، صلیب کا فرنٹ لائن غلام بن چکا تھا... تب! کون اُٹھا؟ کس نے علمِ بغاوت بلند کیا؟ مزاحمت کس نے کی؟ حقیقتاً اپنے ہاتھوں پر خون کی مہندی کس نے سجائی؟

میری بہنو! وہ تم ہی تھیں!

آج بھی آئی ایس آئی کے قید خانوں سے اُٹھتی رب کے حضور مظلومیت کی آہ بکا تمہاری ہی ہے... وہ تم ہی ہو کہ جس نے ارمانوں بھری زندگی کو اپنے محبوب ترین دین پر قربان کر دیا... اے قرآن کی عملی تفسیر و! یومنون باالغیب کا مطلب تمہاری قربانیاں جانے بغیر سمجھ میں کیسے آسکتا ہے؟

واپسی کے راستے مسدود کرتی تم ہی اسلام آباد میں طارق بن زیادؒ کی وارث ٹھہریں! مساجد کی پکار پر نہتی ہونے کے باوجود ایک ایٹمی طاقت سے ٹکر لینے والی، محمد بن قاسم کی یادگاریں تم ہی ہو!

میری بہنو!

کیا تمہارے گھر والے تمہیں لینے نہ آئے تھے؟ کیا تمہاری ماں اور چھوٹی بہنیں گڑ گڑاتی نہ رہیں تھی کہ آپی ہمارے ساتھ چلیے!

اور ایک لمحہ تمہارے دل نے بھی یہی کہا ہو گا کہ عافیت تلاش کی جائے مگر رب رحمٰن کی محبت غالب آگئی... حکومتی مشینری ناکام رہی... جب اسلامیانِ وطن چُپ سادھے دین لُٹنے کا تماشہ دیکھ رہے تھے... اللہ کی قسم! اس پاک سر زمین پر اللہ کا لشکر کون تھا؟

میری بہنو! وہ تم ہی تھیں!

جب اپنے اپنی اپنی جان بچاتے لندن روانہ ہو رہے تھے تو دین کی غیرت و حمیت کی خاطر اس اکیلے رب پر توکل کی مثالیں تم ہی رقم کر رہیں تھیں!

تمہاری داستان تو اسباق توحید میں سر فہرست ٹھہری! جب آدھ آدھ گھنٹے میں تم پر سو سو مارٹر کے گولے برسائے جا رہے تھے! کیا تم نے تب سودا کر لیا؟

جب تم نازک چوڑیوں سے مزین اپنے ہاتھوں سے اپنے بھائیوں کی لاشیں اٹھا رہی تھیں! کیا دل نے تب یہ نہ سوچا کہ اب بھی راہ فرار اختیار کر لی جائے؟

یقیناً نہیں! کیونکہ جبہ دستار، کمیٹیوں، وفاقوں اور وزارتوں کی محبتوں میں گھرے دلوں میں مرضِ وہن جب کہ تمہارے اذہان میں رب کی بنائی جنت کے نظارے گھر کر چکے تھے۔ نہتے ہونے کے باوجود کفر سے تمہاری مزاحمت قرآن کی سچائی اور حقیقت پر دلالت کرتی ہے!

آج ان بھیڑیوں کے ہاتھوں قید، کیا تمہارے جذبے نڈھال کر پائی؟ کیا تم نے ''شریعت یا شہادت'' کے ہر ایک نعرے پر اندوہناک تشدد کے بعد بھی اپنا یہ نعرہ چھوڑ دیا؟ حالانکہ کہ تم تو یہ بھی نہیں جانتی کہ آج تمہارے بھائی تمہاری پکار پر لبیک کہتے ہوئے ساری دنیا کے کفر کو ذلیل و رسوا کر چکے ہیں۔

تمہیں قید میں ''احسان و عصمت'' کی خبروں سے کند چھریوں کے زخم دیے گئے، تم نے ان زخموں پر مرہم اپنی تہجدوں میں بہائے گئے آنسوؤں سے رکھے...

دن مرتد اہل کاروں کو للکارتے، ان سے ماریں کھاتے گزارے اور راتیں در و دیوار ہلا دینے والی ہچکیاں لیتے اور سسکیاں بھرتے ہوئے۔

ہائے کاش کہ تم جان پاؤ! کفری فرنٹ لائن اتحادی اس فرعون کے چالیس پچاس ہزار سپاہی کس کے نعروں کے سبب جہنم واصل کیے گئے۔

اللہ کی قسم! میری بہنو! وہ تم ہی ہو!

کوئی ان بہنوں کو خبر کر دے کہ ''شریعت یا شہادت'' کی تمہاری پکار پر آج دنیا بھر کے اہل ایمان نے لبیک کہا ہے۔ وہ تم ہی تو ہو جنہیں یاد کر کے کرد اپنے بچوں کی تربیت کرتے ہیں، افریقہ میں غالب آتے صومالی تمہیں ہی خراج تحسین پیش کرتے ہیں، کشمیریوں کا محورِ جنگ تمہارا ہی اُٹھایا گیا علم ہے۔

وائے کہ تم جان پاؤ!

کہ کہیں تمہارا مشن دھندلا نہ جائے، تمہارے کاز پر گرد نہ آجائے، تمہارے راستے پر تذبذب نہ ڈیرے ڈال لے، قاری عمرانؒ و استاد احمد فاروقؒ جیسوں نے اپنے مجموعے حذف کر دیے، شیخ ایمن نے نئی ذمہ داریاں متعین کر دیں... اے کاش کہ تمہارے خون پر قصاص کو بلکتے ازبک مہاجر تمہاری نظروں سے گزریں، ان مصری شہیدوں کو تم جان پاؤ، کیسے وہ

اعلیٰ تعلیم یافتہ اسلام آباد کے نوجوان راتوں میں رب کو تمہارے خون واسارت سے وفاؤں پر مناتے رہے... یہ تمہارے ہی عہد کے الفاظ ہیں ناکہ

"مساجد کی عظمت کی خاطر، قرآن کے تحفظ کی خاطر، اسلامی نظام کی خاطر، جان دینے کے فیصلے ہو چکے ہیں، وصیتیں لکھی جا چکی ہیں، کشتیاں جلائی جا چکی ہیں، واپسی کے تمام راستے مسدود ہو چکے ہیں، اب شریعت ہو گی یا شہادت ہو گی"

تمہاری اس پکار کو تمہارے بھائیوں نے آپارہ وو مناواں میں رب کے دشمنوں کے قتل عام کی نوید ثابت کر دی!

میری بہنو! وہ تم ہی ہو!

جن کے بھائیوں کو اللہ نے ایک ساتھ پاکستان، امریکہ و ہندوستان کی مثلث شیطانیہ پر سمندر میں کاری ضرب لگانے کی توفیق دی۔

میری بہنو! وہ تم ہی ہو! جنہوں نے گھروں سے اللہ کی رضا کی خاطر ہجرتیں کیں... وزیرستان و قبائل کے بعد جانے کتنے ہی ویرانے و بیاباں تمہاری تسبیحات واذکار سے معطر ہوئے... جب نوجوان 'امریکہ کی طاقت سے مرعوب پڑے' سکرول گھمارہے تھے تو تم نے طاغوتِ اکبر کے ڈرون اپنی آنکھوں سے دیکھے... ان کی بمباری تم نے خود سہی.... نہ ارادے متزلزل ہوئے نہ دین سے محبت پر کچھ فرق آیا... نہ زبان پر شکوہ جاری ہوا، نہ راتوں کی تہجد چھوٹی نہ رب سے شہادت کی دعاوں پر کچھ اثر پڑا!

تم نے ہی اپنے بھائیوں اور شوہروں کو ترغیبیں دے کر راہِ جہاد میں روانہ کیا... پھر آنے والی ہر تنگی 'رات کو رب کے علاوہ کسی اور کے سامنے پیش نہ کی...

اے میری امت کی شہزادیو!

تم نے اس راہ میں بھوک تک کو برداشت کیا... پہاڑوں کی اندھیری کوٹھڑیوں کو قرآن کی تلاوتوں سے روشن کیا، غاروں کی رہائش کے باوجود بم باریاں سہیں...

تم ہی نے فلسطین میں وطن پرستی کے طوفان کے باوجود شریعت کا عَلم بلند کیا... تم ہی بنگلہ دیش میں قرآن کے حلقات سے گرفتار کر لی گئی... تم نے ہی چیچنیا میں روسیوں پر استشہادی حملے سرانجام دیے... تم ہی فرانس میں شریعت کی پہرے دار بنیں... تم عافیہ کی صورت مظلوم مسلمانوں سے مدد پر اعانت کی داستان بنیں... تم نے کشمیر و پاکستان اور شام و فلسطین سمیت کئی جگہوں پر تو باقاعدہ مشرکین سے جنگیں بھی کیں اور شہادتوں سے بھی سرفراز ہوئیں... میرے یہ کلمات لکھنے کی وجہ فقط ایک ویڈیو بنی جو کہ ہندوستان سے ایک بھائی نے ارسال کی کہ کچھ مجاہدین کی عدالت پیشی کے موقع پر سوائے شریعت کی سپاہی ان ہندوستانی بہنوں کے کوئی شخص نظر نہیں آتا، گویا سرزمینِ ہند میں شریعت کی محافظ بھی تم ہی ٹھہری! تم ہی کشمیر میں باشرع پردے کے ساتھ مشرکین کے خلاف خنجر بکف ہوئیں...اے بہنو! گو کہ خالق نے تمہیں ضعیف و کمزور بنایا ہے مگر تم مردوں سے بازی لے گئیں، واللہ! مردوں کو پیچھے چھوڑ گئیں!

میری بہنو! تمہاری دعاوں، حوصلوں، تائیدوں اور نصرتوں کے بغیر تمہارے مٹھی بھر بھائی کیونکر کفر سے لڑ پائیں گے... اگر تم بھی حوصلہ ہار گئیں تو امت کے محاذوں پر پہریداروں کو حوصلہ کون دے گا... اگر تم ہی ہار مان بیٹھی تو بابری مسجد کو دوبارہ تعمیر کرنے والے لشکر کیسے روانہ ہو پائیں گے... شہدائے پاکستان کا خون کہیں تمہاری سستی کی نظر نہ ہو جائے ... اگر تم نے بھی اپنی امنگوں کو اپنے مقصد تخلیق پر ترجیح دے دی تو اپنا مسکن ڈھونڈتی، سسکتی بلکی اور زخمی خلافت و شریعت کی امنگوں کا کیا ہو گا۔

میری بہنو! تم ہی اس پوری امت کی محافظ و معاون ہو... تم نے بدر کے دن سے اپنے بھائیوں اور بیٹوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کا جو عمل شروع کیا وہ آج بھی تمہارے ہی سبب جاری و ساری ہے... شریعت کے نفاذ کا راستہ صاف کرتیں جامعہ حفصہ و رابعہ کی داستانیں تمہارے بغیر کون رقم کر سکتا ہے... ہندوستان کے علما (علمائے سو) جب جہاد کے موقوف و ممنوع ہونے کے چٹکلے چھوڑنے میں مصروف ہیں تو یہاں اورنگزیب عالمگیرؒ کی شرعی سطوت کا احیا بھی تمہارے نازک کاندھوں پر آن پڑا ہے۔ جی سکس اسلام آباد کے گندے نالے میں پڑے شہید قرآنی اوراق اور بہنوں کی لاشیں تمہیں ہی اپنے قصاص پر دعوت دے رہی ہیں۔

اٹھو کہ خود کو دوبارہ قید کر دو! شریعت کی زنجیر سے خود کو باندھ لو کہ کفر کے جھکڑ تمہیں میدان عمل سے ڈگمگا نہ پائیں... قائدینِ جہاد کے امر تم پر حجت تمام کر چکے۔ اٹھو کہ یہ پیغام گھر بار تک سے اجنبی تمہارے کچھ بھائیوں کا ہے... سالوں کی مشقتیں اور مصائب، ہجرتیں اور آلام جھیلتے محافظ بیٹوں کا ہے... جو اموال، دعاؤں اور مشوروں کی صورت تمہاری کمک کے منتظر بیٹھے ہیں۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

☆☆☆☆☆

تاریخِ دعوت و عزیمت

اپنے مرشد قاری اسامہ ابراہیم غوری رحمہ اللہ کی تاکید پر لکھی گئی ایک آرزو

معین الدین شامی

کاش آج کوئی مفکرِ اسلام حضرت مولانا سیّد ابو الحسن علی ندویؒ ہوتے۔ وہ ہوتے تو ان کی شہرۂ آفاق تالیف "تاریخِ دعوت و عزیمت" کا سلسلہ آج بھی رواں ہوتا۔ اس سلسلۂ کتاب کا تسلسل جہاں امیر المؤمنین سید احمد شہید رحمہ اللہ پر چھٹی جلد میں آ کر تھما تھا، آج سے دس سال قبل امامِ برحق مولانا عبد الرشید غازی رحمہ اللہ کی شہادت سے پھر جاری ہو جاتا۔ مگر آج کوئی مولانا علی میاں رحمہ اللہ نہیں!

مؤرخِ ملتِ اسلامیہ ہوتے تو شاید لکھتے کہ کس طرح خانوادۂ مولانا عبد اللہ غازی شہید رحمہ اللہ کے چشم و چراغ عبد الرشید غازی نے پندرہویں صدی ہجری میں امامت کا حق ادا کیا۔ اس شہید غازی نے کیسے جدید دنیا میں بسنے والوں کو وہی چودہ صدیوں پرانا دعوت و عزیمت کا سبق یاد دلایا۔

سلطانِ جابر کے سامنے کلمۂ حق کیسے بلند کیا جاتا ہے؟

ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے، علماء سے سنا ہے لیکن 'الخبر لیس کالمعائنۃ' خبر دیکھنے کے برابر نہیں ہوتی! ہم دیکھتے اور معائنہ کرتے تو معلوم ہوتا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانِ مبارک کی عملی شکل کیا ہے؟ سلطانِ جابر کے سامنے کیسے کلمۂ حق بلند کیا جاتا ہے؟ خون میں نہا کر!

یہ مضمون نہیں ہے، آرزو ہے۔ کاش کوئی مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ ہوتے!

وہ لکھتے اس دعوت و عزیمت کے کاروان کے بارے میں۔ لکھتے، بتاتے کہ کیسے اکیلا غازی ڈٹ گیا۔ کیسے وہ خود آسمانی حقائق کا عارف ہو گیا اور کیسے اس نے اُن آسمانی حقائق کی تفسیر اپنے عمل سے بیان کر دی۔ پہلے ڈٹا اور پھر اپنے ساتھ والوں کو کیسے اس نے حق پر ساتھ جما لیا!

جن ہاتھوں پر مہندی سجنی تھی وہ ہاتھ کیسے لہولہان ہوئے؟

کاش کے مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ ہوتے...

کاروانِ دعوت و عزیمت میں صرف داعیوں اور عزیم لوگوں ہی کا ذکر نہیں۔ دشمنوں کا اور ان "اپنوں" کا ذکر بھی ملتا ہے جنہوں نے سُن جان کر اہلِ حق کو چھوڑ دیا۔ اسی تاریخ میں لکھا جاتا کہ کیسے فرعونی لشکر نے اپنے جد امجد فرعون کو بھی پیچھے چھوڑ کر اپنا نام "دجالی" لشکر میں لکھوایا۔ فرعون بیٹوں کو ذبح کرتا تھا اور بیٹیوں کو چھوڑ دیتا تھا۔ لیکن ان دجالیوں نے بیٹیوں کو بھی ذبح کیا اور ان کا وجود مٹانے کے لیے سفید فاسفورس کا جادو استعمال کیا۔

لکھا جاتا کہ کیسے چند "اپنوں" نے اپنوں کو ذبح ہونے کے لیے چھوڑا، فون بند کیے اور ہوٹلوں کے کمروں میں سو گئے کہ وہ جان گئے تھے کہ غازی اور اس کے ساتھیوں کا مقدر فنا ٹھہرا ہے۔

وفا جس سے نبھاؤ گے اسی کے ساتھ جاؤ گے
یہ ہیں خوش خبریاں محبوبِ جاںؐ کے ہم نشینوں میں

لکھا جاتا کہ کس نے کس کا ساتھ دیا۔ کس کے ساتھ دینے پر خوش خبریاں ہیں اور کس کے ساتھ دینے پر وعیدیں۔

کاش کے مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ ہوتے...

شاید لکھا جاتا کہ کل سید احمد شہیدؒ اگر شاہ عبد العزیزؒ کے فتوے پر سکھوں اور انگریزوں کو تاراج کرنے نکلے تھے تو آج اسی سید شہیدؒ کے وارث، شاہ عبد العزیزؒ کے وارثوں کے فتوے پر سکھوں اور انگریزوں کے وارثوں کے خلاف علمِ جہاد بلند کر کے کھڑے تھے۔

یہ مضمون نہیں، آرزو ہے۔ ان شاءاللہ یہ آرزو ضرور پوری ہو گی کیونکہ اگر کاروانِ دعوت و عزیمت جاری ہے تو تاریخِ دعوت و عزیمت بھی جاری رہے گی۔

وصلی اللہ علی النبی الکریم و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

☆☆☆☆☆☆

زرِ سخن کے مقابل بھی بیچ دیتے ہیں
جو دیں اسیرِ سلاسل بھی بیچ دیتے ہیں
یہ غیرتیں کبھی بکتی تھیں خلوتِ شب میں
یہ لوگ اب سرِ محفل بھی بیچ دیتے ہیں
دمِ حسین ترازو میں تولنے والے
محاذِ وقت کا شامل بھی بیچ دیتے ہیں
وطن کے شمر، یہ عز و حرم کے بیوپاری
سخی ہیں کاسہ سائل بھی بیچ دیتے ہیں
جو اپنی بہنیں بھی دشمن کو بیچ دیں راضی
وہ اپنے بھائی کے قاتل بھی بیچ دیتے ہیں

جب اللہ کے دربار میں امامِ برحق مجھ پر دعویٰ کر رہے ہوں گے!

مولوی انعام اللہ ملازئی

کیا آپ کو اس بزرگ کی کچھ خبر ملی، جس کا ایک بیٹا تختہ دار پر لٹکا دیا گیا اور دوسرے کو اس مجاہد کا بھائی ہونے کے جرم میں ایک جعلی مقدمے میں قید کر دیا گیا، وہ باپ بھیک مانگ کر اپنے بیٹے کے مقدمے کی پیروی کرتا ہے... یقیناً یہ بات آپ تک نہیں پہنچی ہو گی...

یا کراچی کو وہ بہن جس کے شوہر کو لاپتہ کر دیا گیا، اور پھر اس لاپتہ کو تلاش کرنے کے جرم میں اس خاتون کے سسر اور دیور کو بھی شہید کر دیا گیا...

یا پشاور کی وہ ماں جس کا اکلوتا بیٹا سنٹرل جیل میں ہے اور وہ اسی جیل کے باہر بھیک مانگتی ہے کہ وہ اپنی بچی ہوئی چند سانسیں اپنے راج دلارے کے ساتھ گزار لے...

آپ تک اس بہن کی بات بھی پہنچی ہو گی جو بلاد الشام میں اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کر گئی اور اس انجان علاقے میں اس کا مجاہد شوہر شہید ہو گیا...

وگرنہ آپ یمن سے اس مجاہد کی بیوہ کو تو جانتے ہی ہوں گے ناجو عید سے قبل اپنے بچوں کے لیے لوگوں سے ان کے پرانے کپڑے مانگتی پھرتی ہے...

یا کہ آئی ایس آئی کے خفیہ ٹارچر سیل میں موجود اس بھائی سے آپ کو کچھ شناسائی ہو جو اس نیلے آسمان کے نیچے اپنی دو بہنوں کا اکلوتا سرپرست اور سہارا تھا اور قید میں نہیں جانتا تھا کہ اس کی چھوٹی اور معصوم بہنیں کہاں اور کس حال میں ہیں...

اس ماں کو تو آپ جانتے ہی ہوں گے جو اپنے جوان بیٹوں کی یاد میں حقیقتاً بلا مبالغہ، رو رو کر بینائی کھو بیٹھی...

یا پنجاب کے اس نوجوان سے آپ واقف ہوں کہ جہادی صفوف میں شمولیت کے جرم میں جس کے خاندان کی تمام خواتین کو نمبر ون نے اغوا کر لیا، اور حتیٰ کہ یہ بہنیں اس بھائی کی شہادت کے بعد بھی ملک کے مختلف حصوں میں قید ہیں...

یا آپ کو وزیرستان کی اس ماں کی خبر تو ضرور ہو گی جس کا شوہر اور تمام بیٹے پاک فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے اور شناختی کارڈ نہ ہونے کی بنا اس ماں کو مہاجر کیمپ تک میں نہیں رہنے دیا جا رہا...

یا سوات کی اس بہن کی خبر جو زندگی میں پہلی بار گھر سے اکیلی اس لیے نکلی ہے کہ اس کا شوہر جس کو مہاجر کیمپ سے پولیس کے بدمعاش اغوا کر کے لے گئے تھے، ابھی تک گھر نہیں لوٹا...

یا اس ماں کی کچھ خبر جس کو آئی ایس آئی نے اس لیے گرفتار کر لیا کہ اس کے بیٹے نے اسے وادیٔ کشمیر سے فون کیا تھا...

یا ان شاگردوں پر پڑتے چھاپے جنہوں نے افغانستان میں شہید ہوئے اپنے مدرسے کے استاد کی لاش وصول کی...

کیا آپ ان والدین بھی سے واقف ہیں ہیں جنہوں نے اپنے بچے مدرسے پڑھنے کے لیے بھیجے تھے مگر ان کے معصوم بچوں کو آرمی نے وہاں سے اغوا کر کے قتل کر دیا...

یا کراچی سے گرفتار ایک مجاہد کی اس باپردہ اور عفت مآب زوجہ کی بابت آپ کو کسی نے بتایا ہو جس کے کئی دن سے بھوکے بلکتے بچوں کے سامنے ہی اُس کے دامنِ عزت کو چاک چاک کر دیا گیا...

جی ہاں! میں تو اس بزرگ کو بھی جانتا ہوں جس کے پاس کرائے کے پیسے نہیں ہیں اور وہ مہینوں بعد انسداد دہشت گردی کی عدالت میں پیشی پر آئے اپنے بیٹے کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے کئی میل پیدل سفر کر کے جاتا ہے...

یا وہ باپ جس کی بیوی اور بیٹیاں پاکستانی فوج کے میزائل سے اس طرح ٹکروں میں تقسیم ہوئیں کہ ان کو بوریوں میں اکٹھا کر کے دفنایا گیا...

ہاں! ڈمہ ڈولہ مدرسہ بہت مشہور ہوا، لیکن زبان سے کہنا آسان ہے ۸۰ بچے!

ذرا تصور تو کیجیے پختون قوم کے وہ گلابی گالوں والے کلیوں جیسے بچے، کس طرح چیخے اور چلائے ہوں گے... اور ان ماں باپ کی کیا حالت ہوئی ہو گی جنہوں نے اس امید پر اپنے لعل جگر سے دور کیے تھے کہ قرآن سیکھیں گے، سمجھیں گے، پھیلائیں گے اور آخرت میں ہماری نجات کا سبب بنیں گے...

یا اس کشمیری ماں کا ہی کچھ سوچیے جو سنگ بازی کے لیے گئے اپنے بیٹے کی افطاری کا سامان ہی تیار کر رہی تھی کہ اس کے بیٹے کی لاش گھر آ گئی...

یا سبزار احمد بھٹ کی ماں جس کا بیٹا چاروں طرف سے دشمن کے محاصرے میں تھا اور وہ مجبوری کے عالم میں کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی سوائے بیٹے کی شہادت کا انتظار...

میں پنجاب سے اس نوجوان کو بھی جانتا ہوں جس کی چھوٹی چھوٹی تین بیٹیاں، بیوی اور بوڑھے والدین ہیں مگر فقط حمایت جہاد کے جرم میں اسے تین مرتبہ سزائے موت سنائی گئی...

اور لاہور کی تین سالہ مشال کے والد کو تو تقریباً آپ سب ہی جانتے ہیں جس کا جرم فقط فیس بک پر مجاہدین کی خبریں آپ تک پہنچانا تھا...

یا افغانستان پر امریکی حملے میں اپنا سارا خاندان شہید کروا دینے والے وہ سترہ اٹھارہ سال کے دو عرب بہن بھائی، جو اپنی گاڑی میں کسی محفوظ پناہ گاہ کی تلاش میں تھے کہ شمالی اتحاد کے ہاتھ کچھ ایسے لگے کہ اس بھائی کو شہید کر کے اس اکیلی بہن کو ان مرتدین نے اغوا کر لیا...

چلیے یہ تو کچھ غیر معروف واقعات تھے...

قلعہ جنگی کا تو سنا ہی ہو گا، دشت لیلی اور دشت ارچی کے نام سے تو واقف ہوں گے...

کنٹینروں میں گولیوں سے چھلنی اور صحرا کی گرمی سے جھلستے نوجوان، جنہوں نے پیاس کی تاب نہ لاکر اپنے شہید وزخمی ساتھیوں کے خون رستے زخموں سے لب لگادیے...

محاصرہ قندوز اور مزار شریف کی پسپائی کا کچھ علم؟ مجھے ان ناموں سے خاص شناسائی نہیں ہے...

اگر نہیں ہے تو واللہ! میں احسان فراموش ہوں، نہیں بلکہ اپنی خاطر جان دینے والوں سے نظریں چرانا غداری کہلاتا ہے جناب! غداری!...

کم از کم ایبٹ آباد سے گرفتار جماعت القاعدہ اس مہاجر قائد کے بارے میں تو آپ جانتے ہی ہوں گے نا جس کی اہلیہ کو پاکستانی فوج نے برہنہ کر کے پورے علاقے میں گھمایا...

یا ابھی بھی آپ کی آنکھیں نہیں بھیگی؟

محسن امت، شہزادہ عرب اسامہ بن لادن رحمہ اللہ سے تو آپ سب ہی واقف ہی ہیں نا!

ذرا تصور تو کیجیے کے جب ان کی زخمی بیوی اور بیٹیوں کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا جارہا تھا..........

اپنے بھیگے گالوں اور بہتی آنکھوں کو صاف کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی؟

سطورِ بالا کا دوبارہ مطالعہ کیجئے، پھر آنکھیں بند کر کے ان مناظر کا تصور بھی کیجیے، ایک ایک سطر لاچارگی و مجبوری، غم ویاس اور حسرت والم کی ایک مکمل داستان ہے...

جانتے ہیں یہ داستانیں کیوں رقم ہوئیں؟

درد کی ان کہانیوں کے بنیادی کرداروں نے فقط اپنی محبوب امت کے غم میں یہ انتہائی اقدام اٹھائے جوان کے خاندانوں حتیٰ کہ دور تک کے رشتہ داروں، تعلق اور قرابت داروں تک کی تعذیب کا سبب بنے...

جی ہاں! یہ سب انہوں نے میرے اور آپ کے لیے کیا، وگرنہ وہ سب بھی میری اور آپ کی طرح نرم بستروں اور ٹھنڈے کمروں میں بیٹھ کر امت کے حال پر ایک ٹھنڈی آہ، کچھ آنسو یا امت کے حق میں کچھ دعاؤں پر اکتفا کر سکتے تھے... مگر وہ جانتے تھے کہ آسائشوں میں بیٹھ کر تکالیف اور آزمائشوں سے دور کہیں اپنے والدین، بہن بھائیوں اور بیوی بچوں کے درمیان (امت کی فکر) اللہ کے دربار میں ہمیں جواب دہ ہونے سے نہیں بچاسکتی...

یاچلیے! جولائی کا مہینہ ہے، اللہ کی قسم! مجھے یہ سوچنا تو چاہیے نا! کہ کل قیامت کے دن میرے پاس کیا جواب ہوگا جب اعلیٰ عصری تعلیم یافتہ، خوش حال زندگی گزارتے مرشد غازیؒ میرا گریبان پکڑ کر اللہ کی عدالت میں لے جائیں گے... وہاں سفید فاسفورس سے جلائی گئیں جامعہ حفصہ کی بہنیں... جامعہ فریدیہ کے بھائی اور قران کے گولیوں سے چھلنی نسخے بھی موجود ہوں گے...

صرف اتنا ہی نہیں آئی ایس آئی کے قید خانوں میں بچوں کو جنم دیتیں وہ عفت ماب اور پاکیزہ تمام لاپتہ بہنیں اور تمام عمر اُن کو تلاش کرتے اُن کے لواحقین بھی وہاں موجود ہوں گے... اور اس پاک دھرتی پر نفاذِ اسلام کی کوشش میں ہنس کر موت کو گلے سے لگانے والے فدائین بھی اور جنگ میں سینے چھلنی کروائے شہدا بھی موجود ہوں گے...

تب میرے پاس کیا جواب ہوگا؟

جب اللہ کے دربار میں امام برحق مجھ پر دعویٰ کر رہے ہوں گے!

اے اللہ! آج اس سے پوچھئے! کہ اس تک ہمارا حق پر مبنی پیغام نہیں پہنچا تھا؟ کیا اس کی زندگی ہماری زندگی سے زیادہ مصروف و دل نشیں تھی؟ کیا ہمیں اپنے بچوں سے محبت نہ تھی کہ اس نے اپنے بچوں اور خوب صورت زندگی کی محبت میں اپنی تخلیق کا مقصد تک بھلادیا...

جناب آدم سے لے کر آخری انسان تک موجود ہوں گے...

تمام جن وانس کے سامنے رسوائی اور اس کے بعد بئس المصیر کا ناقابل تصور مستقل عذاب!

یقیناً مجھے تمام جہانوں کے سامنے اس سب سے سے بچنے کے لیے اب ہی اپنے ماضی پر توبہ کر لینی چاہیے اور اپنے آج کو اپنے حقیقی مستقبل پر قربان کر دینا چاہیے!

وگرنہ انقلاب کی دعوت دیتی میری تلاوتیں، نصرت کے ترانے سناتے میرے اذکار اور جہادی معرکوں کے لیے مجھے تیار کرتے میرے روزے ہی کہیں میرے خلاف روزِ محشر گواہ نہ بن جائیں!...

کفر سے بغاوت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی دعوت دیتی میری نمازیں اور طویل قیام ہی اللہ کی عدالت میں یہ نہ کہہ دیں کہ ہم اس کو کیا جانیں کہ اس نے ہمارے مقصد تک کو ہی نہ سمجھا...

یہ دعوت دین سے سستی پر بیداری کی دعوت ہے... خالی مورچوں کو آباد کرنے کی دعوت، اور بھری تجوریوں کو رب کی راہ میں نچھاور کرنے کی دعوت... یہ کچھ نوجوانوں، قائدینِ جہاد یا چند علما کی دعوت نہیں بلکہ قرآن کی دعوت ہے...

آیئے! اس پاکیزہ و منور اور سچی و کھری دعوت پر لبیک کہیں اور ان اجنبیوں کے شناسا و انصار بن جائیں کہ کہیں کچھ تو ہماری مغفرت کا بھی سامان ہو جائے، اور روزِ محشر جب اپنے اعمال نامے میں سوائے سیاہی کے اور کچھ نہ بھی ہو تو ان خون آلود غریبوں ہی کے ہمراہ ہو کر اللہ کے عرش کا سایہ نصیب ہو جائے اور کم از کم ہم بھی شافع محشر، ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی و ندامت سے بچ کر 'سرر موضونۃ' پر ایک دوسرے کے مقابل ٹیک لگا کر بیٹھنے والوں میں سے ہو جائیں...

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ...

☆☆☆☆☆☆

مجرمینِ جامعہ حفصہ

سلسبیل مجاہد

جولائی ۲۰۰۷ء کے ابتدائی ایام یاد کیجیے...ریاستی رٹ قائم ہو گئی...حافظ قرآن نوجوانوں کے جسموں پر...نوخیز پاکباز معصوم طالباتِ دینیہ کی عزتوں پر...عالموں اور مجاہدوں کے بہتے لہو پر!!!

وہ جو دشمن کے مقابل کبھی فاتح نہیں بن سکے...وہ جو محض کرائے کے غنڈوں کی حیثیت سے ہی کردار ادا کرتے آرہے ہیں...وہ جو ہمیشہ سے معصوم، مظلوم اور اسلام پسندوں کے تازہ لہو کے جام پانی کی طرح پیتے ہیں...وہ جن کی تاریخ سیاہ اور شرم ناک کارناموں سے بھری پڑی ہے...وہ جو ہر جگہ ذلت ورسوائی کی نشانی بنے ہیں...وہ جن کے ہاتھوں سے ہمیشہ منبر و محراب کی بے حرمتی ہوئی ہے...وہ جن کے بوٹوں نے اکثر مساجد کے تقدس ہی کو پامال کیا ہے...ان کے مردود کارناموں کی کتاب میں ایک اور سیاہ ترین اور شرم ناک باب کا اضافہ ہوا۔

۳ جولائی سے ۱۰ جولائی ۲۰۰۷ء...لال مسجد کے مینار روتے رہے...امت کی مجبوری اور مذہبی جماعتوں کی اعتدال پسندی پر...جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ کی درس گاہیں جہاں سے قرآن وحدیث کے ذکر کی آوازیں بلند ہوتی تھیں...وہاں آہوں اور سسکیوں کی گونج تھی۔

اس خوں خواری اور خوں ریزی کے بعد بس اتنی خبر تھی کہ وائٹ ہاؤس نے اپنے اطمینان کا اظہار کیا ہے...بے نظیر نے معصوموں کے قتل عام کی ستائش کی...بھتہ خور الطاف نے لندن سے اس کارنامے کو سراہا...سیاہ کاروں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا...آخر روشن خیالی کا مکروہ چہرہ جو محفوظ ہو گیا تھا...

ہر جگہ سرنڈر ہوتی فوج اور حکمران، لال مسجد کو سرنڈر پوائنٹ بنانے، ہتھیار ڈلوانے، ہاتھ اٹھا کر مارچ کروانے کی ناآسودہ خواہش دلوں میں لیے لال مسجد پر حملہ آئے تو...لیکن یہ خواہش بیمار آسودہ ہو گئی...قرآن کے علَم کو سربلند کرنے والے 'باطل کے سامنے ڈٹ گئے...ظالموں کو زچ کر دیا لیکن ہتھیار نہ ڈالے...اور بالآخر بزدل فوج نے طاقت کا لوہا منوایا تو 'زندہ قرآنوں' کے سینے چھلنی کر کے...بہنوں اور بیٹیوں کے ہاتھوں میں لہو کی مہندی لگا کر فتح کا جشن منایا...''ایمان، تقویٰ اور جہاد'' کو آزمایا تو سہی...لیکن اللہ کے گھر کی حرمت کو پامال کر کے...

۳ جولائی سے ۱۰ جولائی کے حالات و واقعات ایک ایسی تاریخ کا حصہ بن گئے ہیں جس میں کفار کی پرستش کرنے والے پجاری، صلیبیوں کے غلام، اعتدال پسند، روشن خیال، بے حمیت حکمران، بے عزت ناپاک فوج اور بھگوڑے سیاست دان...ہر ایک کی خباثت کھُل کر سامنے آگئی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ۱۱/۹ کا آسیب سوار ہے۔ جو میناروں سے، داڑھی والوں سے، باپردہ خواتین سے خوف زدہ رہتے ہیں اور کیوں نہ خوف زدہ ہوں؟ اس لیے کہ شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والے ان کی عیاشیوں پر قدغن لگانے والے ہیں...

انہیں فن کے نام پر غیر ملکی ہیجڑوں اور میراثیوں کے لیے دروازے وا کرنا ضروری لگتا ہے لیکن قرآن وسنت کی تعلیم کے لیے مدرسے میں غیر ملکیوں کا داخلہ ممنوع ہی نہیں بلکہ قابل گردن زدنی جرم قرار پاتا ہے...جو کفار کے ساتھ ثقافتی وفود کا تبادلہ فخر و مباہات کے ساتھ کرتے ہیں لیکن کسی مسلمان ملک کے مظلوم عوام کے لیے سرحد پار آنا جانا ناقابل معافی جرم سمجھتے ہیں...

جو جہاد کو دہشت گردی اور مجاہدین کو دہشت گرد بنا کر رکھتے ہیں لیکن ریمنڈ ڈیوسوں اور امریکی ایجنٹوں کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں...جو آنٹی شمیم اور اس کی ذریت کو ہر قسم کا تحفظ دیتے ہیں لیکن باحجاب طالبات پر بارود برساتے ہیں...جو مخلوط میراتھن کا انعقاد کر کے سڑکوں پر مختصر لباس میں بے حیا عورتوں کو دوڑا کر فخر کرتے ہیں لیکن برقعہ اور حجاب پر شرمندہ ہو کر دنیا کے سامنے معذرتیں پیش کرتے ہیں...ان شیطانی عناصر کی خواہشات کے سامنے لال مسجد ایک بڑی رکاوٹ تھی...

آخر وہ کیا جرائم تھے، وہ کون سے کام تھے جو فساق و فجار کو کھٹکنے لگے تھے؟ آیئے ان پر ایک نظر ڈالیں تا کہ ہمیں یاد رہے کہ ''اسلامی'' جمہوریہ پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں غازی عبدالرشید' شہید کیونکر ہوئے؟ ہزاروں طالبات کو کیونکر بھوکا پیاسا رکھ کر شہید کیا گیا اور کیوں قرآنی نسخے پامال ہوئے؟...

ہم لوگ اقراری مجرم ہیں:

اللہ کے نام لیواؤں اور سرفروشانِ اسلام نے پہلے پہل اسلام آباد کے گردونواح میں مساجد کی ایک کثیر تعداد کو شہید کرنے کے خلاف علَم بلند کیا تھا...جب مسجد امیر حمزہ شہید کر دی گئی تو حکومت کو الٹی میٹم دیا گیا کہ شہید مساجد کی فوری طور پر تعمیر کی جائے لیکن ابرہہ کے پیروکاروں نے اس بات کو درخور اعتنانہ سمجھا اور۔یکے بعد دیگرے لال مسجد کی جانب سے حکمرانوں کو مساجد کے تحفظ کی طرف توجہ دلائی گئی...لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا جرم تھا تو یہ تھا کہ انہوں نے شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کیا تھا...اور اس کے لیے کوئی ریلی یا جلسہ کرنے کی بجائے جہاد کا راستہ اختیار کیا...ان کی جنگ تھی تو عریانیت اور بے حیائی کے خلاف تھی...فحاشی اور بدکاری کے اڈوں کے خلاف تھی...یہی ان کا جرم تھا اور اسی کی سزا ان کو دی گئی...

نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا ایک اسلامی معاشرے کا خاصہ ہے...جامعہ حفصہؓ کی طالبات اور لال مسجد کے مجاہدین نے اس فریضے کو ادا کر کے اپنے حصے کا قرض چکایا ہے... اُنہوں نے برائی کو روکنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''برائی کو ہاتھ سے روکو'' کو حرزِ جاں بنایا...یہی ان کا جرم تھا اور اسی لیے وہ باطل پرستوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھتے تھے۔

صلیبی اتحاد اور لال مسجد:

لال مسجد میں اپنے غلاموں کی فرعونیت دیکھنے کے بعد امریکہ کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ یہ دہشت گردی کے خلاف ہماری مہم کا حصہ ہے۔بیتِ ابلیس وائٹ ہاؤس سے اطمینان کا اظہار ہوا...اپنے پیاروں کے جسموں کو ڈھونڈتے پریشان حال عزیز و اقارب،لہولہان لال مسجد،فاسفورس بموں سے سیاہ دیواریں،اشک بہاتے مینار اور غم سے چُور دلوں کی کیفیات ایک طرف...اپنے غلاموں کے لیے امریکہ نے استعمال شدہ ایف ۱۶ طیارے دے کر لال مسجد فتح کرنے کی قیمت چکائی۔یہ سارے جرائم اسی لشکرِ ابلیس سے وابستگی کے لیے تھے کہ ہم نے تو اپنی نوکری پکی کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

ناپاک فوج کی سفاکیت:

ہر آنکھ اشک بار تھی،دل غموں سے پھٹے جا رہے تھے...ایسے میں وکٹری کا نشان بناتے ابوجہل کے پیروکار اپنے غرور و طاقت کے نشے میں بدمست لوٹ رہے تھے...ناپاک فوج کی 'کرار' اور 'ضرار' بٹالین نے اپنی درندگی اور سفاکیت پاکیزہ خون کی ہولی کھیل کر بے نقاب کی۔

سفاکیت اور رعونت کا ساتھ اگر طاقت کے ساتھ ہو جائے تو انسان نما درندے اپنی فتح و کامرانی کے لیے 'کرار' اور 'ضرار' بٹالین جیسی بہیمیت سے بھی دریغ نہیں کرتے۔کفار سے دوستی نبھانے اور مجاہدین اسلام کے سینوں کو چھلنی کرنے والے یہ بدکردار لوگ کسی طور بھی قابلِ ہمدردی و ستائش نہیں...چاہے وہ سیاچن میں برف تلے دب کر ہلاکت کا مزہ چکھنے والے ہوں یا وزیرستان اور آزاد قبائل میں مجاہدین کے ہاتھوں جہنم واصل ہونے والے... اس لیے کہ ان کی طاقتیں،محنتیں،تربیت اور محبتیں تمام کی تمام کافروں سے وابستہ ہیں...

یہ لوگ وہی ہیں جو سوات و باجوڑ میں مجاہدین کا قتلِ عام کرتے رہے...افغانستان میں صلیبیوں کو ہر ممکن مدد فراہم کرتے رہے...آزاد قبائل میں اہلِ ایمان کو اپنے نشانے پر رکھتے رہے...اسی بنا پر ان کے خلاف ملک کے جید علمائے کرام کا مشترکہ فتویٰ بھی آیا...اور بعد اس دن سے...لال مسجد ان کے پہلے نشانے پر آ گئی...کیونکہ یہ فتویٰ لال مسجد سے ہی جاری ہوا...جس کی تائید و توثیق پاکستان کے ۵۰۰ سے زائد معروف و جید مفتیان کرام نے کی...فوج کے دلوں میں لال مسجد کے خلاف جو جلن کی آگ الاؤ کی صورت اختیار کیے ہوئی تھی...ضروری تھا کہ اُس جوشِ انتقام کو خوں خواری کے مناظر،معصوم حفاظ اور مجاہد طلبا و طالبات کی تڑپتی لاشوں کو دکھا کر ٹھنڈا کیا جائے۔

مجرمین کی فہرست:

آج لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے سانحہ کو ۱۰ سال گزر چکے ہیں...لیکن مجاہدین اسلام کے دلوں میں یہ غم اسی طرح تازہ ہے جس طرح روزِ اول تھا...اگر کوئی مجرم اس زعم میں مبتلا ہے کہ ہم پر کوئی پکڑ نہیں تو اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے...اور میرا رب سریع الحساب بھی ہے اور عزیز ذو انتقام بھی...فہرستِ مجرمین تو آسمانوں پر مرتب ہو چکی ہے...

اس وقت کی حکومت کا حاکم پرویز مشرف...آئی ایس آئی کا اُس وقت کا سربراہ اور سابقہ آرمی چیف اشفاق کیانی،طارق مجید(کور کمانڈر راولپنڈی)،شوکت عزیز(وزیر اعظم)،لال مسجد میں طلبہ کو دہشت گرد قرار دینے والا شیخ رشید(وزیر ریلوے اور اس سے پہلے وزیر اطلاعات)،محمد علی درانی(وزیر اطلاعات)،شہناز شیخ(وزیر مملکت)طارق عظیم(وزیر مملکت برائے اطلاعات)،اعجاز الحق(وزیر مذہبی امور)خورشید محمود قصوری(وزیر خارجہ)شجاعت حسین،آفتاب شیر پاؤ(وزیر داخلہ)خالد مقبول(گورنر پنجاب)،پرویز الٰہی(وزیر اعلیٰ پنجاب)،کمال شاہ(سیکرٹری داخلہ)بریگیڈیئر(ر)جاوید اقبال چیمہ(ترجمان وزارت داخلہ)،مہدی(ڈی جی رینجرز)،شاہد ندیم(آئی جی اسلام آباد)،ہمایوں اختر(وزیر تجارت)...شوکت عزیز کی تمام کابینہ اور آرمی کے تمام کور کمانڈرز...

ان کی گردنوں پر خون ہے...ان کے ہاتھ بے گناہوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں... گزرتے وقت نے ان مجرمین کے چہرے اور بے نقاب کر دیے ہیں...اقتدار کے بھوکے یہ لوگ اقتدار سے محرومی کے بعد عوام میں اپنی دیانت و امانت کا جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں ... ٹی وی کے جعلی ٹاک شوز میں اپنے آپ کو دردمند ثابت کرتے ہیں...یہ قابلِ معافی ہیں نہ بھولے گئے ہیں...

بس اللہ کے دیے گئے وقتِ مہلت کے ختم ہونے کا انتظار ہے...اس کے بعد رہے نام اللہ کا...آسمانوں میں گواہیاں ہوں گی،ان مجرمین کے خلاف...جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی... بے گناہ حفاظ قرآن...مجاہد عبد الرشید غازی...پاک باز بناتِ حفصہ...فاسفورس سے جلا دیے جانے والے لاشے...اور ٹکڑوں میں بکھرے ہوئے جسم جنہیں عیسائی خاکروبوں کے ہاتھوں نالوں میں پھینکوا کر ثبوت مٹانے کی کوشش کی گئی...اٹھ کھڑے ہوں گے تو یہ مجرمین کہاں جائیں گے؟میرا رب ظالموں سے سخت حساب لینے والا ہے...جس ظلم پر عرش ہل چکا ہے...اُس ظلم کا حساب ضرور ہو گا!!!

شہدائے لال مسجد کا راستہ...راہ عمل:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے اپنے خون کے چراغ جلانے والے شہدائے لال مسجد اور جامعہ حفصہ کی شہید طالبات پوری امت کے لیے ایک نشانِ راہ چھوڑ گئے ہیں...شریعت کا نفاذ اور قرآن کا بول بالا اُسی وقت ممکن ہے جب ان ظالم حکمرانوں سے اعلانِ بے زاری کیا جائے،ناپاک فوج کی جور و ستم سے اعلانِ برأت کیا جائے اور اس کافرانہ نظام سے اعلانِ بغاوت کیا جائے...اللہ کی سرزمین پر اللہ کا نظام نافذ کرنے کے لیے جہاد و قتال کا راستہ اپنایا جائے...

(بقیہ صفحہ ۳۸ پر)

ہم شہادت دیتے ہیں!

پاکستان میں "شریعت یا شہادت" کا نعرہ لے کر اٹھنے والی تحریک کے دس سال

مصدر: شریعت یا شہادت

الحمد للہ ربّ العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی سیّد المرسلین محمد و علی آلہ و صحبہ و ذریتہ و من تبعھم باحسان الی یوم الدین و بعد

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُواْ بَلَى شَهِدْنَا

"کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا تھا کہ: کیوں نہیں؟ ہم سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔" (الاعراف: ۱۷۲)

ہمارا محبوب ربّ جس کی خاطر ہم نمازیں قائم کرتے ہیں، قربانیاں پیش کرتے ہیں، جس کی خاطر ہم جیتے ہیں اور جس کی خاطر ہم مرتے ہیں نے اپنی پاک کتاب میں ہمیں بتلا دیا کہ ایک ایسا دِن بھی آیا تھا جب ہمارے خالق و مالک نے ہمیں پیدا کیا تھا اور ہم سے پوچھا تھا کہ کیا میں تمہارا ربّ نہیں؟ اور ہم سبھی نے اس بات کا اقرار کیا تھا، بلکہ اس اقرار میں شاید حیرت کا عنصر شامل تھا کہ آپ کیوں نہیں ہیں ہمارے ربّ؟! آپ ہی تو ہیں! اور پھر ہم نے یہی کہہ کر بس نہیں کیا تھا، بلکہ اس میں خوب قوت سے اضافہ کیا تھا اور کہا تھا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں، ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ ہی ہمارے مولا ہیں، آپ ہی ہمارے پالنے والے ہیں، آپ ہی ہمارے آقا ہیں، آپ ہی ہمارے ربّ ہیں!

غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ہر ہر لمحہ اسی سوال اور پھر اقرار یا انکار کی صورت ہوتا ہے۔ کہیں یہ سوال بظاہر چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہمارے سامنے آتا ہے تو کہیں یہی سوال جانیں دینے اور جانیں لینے کی صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے۔

آج سے ٹھیک دس سال پہلے، اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک، وطنِ عزیز پاکستان کے دار الحکومت اسلام آباد میں، ہمیں اسی سوال کا سامنا تھا۔ کیا میں تمہارا ربّ نہیں؟ اور اس کے جواب دو طرح کے تھے:

1) کیوں نہیں مالک؟! آپ ہی تو ہمارے ربّ ہیں۔ مساجد کے دفاع کی خاطر، اسلام کی عظمت کی خاطر، جانیں دینے کے فیصلے ہو چکے، وصیتیں لکھی جا چکیں، کشتیاں جلائی جا چکیں، اب شریعت ہو گی یا شہادت ہو گی، لبیک لبیک، اللھم لبیک۔ اے اللہ آپ ہی تو ہمارے رب ہیں!

2) کیوں نہیں مالک؟! آپ ہی تو ہمارے ربّ ہیں۔ دنیا کے تحفظ کی خاطر، دہشت گردی کے قلع قمع کی خاطر، اپنے کمانڈر پرویز اور اس کے آقابش کی خاطر، ہم ہر حد سے گزر جائیں گے، گولیاں بھری جا چکیں، فاسفورس پھینکا جا چکا، عزتیں لوٹی جا چکیں، اب آئین کی بالا دستی ہو گی، میری آخری وارننگ ہے باہر نکل آؤ ورنہ مارے جاؤ گے! اے امریکہ ہم تیرے ہیں فرنٹ لائن اتحادی ہیں!

شہادتیں یعنی گواہیاں ہر دو طرف ہی تھیں۔

آج سات جولائی ۲۰۱۷ء ہے اور یہ ہر گز یومِ سیاہ نہیں۔ جس دن ایمان و شہادت اور جرأت و شہادت کی داستان کے ایک نئے باب کا آغاز ہو وہ یومِ سیاہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ذرا دس سال گزرنے پر اس اقرار و انکار کا جائزہ لیتے ہیں۔

اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے اور اسی کی خاطر شہادتیں پیش کرنے کی بدولت:

- پاکستان میں نفاذِ شریعت کی ایک زبردست تحریک شروع ہوئی، جس کا نعرہ شریعت یا شہادت تھا۔
- سیکولرازم، لبرل ازم، عریانی و فحاشی، بے دینی و لادینیت کا جو طوفان پرویز مشرف کی قیادت میں زور دار طریقے سے آگے بڑھا تھا وہ ٹوٹ گیا۔
- جن دشمنانِ شریعت کو کبھی شکست نہ اٹھانے کا دعویٰ تھا، گلیوں، بازاروں، شہروں، دیہاتوں، بندوبستی و قبائلی علاقوں میں شدید ہزیمت کا سامنا ہے۔
- پاکستان کا وہ مقدس 'اسلامی' آئین و قانون جو چند فرنگی لارڈوں نے تخلیق کیا تھا اور جعل سازوں نے اس پر 'اسلامی' ملمع سازی اور سونے کا پانی چڑھایا تھا کہ بارے میں ہر عام و خاص مسلمان آج جانتا ہے کہ یہ آئین و قانون کتنا اسلامی ہے؟
- آج پاکستان کا بچہ بچہ "شریعت یا شہادت" کے نعرے اور اس نعرے کے مطلب کو جانتا ہے۔ یہ نعرہ اسی نعرے کا تسلسل ہے جو آج سے ستّر برس پہلے یہاں کے اہلِ دین نے بلند کیا تھا کہ: پاکستان کا مطلب کیا؟ لاالہ الا اللہ!
- کل تک جو فوجیں، حکومتیں اور ادارے اپنے باطل نظریات کو بچانے کی خاطر اور اہلِ ایمان پر باطل عقائد و کفریات مسلط کرنے کی خاطر لال مسجد و جامعہ حفصہ کو تباہ کرنے کے لیے اتری تھیں آج اپنا وجود بچانے کی خاطر تگ و دو کر رہی ہیں۔

- ہمارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ کی عزت و ناموس کی حفاظت پاکستان کے ہر طبقہ ہائے فکر کی بنیادی ترجیح اور حق و باطل کو ماپنے کا پیمانہ بن چکا ہے۔ شہید غازی ممتاز حسین قادری رحمہ اللہ کے جنازے میں ٹھاٹیں مارتا اہلِ ایمان کا لشکر اسی کی ایک جھلک ہے۔

اس کے بر عکس، امریکہ کا ورلڈ آرڈر ماننے اور فرنٹ لائن اتحادی بن کر ''شہادتیں'' پیش کرنے کے صلے میں:

- فرنگی کا قانون نافذ کرنے اور اس کا دفاع کرنے والے ہزاروں کارندے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔
- حکومتی و بین الاقوامی تمام ہی مشینریاں شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل بوجہلی نظام کو مضبوط کرنے کے لیے میدان میں اتر آئی ہیں۔
- جو حکومتیں اور ادارے آنے والے دنوں کی حکمتِ عملیاں (strategies) اور آنے والے دنوں کے لیے واقعات 'تخلیق' کیا کرتی تھیں آج، اپنا 'آج' بچانے کی خاطر اپنی قوتیں صرف کر رہی ہیں۔
- میڈیا اور کفر کے بنائے 'فکر و دانش' کے بت کدوں میں بیٹھے روافض و سیکولر، مرتد و کافر دماغ جو کل تک اسلام کے وجود پر ہی سوالیہ نشان اٹھاتے اور اس کی جگہ قدیم بت پرست اور جدید الحاد و لادینیت کے نظام 'جمہوری سیکولرازم' کو مسلط کرنے کی باتیں کرتے تھے، آج صلیبی، درباری و سرکاری علمائے سُو کے 'اعلامیوں' اور 'بیانیوں' کی صورت میں اس حق و باطل کے معرکے کو 'شریعت' کی رُو سے باطل قرار دینے پر بغلیں بجا رہے ہیں۔
- آج پاکستان کا بچہ بچہ یہ جان گیا ہے کہ ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ'' کے اصل دشمن یہ حکومتیں، فوجیں، انٹیلی جنس ایجنسیاں، شریعت کی دشمن پولیس اور فرنگی قانون نافذ کرنے والے ادارے ہیں۔
- ہمارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے والوں پر گولیاں چلانا، گستاخ بلاگروں کو پکڑنا اور یہ کہہ کر چھوڑ دینا ''یہ بلاگر توہینِ مذہب نہیں توہینِ ریاست کے جرم میں اٹھائے گئے تھے'' خود حق و باطل کو ماپنے کا پیمانہ بن گیا ہے۔ شہید غازی ممتاز حسین قادری رحمہ اللہ کو پھانسی پر چڑھانے سے ان کے جنازے میں شریک ہونے والوں پر اپنے ہتھ کنڈے آزمانا اس 'فرنٹ لائن اتحادی' کے باطل ہونے کی ایک جھلک ہے۔

ان دو طریقوں، اقرار یا انکار کی صورت میں دو شہادتیں دی جا رہی ہیں۔ یہی شہادتیں ابراہیم و نمرود، موسیٰ و فرعون، محمدِ مصطفیٰ و ابوجہل سے لے کر آج تک دی جا رہی ہیں۔ بس انتخاب یہ کرنا ہے کہ شہادت کس کی خاطر دینی ہے۔ اللہ کے لیے یا امریکہ کے لیے۔

ان دو ناموں پر غور کیجیے اور انتخاب کیجیے کہ کس کا ساتھی ہونا ہمیں پسند ہے:

- مولانا عبد الرشید غازی شہید
- یا چیف آف آرمی سٹاف، صدرِ پاکستان جنرل پرویز مشرف؟

ان دو میں سے کون سی تہذیب ہمیں پسند ہے:

- جامعہ حفصہ اور فاطمہ و عائشہ رضی اللہ عنہن کی عفت و پاکیزگی
- یا آنٹی شمیم اور حیا باختہ مغربی جہالت؟

حق تو یہ ہے کہ ''شریعت یا شہادت'' کا نعرہ دس سال پہلے غازی عبد الرشید اور جامعہ حفصہ کی طالبات نے نہیں بلکہ چودہ صدیاں پیش تر، بلکہ اس سے بھی پہلے سیدنا آدم علیہ السلام کے دور میں لگایا گیا تھا!

یہی نعرہ فتح یاب ہے! یہی نعرہ کامیاب ہے! ہم گواہی دیتے ہیں، ہم شہادت دیتے ہیں!

وما علینا الّا البلاغ المبین۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد۔

☆☆☆☆☆☆

بقیہ: مجرمینِ جامعہ حفصہ

اس پکار پر لبیک کہنے والے افغانستان، آزاد قبائل، صومالیہ، یمن، شام، الجزائر، عراق، لیبیا سمیت دنیا بھر میں موجود ہیں... یہ آپ کا ساتھ چاہتے ہیں... باطل پرستوں کی کمر توڑنے کے لیے دامے درمے قدمے سخنے جو کچھ ہو سکتا ہے ضرور کیجیے اور اپنے مجاہد بھائیوں کے ہاتھ مضبوط کیجیے۔ یہی پیغام بناتِ حفصہ ہے اور یہی دعوت ہے لال مسجد سے اٹھنے والی تحریک کی...

مجرمینِ جامعہ حفصہ کی فہرست مرتب ہو چکی ہے... جس مجرم کو جہاں پائیں، وہیں دھر لیں اور اُن کی گردنیں مارنے کا فریضہ سرانجام دیں... مجاہدین کے دل اُس وقت تک چین و سکون سے آشنا نہیں ہو سکتے جب تک ان مجرموں سے اپنی بہنوں کی سوختہ لاشوں اور معصوم بچوں کے مسخ شدہ اعضا کے جرائم کا بدلہ نہ چکا یا جائے...

☆☆☆☆☆

دورِ حاضر کا کربلا

ام یوسف

بار بار قلم اٹھاتی ہوں کہ کسی طرح دل کا بوجھ ہلکا کروں مگر آنکھوں کے آگے آنسوؤں کا پردہ آجاتا ہے...آنکھوں میں آئے آنسو پونچھ کر خود کو گھر کے کاموں میں مصروف رکھنے کی کوشش کرتی ہوں کہ جو آزمائش وامتحان آیا ہے، اسے دماغ سے کھرچ دینا چاہتی ہوں...

ہر روز صبح اپنی امی کے فون کا انتظار کرتی ہوں جس طرح ہر شام امی کو میرا انتظار ہوتا تھا...دل چاہتا ہے آنکھ کھلے اور یہ ڈراؤنا خواب ختم ہو جائے...میں ہر شام کی طرح گھر سے نکلوں اور امی کے گھر کی طرف چل پڑوں...اس ہی طرح مسجد کے پاس سے گزرتے ہوئے اس کی دیواروں پر لکھی آیات پڑھتی جاؤں، پھر امی کے گھر کی طرف جاتے ہوئے چپکے چپکے دیکھتے ہوئے گزروں کہ دونوں بھائی کیا کر رہے ہیں...ہر وقت ان کے گرد ان کے ساتھیوں اور فیض حاصل کرنے والوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا...اتنے مصروف کہ ملاقات بہت کم ہوتی...بس گزرتے گزرتے دیکھ کر خوش ہو جاتی...

ملاقاتیوں کے خیمے کے پاس سے آگے بڑھوں تو حسان ملے، وہ حسان جسے میں نے اپنی گود میں کھلایا جو مجھے کبھی بھی اپنی اولاد سے کم نہیں لگا...وہ حسان جس نے اپنے دادا پر لکھی تقریر سب سے پہلے بند کمرے میں صرف مجھے سنائی کہ میں بھی تو اس کی لاڈلی پھپھو تھی...جب اپنی توتلی زبان میں بولنا شروع کیا، ان میٹھی باتوں سے لے کر اس تقریر تک اتنا وقت گزر گیا، میں حیران رہ گئی تھی...میری آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے تھے یوں لگا کہ ابا (مولانا عبداللہ شہید) واپس آگئے ہوں...اور اب تو میرا پیارا بھتیجا حسان بالکل دادا کی کاپی ہو گیا تھا...وہی جسامت ۱۹ سال کی عمر میں ۶ فٹ دو انچ قد...جب دیکھتی دل ہی دل میں ماشاءاللہ کہتی ...

آگے بڑھوں اور امی کے کمرے میں جاؤں اور ہمیشہ کی طرح امی کو انتظار کرتا پاؤں کہ امی کو پتہ تھا آندھی ہو کہ بارش میں ضرور پہنچوں گی...

امی! آپ سوچتی ہوں گی میں جو روز آپ کے پاس ضرور آتی تھی، آپ تکلیف میں ہوتی تو دو دو چکر لگاتی، ایک ماہ سے اوپر ہو گیا میں آپکے پاس نہیں آئی، آپ کی طبیعت پر زیادہ اونچی آواز گراں گزرتی تھی...آپ پر ایسے بم برستے رہے جن کی آواز تین چار کلو میٹر دور تک دلوں کو دہلا دیتی تھی میں پھر بھی نہیں ائی...آپ جو پرہیز کی وجہ سے دودھ اور ہلکی غذا پر گزارا کرتی تھیں...آپ کو ۸ دن پتے چبانے پڑے اور دودھ تو دودھ 'پانی بھی نہیں ملا...میں آپ کے لیے نا دودھ لے کر آئی نا پانی پہنچایا...

آپ کے لاڈلے بیٹے، میرے پیارے بھائی جو ۸ دن بھوک پیاس اور دل دہلا دینے والے دھماکوں میں بھی شیر کی طرح لڑتے اور گرجتے رہے...جنھوں نے آپ کے حکم کے مطابق ظالم کے آگے سر جھکانے کے بجائے کٹا کر یادِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تازہ کر دی۔

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے بر سرِ میداں مگر جھکی تو نہیں

ایسے بہادر بیٹے اور چہیتے پوتے کے ساتھ آپ شہید ہو گئیں میں پھر بھی نہیں آئی...آپ کا گھر جو خانہ کعبہ کے فریم شدہ غلاف اور اُحد پہاڑ کے پتھر سمیت ڈھیروں تبرکات سے بھرا ہوا تھا، مسمار کر دیا گیا ، میں پھر بھی نہیں آئی...امی میں کیسے آتی؟ یہاں تو پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا اور اب بھی میں کہاں آؤں؟ آپ کے گھر کا تو نام و نشان مٹا دیا گیا ہے...اور میں یہ بھی نہیں جانتی آپ کہاں ہیں...آپ کسی سرد خانے میں پڑی ہیں کسی گمنام جگہ دفنا دی گئی ہیں یا اس کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی گئی کسی گڑھے میں بہت سی جلی کٹی لاشوں کے ساتھ آپ کو دبا دیا گیا ہے...

وہ وفاقی وزیر جنھوں نے انہیں اپنی ماں کہا وہ بتائیں کیا ماں کے ساتھ ایسا سلوک بھی کیا جاتا ہے؟ وہ بتائیں کہ جب فاسفورس بم اندر ڈالے گے تو ان کا دم نکل بھی چکا تھا یا انہیں زندہ جلا دیا گیا؟

کیا لاشوں کو جلانے سے پہلے چیک بھی کیا تھا کہ ان سب کا دم نکل چکا ہے یا نہیں...حسان میرا بھتیجا تو اپنے چچا کے ساتھ تھا، اس کی میت فنگر پرنٹ سے کیوں پہچانی گئی؟ کیا صرف گولیاں اس حد تک بھی کسی انسان کو مسخ کر سکتی ہیں کہ پہچانا ہی نا جائے؟ اگر ایسا ہے بھی تو ایک انسان آخر کتنی گولیاں برداشت کر سکتا ہے؟ جب اس کی روح نکل جائے پھر اس کو اتنی گولیاں مارنا کہ لاش پہچانی نا جائے کہاں کی انسانیت ہے؟ کیا یہ سب اس لیے تو نہیں کیا گیا کہ میرے پیارے بھائی غازی شہید کی ہنستی مسکراتی میت دیکھ کر ظالم حکمرانوں کے سینوں پر سانپ لوٹ گئے...اس کی لحد سے آتی خوشبو سے ڈر کر ہماری امی کی میت غائب کر دی...حسان، ماموں زاد عطا محمد بھائی، پھپھی زاد انعام اللہ بھائی وغیرہ کی میتوں کو بھی اس لیے مسخ کر دیا کہ کوئی ان شہیدوں کے چہروں پر آتی مسکراہٹ نا دیکھ سکے...ان شہیدوں کو ''ہلاک'' کہنے والے یہ بات کب برداشت کر سکتے تھے؟!

میں پوچھتی ہوں وہ کتنوں کے قاتل تھے...انہوں نے کتنے ڈاکے ڈالے تھے اور کتنے اغوا برائے تاوان تھے...کیا نفاذ شریعت کی بات کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے کی کوشش کرنا واقعی اتنا بڑا جرم تھا کہ ان پر فوج ٹینکوں اور جدید ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ٹوٹ پڑے اور ۸ دن بھوکا پیاسا رکھ کر بے دردی سے شہید کر دیا جائے...اور کیا وہ واقعی اتنے بڑے مجرم تھے کہ ان کی لاشیں بھی جلا دی گئیں اور ان کے ورثا سے دیدار کا آخری حق بھی چھین لیا گیا...ملبے سے نکلنے والی غلیلیں حکمرانوں کے منہ پر ایک تمانچہ ہیں کہ انہوں نے جنگ کی تو کس سے کی...

(بقیہ صفحہ ۱۴۰ پر)

مجرمین جامعہ حفصہ کا پیچھا کیجیے!

عثمان یوسف

''آپریشن سائلنس'' ختم ہو چکا تھا، فوجی چھاؤنی میں قائم سی ایم ایچ میں پاگل اور ابنارمل فوجیوں کا علاج جاری تھا...ایک فوجی نے قیامت کا سا سماں بنایا ہوا تھا، اس کی چیخیں سب کے لیے عذاب بنی ہوئیں تھیں...وہ چیخ چیخ کر کہتا تھا ''یہ بچیاں مجھے مار دیں گی''... مگر وہاں کوئی بچیاں نہیں تھیں، جو کسی کو نظر آتی...اس سے جب پوچھا گیا کون سی بچیاں؟ تو اس نے بتایا ''لال مسجد آپریشن میں جب میں تاک تاک کر نشانہ لے رہا تھا اور معصوم طالبات پر کسی ماہر نشانہ باز کی طرح گولیاں برسا رہا تھا تو میرے ٹارگٹ پر دو بچیاں آئیں''... ''ہائے! معصوم بچیاں مار دیں گی مجھے، بچا لو مجھے!''...اس پر دوبارہ ہذیانی کیفیت طاری ہو گئی اور دوبارہ چیخنا چلانا شروع ہو گیا...جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو پھر بولنے لگا ''چھوٹی بچی جس کی عمر آٹھ نو سال ہو گی، بڑی بچی جس کی عمر گیارہ بارہ سال ہو گی، وہ کلام پاک ہاتھ میں لیے بیٹھی اس کی تلاوت میں مصروف تھی، اندھا دھند فائرنگ اور گولیوں کی بوچھاڑ میں چھوٹی بچی بھاگی کہ اپنی بڑی بہن کی اوٹ لے لے...جب دونوں کے سر برابر ہوئے اور بڑی بچی نے مجھے دیکھا، وہ مسکرائی اور میں نے ٹریگر دبا دیا!... گولی دونوں کا سر چیرتی ہوئی گزر گئی!... اب وہ لڑکیاں مجھے مارتی ہیں میرے گرد گھومتی ہیں اور میرا گلا دباتی ہیں''...آخر کار اس فوجی کو زہر کا ٹیکہ لگا کر واصل جہنم کر دیا گیا ایسے نجانے کتنے واصل جہنم ہوئے ہیں اور ہوتے رہیں گے...

''شریعت یا شہادت'' کی آواز کو ''آپریشن سائلنس'' کی گھن گرج میں دبانے والوں نے اپنے تئیں تو دبا ہی دیا تھا، جب سات دنوں تک مسلسل اس صدا کو بلند کرنے والوں پر قیامتیں توڑی گئیں...لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر ''خاموشی کے وار'' ہوئے، ہزاروں طلبہ و طالبات فاسفورس بموں کا نشانہ اس حال میں بنے کہ اُن کی ارواح تو خلد بریں کو سدھار گئیں لیکن جسم و جان کو قربان کر کے شریعت اسلامیہ کے نفاذ کی ایسی جدوجہد کی بنیاد ڈال گئیں جو اُن کے مطہر خون کی برکت سے کامیابی کے مراحل کو طے کرتی چلی جا رہی ہے!

حقیقت یہ ہے کہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ سے بلند ہونے والی ''شریعت یا شہادت'' کی پکار اس خطے میں نفاذ شریعت کی پہلی صدا ہے جو خون دے کر عام کی گئی! اور خونِ شہدا کی فطرت میں تو اللہ تعالیٰ نے سدا سے پھلنا پھولنا اور برگ و بار لانا لکھا ہے! اسی وجہ سے آج سات سال گزر گئے، لیکن صدائے ''شریعت یا شہادت'' دبنے کی بجائے توانا تر ہوتی چلی جا رہی ہے! جابر وقت نے عجب نخوت و گھمنڈ میں کہا تھا ''باہر آ جاؤ! ورنہ میں یہاں کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوں کہ مارے جاؤ گے!'' وہ بھلا ''مارے گئے''؟...آج تو فیصلہ کرنا زیادہ آسان ہو چکا ہے! لمحہ لمحہ کون مر رہا ہے اور حیاتِ جاوداں کون پا گیا؟ کون بزدل ہے جو ''ڈرتا ورتا کسی سے نہیں'' کی بھڑکیں مارتا تھا لیکن وقت آنے پر دنیا کے ایک ادنیٰ عدالتی کٹہرے میں کھڑے ہونے سے بھی تھر تھر کانپتا رہا اور مہینوں ''بیماری کا لبادہ اوڑھے'' فوجی ہسپتال میں دُبکا بیٹھا رہا بالآخر بزدلی اور بے حمیتی کا استعارہ بن کر فرار ہو جاتا ہے...اس رزیل کے مقابلے میں جرات و عزیمت والے کون ٹھہرے! وہ جو بلا خوف جانوں سے گزر کر اپنے ربِّ اعلیٰ کے دربار میں پیش ہو گئے! جو اس بات کو جان گئے تھے کہ اُس کے راستے میں اُن کے جسم و روح کا تعلق ٹوٹے گا تبھی اُن کا رب راضی ہو گا! یہی رضائے رب ہی تو تھی جو اُنہیں فاسفورس بموں سے پگھلنے کے باوجود اپنے رب کے راستے سے ذرہ برابر ہٹا نہ سکی! اُنہوں نے اس حقیقت کو پا لیا تھا کہ ''بچا بچا کر نہیں رکھنا بلکہ لٹا دینا ہے!'' بقول اقبال مرحوم:

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے، ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

وہ تو اُدھڑے جسم، پگھلے وجود اور شکستہ اعضا لے کر اُس ''آئینہ ساز'' کے ہاں جا پہنچے! پھر ''وہاں'' جو اکرام ہوا ہو گا، جو نوازشات اور مراتب اعلیٰ مقدر ہوں گے، جس رضا اور خوش نودی کے مقام کو پایا ہو گا...یہ سب ''مگر تیرے تصور سے فزوں تر ہے وہ نظارہ'' کے مصداق ہے! لیکن اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں لٹ جانے اور کٹ جانے والوں کے برسر حق ہونے کی نشانیاں یہاں بھی کسی نہ کسی صورت دکھا دیتے ہیں! لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے شہدا کی قبور سے اٹھتی بھینی بھینی خوشبوئیں! ننھے منے شہید حفاظ کی قبروں سے سنائی دیتی تلاوت قرآن کی مدھم و لطیف آوازیں! غازی عبدالرشید شہید رحمہ اللہ کا بعد از شہادت مسکراتا اور خوشیاں مناتا چہرہ! یہ مظاہر اور کرامات 'کیا اہل حق کی پہچان کروانے کو کافی نہیں؟

پھر یہ بھی کیا ہوا کہ شریعت یا شہادت کا نعرہ بظاہر تو جامعہ حفصہ کی منہدم عمارت کے نیچے دبا دیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس صدا کو اہل ایمان کے دلوں کی صدا بنا دیا...آج اس ملک کی گلی گلی اور چپے چپے پر اس نعرے کو لگانے اور اس صدا کو بلند کرنے والے اسے زمرہ ہائے 'نعرہ جات' سے نکال کر عملی نظام کی شکل میں نافذ کرنے کے لیے وزیرستان سے کراچی تک برسرپیکار ہیں! جامعہ حفصہ نہ رہی تو کیا ہوا! ہماری بہنوں کا مطہر خون اس تحریک کی بنیادوں میں گھر کر گیا، یہ پہاڑوں جیسا غم اپنی جگہ لیکن اسی خون نے ان بنیادوں کو ایسا مضبوط کر دیا ہے کہ ''آپریشن سائلنس'' سے ''ضرب کذب'' تک ہر آزمائش کے بعد اس تحریک میں مزید نکھار آتا چلا جا رہا ہے! واقعی کیا خوب کہا کہ

''شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں!''

آج دس سال بعد جہاں اپنی شہید ہو جانے والی بہنوں اور بھائیوں کے خون کا بہت سا قرض ہمارے کندھوں پر ہے وہیں اپنی اُن سیکڑوں بہنوں کی تار تار عزتوں کو بدلہ لینا بھی فرض ہے جو ''آپریشن سائلنس'' کے بعد غائب کر دی گئیں اور نظام پاکستان کے خبیث

خاکی کارندوں کے خفیہ عقوبت خانوں میں آج تک قید وبند کی صعوبتیں برداشت کررہی ہیں! اپنی ایک ایک بہن کے ایک ایک مجرم کو نہ چھوڑیں گے اور نا ہی کسی طرح کا رحم کریں گے! اکابر مجرمین کی نشان دہی پہلے بھی کی جاتی رہی ہے، ان سطور میں یاددہانی اور ان اہداف کو اذہان میں تازہ رکھنے کے غرض سے اکابر مجرمینِ جامعہ حفصہ کی فہرست دی جارہی ہے! ان مجرمین کے علاوہ اس وقت کی حکومت میں موجود ہر وزیر، مشیر، خاکی وردی میں ملبوس ہر فوجی افسر اور جوان اور سول بیوروکریسی میں موجود ہر افسر، مجاہدین کا اولین ہدف ہونا چاہیے...ان میں سے کوئی خواہ ریٹائر ہوگیا ہو یا اپنی ''خدمات'' کے ذریعے نظام سے تاحال منسلک ہو، وہ بہر حال ہمارے ہدف پر ہونا چاہیے!

پرویز مشرف، شوکت عزیز، اشفاق پرویز کیانی (ڈی جی آئی ایس آئی)، طارق مجید (کور کمانڈر راولپنڈی)، شجاع پاشا (ڈی جی ملٹری آپریشنز)، ندیم اعجاز (ڈی جی ملٹری انٹیلی جنس)، وحید ارشد (ڈی جی آئی ایس پی آر)، طارق پرویز (ڈی جی ایف آئی اے)، بریگیڈیئر اعجاز شاہ (آئی بی چیف)، کمال شاہ (سیکرٹری داخلہ)، ڈاکٹر سید اظہر حسن ندیم (آئی جی پنجاب پولیس)، افتخار احمد (آئی جی اسلام آباد پولیس)، شجاعت حسین، خورشید قصوری (وزیر خارجہ)، آفتاب احمد شیرپاؤ (وزیر داخلہ)، محمد علی درانی (وزیر اطلاعات)، پرویز الٰہی (وزیر اعلیٰ پنجاب)، خالد مقبول (گورنر پنجاب)، اعجاز الحق، شیخ رشید، فیصل صالح حیات، جاوید اشرف قاضی، جہانگیر ترین، اویس لغاری، غلام سرور، مشاہد حسین، ہمایوں اختر، شہباز حسین، وصی ظفر، بابر غوری، فاروق ستار، طارق عظیم، ریاض پیرزادہ، زاہد حامد، وسیم سجاد، ایس ایم ظفر، امیر حسین، میاں محمد سومرو......

ان بے ایمان و بے حمیت سیاسی مداریوں اور شریعت دشمن ذرائع ابلاغ کا علاج اللہ تعالیٰ نے ''لوہے'' میں ہی رکھا ہے! حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی ہلکی سی چنگاری بھی جس دل میں جل رہی ہو، اُس کے لیے ماہ جولائی کے ابتدائی ایام آتے ہی نو سال پرانے زخم پھر سے تازہ ہو جاتے ہیں...بے بسی کے وہ ایام اور معصوم بچوں کے سات دن تک فاقوں میں رہنے کے بعد جنت کے باغوں کو سدھارنا یاد آتا ہے تو دلوں میں اس متعفن اور طاغوتی نظام سے عداوت، بیر اور نفرت کے بھڑکتے شعلے 'الاؤ' میں تبدیل ہونے لگتے ہیں...

اے پاکستان کے مسلمانو! ان 'زخموں' کو مندمل مت ہونے دیجیے گا! اگر وہ [لال مسجد و جامعہ حفصہ کے شہدا] جسم و جاں پر گھاؤ کھا کر اپنے رب کی اعلیٰ جنتوں کے ابدی مکین بن سکتے ہیں تو میں اور آپ بھی ان چرکوں کو قلب و روح پر سہہ کر اور اعداء اللہ سے ان کا قرار واقعی انتقام لے کر ہی رب کے حضور سرخ روئی سے سرفراز ہو سکتے ہیں!

ان زخموں کی ''تازگی''، ایمان کی بڑھوتری کا باعث ہے، اور یہی جذبۂ ایمانی، دشمنانِ دین کے خلاف ہمارا واحد ہتھیار ہے! اپنے ہتھیار کو ان دشمنوں کے سینوں پر آزماتے رہیے اور اپنی بہنوں کے بدلے اتارتے رہیے! تاکہ قیامت کے دن اُن میں سے کوئی بھی بہن اٹھ کر ہمارے خلاف کھڑی نہ ہو اور ہمیں اس فرض سے غفلت برتنے پر گریبان سے پکڑ کر اللہ کے دربار میں مجرموں کی صفوں میں نہ دھکیل دے...اعاذنا اللہ من ذالک

☆☆☆☆☆

بقیہ: دورِ حاضر کا کربلا

وہ سیدھے سادھے لوگ اگر کسی منظم جہادی تنظیم کے ہوتے تو یوں بھوکے پیاسے شہید نا ہوتے بلکہ پوری تیاری کے ساتھ راشن اور اسلحہ کا انتظام کر کے رکھتے...ان محصور بھوکے پیاسے لوگوں پر ''فتح'' پانے میں ۸ دن لگے... کس کس سے گلہ کریں کس کس کے ہاتھوں یہاں تو حکمرانوں سے لے کر علمائے کرام کسی کے ہاتھ صاف نہیں...

اگر آپریشن کے آخری دن ایک میجر جنرل جو حکومتی ترجمان تھا، اس کے چہرے کی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی تو پریشانی علما چہروں پر بھی نہیں تھی......مجھے دکھ ہوا جب ٹی وی پر علمائے کرام کو مذاکرات کے لیے جاتے دیکھا...ان کے چہروں کا اطمینان بتا رہا تھا کہ انہیں اپنے دوست مولانا عبداللہ شہید کی اہلیہ اور بچوں سمیت ہزاروں طلبہ و طالبات کی نہ بھوک کا احساس ہے نہ ان پر برسنے والے بموں کا غم...وہ بس دنیا دکھاوے کو مذاکرات کرنے جا رہے ہیں...ان کی گفتگو اس تڑپ سے عاری تھی جو اپنی یا اپنے کسی قریبی عزیز کی اولاد کو ایسے حالات میں دیکھنے پر ہوتی ہے...پھر وفاق سے علیحدہ کر دینا بھی تو حکومت کا ایک اشارہ ہی تھا...جیسا اشارہ میڈیا کو دیا ''لاشیں نہ دکھانے کا وعدہ'' کر کے، جو انہوں نے پورا بھی کیا...

؎ وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

میں جانتی ہوں اب سب کو ضمیر شرمندہ کر رہا ہے (جن کا ضمیر زندہ ہے) کیونکہ اب تو سب ہی غم کا اظہار کر رہے ہیں، علما بھی میڈیا بھی... مگر اب وقت گزر چکا ہے...اب انصاف کے دن ان تمام شہدا سے آپ سب کی اللہ کی عدالت میں ملاقات ہوگی ...ان شاءاللہ!

[مضمون نگار، علامہ عبدالرشید غازی شہید رحمہ اللہ کی ہمشیرہ ہیں]

☆☆☆☆☆

تلوار اٹھائے بغیر پورے مسلمان نہیں بن سکتے!

فقیہ العصر حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ

جمہوری تماشوں کے گرویدہ گروہوں نے منہجِ نبوی علی صاحبہا السلام پر گرد ڈالنے اور اُسے پس انداز کرنے کے غرض سے مسلح جہاد سے انکار کی جو روش اختیار کی ہے اور ''جمہوریت واحد قابل عمل جدوجہد'' کے جس باطل نظریے کو پھیلانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہے، اس سے متعلق ہمارے اسلاف و اکابر اور متقدمین و متاخرین بالکل واضح اور دوٹوک موقف کے حامل رہے ہیں... اسلاف و اکابر کا یہی بیّن موقف اور منہج، فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی نور اللہ مرقدہ نے اپنے وعظ ''دردِ دل'' میں لگی لپٹی رکھے بغیر پوری شرح وبسط سے بیان فرمایا ہے۔ آپ رحمہ اللہ کے اسی وعظ سے لیا گیا یہ تفصیلی اقتباس قارئین کے لیے پیش خدمت ہے تاکہ وہ سرکاری و درباری طبقہ کے کتمانِ حق کو بھی جان لیں، اُن کی فکری و عملی گمراہی کو بھی خوب پہچان لیں اور دیکھیں کہ ''مسلح جدوجہد غیر شرعی ہے، جنگوں اور بندوقوں کے زور پر ملکوں کو فتح کرنے کا وقت گزر گیا، اب جمہوریت کا دور ہے، خون بہائے بغیر مستقبل کی جدوجہد کا تعین کرنا ہوگا'' جیسے صریح باطل افکار کے تار و پود فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد نور اللہ مرقدہ کیسے بکھیر رہے ہیں! حضرت والا رحمہ اللہ کا یہ وعظ ''خطبات الرشید'' جلد پنجم میں موجود ہے۔ [ادارہ]

اللہ مسلمانوں کو کیوں مرواتا ہے؟:

منافق تو طرح طرح کے حیلے تلاش کرتے رہتے ہیں، ہوسکتا ہے کہیں کسی کو خیال ہو کہ جب اللہ کو پوری زمین پر حکومت قائم کرنی ہے تو مسلمانوں کو کیوں مروا رہا ہے؟ اللہ بھی بڑا عجیب ہے مسلمانوں کو مروا رہا ہے، کہتا بھی ہے کہ مجھے مسلمانوں سے محبت ہے، اپنے بندوں سے محبت ہے، پھر ان کو مروا کیوں رہا ہے؟ ایسے ہی کافروں کو مار دے اور مسلمانوں کو حکومت دے دے۔ اس کا جواب سنئے! اللہ کو معلوم تھا کہ اس دنیا میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو یہ کہیں گے کہ اللہ مسلمانوں کو کیوں مروا رہا ہے، فرمایا:

وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ (محمد: ۴۷)

اللہ چاہتا تو تمہیں نہ مرواتا، اللہ تعالیٰ کافروں کو مار دیتا اور تمہیں حکومت دے دیتا، آرام سے بیٹھے بیٹھے حکومت کرتے رہتے، اللہ اس پر قادر ہے مگر اللہ تعالیٰ جو مروا رہا ہے وہ تو تمہارے عشق کے دعوے کا امتحان لے رہا ہے، لیلیٰ کے عاشق دے تھے نا، ایک حقیقی عاشق اور دوسرا مالیدہ کھانے والا عاشق۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ذرا تمہارا بھی تو امتحان لینا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کہاں تک صحیح ہے؟! کہیں وہی قصہ تو نہیں جیسے ایک شخص درخت کے نیچے بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ یا اللہ! اٹھالے، یا اللہ! اٹھالے، ایک شخص درخت کے اوپر چڑھ گیا، وہاں سے رسا نیچے لٹکا کر کہا: میرے بندے اسے گلے میں ڈال لے، اس نے گلے میں رسا ڈال لیا، اوپر سے اُس نے کھینچنا شروع کیا تو یہ عاشق کہتا ہے: ''نہیں نہیں، یا اللہ! بس''۔ ارے ایمان کے دعوے کرنے والو! اللہ ایمان کا امتحان لیتا ہے:

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ Oوَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ (العنکبوت: ۲،۳)

کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہوں نے آمنا کہہ دیا اور ہم نے امتحان لیے بغیر ہی تسلیم کرلیا کہ ہاں تو مومن ہے۔ دنیا میں کوئی انسان تو امتحان لیے بغیر کسی کا دعوائے محبت قبول نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کیسے کرے گا:

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ہمارا یہ دستور صرف تمہارے لیے ہی نہیں، بلکہ جب سے دنیا کو پیدا کیا ہے اسی وقت سے ہمارا یہ دستور ہے کہ ہم امتحان لے کر سچوں اور جھوٹوں کو الگ الگ کر دیتے ہیں۔ لوگوں کو دکھا دیتے ہیں کہ یہ مومن نہیں منافق ہیں جن کا چہرہ جہاد کا نام سن کر مرجھا جاتا ہے اور آنکھیں پتھرا جاتی ہیں۔ مومن وہ ہیں کہ جہاد کے نام سے ہی ان کا خون جوش مارنے لگتا ہے۔ یہ اصول ہم نے شروع سے رکھا ہوا ہے، فرمایا:

وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ (محمد: ۴۷)

اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمہیں نہ مرواتا ویسے ہی کافروں کو مار دیتا تمہیں حکومت دے دیتا مگر اللہ تماہرے عشق و محبت اور ایمان کے دعوے کا امتحان لینا چاہتا ہے۔ پھر کسی کو خیال ہو کہ امتحان تو لے لیا ہم اپنی جانیں بھی دے دیں تو ملا کیا، تجارت بھی چھوٹی، بیوی بیوہ ہوگئی، بچے یتیم ہوگئے، ہم اپنی جان سے گئے، امتحان تو لے لیا مگر دیا کیا؟ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ Oسَيَهْدِيْهِمْ وَ يُصْلِحُ بَالَهُمْ (محمد: ۴،۵)

اللہ پر ایمان آجائے، جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو جاتے ہیں اللہ ان کو اس قربانی کو ہرگز ضائع نہیں کریں گے: فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ اللہ ان کے اعمال کو ضائع نہیں کرے گا۔ سَيَهْدِيْهِمْ وَ يُصْلِحُ بَالَهُمْ اللہ تعالیٰ انہیں جنت کی راہ دکھائے گا اور ان کے تمام معاملات کو درست کردے گا اور پیچھے رہ جانے والوں کی بھی مدد کرے گا، اللہ تعالیٰ اپنے عاشق کو چھوڑے گا نہیں، حالانکہ کمال تو کوئی نہیں، جان تو تھی ہی اللہ کی دی ہوئی۔

جان دی دی ہوئی اُنہیں کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ارے بندے نے کیا حق ادا کیا؟ کون سا کمال کر دیا؟ وہ جان تو تھی ہی اسی مالک کی لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھئے، فرمایا: سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ اللہ انہیں جنت کی راہ دکھائے گا اور دنیا و آخرت کے تمام مراحل اور سب معاملات کو درست کر دے گا۔ یہ نہ سوچے کہ پیچھے جو لوگ رہ جائیں گے ان کا کیا بنے گا؟ اللہ ان کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے کہ اس بندے نے جان کیوں دی ہے؟ آگے فرمایا:

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ

اللہ ان کو جنت میں داخل کرے گا

عَرَّفَهَا لَهُمْ لمبی لمبی آیتیں تو سن لیتے ہیں، ان میں سے خاص خاص دل میں بٹھائیے

عَرَّفَهَا لَهُمْ کی تفسیر توجہ سے سنئے!

شہید جب جنت میں جائے گا تو وہاں ایئر ہوسٹس کی طرح کوئی دکھانے والی نہیں ہوگی کہ تیری نشست یہاں ہے۔ وہاں بتانے والوں کی ضرورت ہی نہیں ہوگی، بلکہ عَرَّفَهَا لَهُمْ اللہ تعالیٰ بغیر بتائے ہی شہید کے دل میں یہ القا فرمادے گا، وہ سمجھ جائے گا وہ رہا میرا محل وہ رہا۔ ارے بھاگتے چلے جاؤ، بھاگتے چلے جاؤ۔ دیکھئے کتنا مختصر سا لفظ ہے عَرَّفَهَا لَهُمْ اور مزا کتنا ہے۔ اللہ کرے کہ قرآن مجید پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق ہو جائے۔ سمجھیں گے تو پتا چلے گا کہ اس میں کیا فرمایا ہے۔ میں نے سورہ محمد کی آیتیں پڑھی ہیں۔ ان میں تین جگہیں خاص طور پر یاد رکھیں!

۱۔ جب سورہ قتال (محمد) نازل ہوئی تو منافقین کے ہوش اُڑ گئے، آنکھیں پتھرا گئیں، غشی طاری ہونے لگی۔ پھر اللہ نے فرمایا: أَوْلَىٰ لَهُمْ۔ اولیٰ کا لفظ یاد رکھیے، اس کا مطلب یہ ہے کہ آئی ان کی تباہی، ہم انہیں چھوڑیں گے نہیں!

۲۔ ذٰلِکَ، جس کی تفسیر بتا چکا ہوں پھر اسے ذہن میں دہرا لیں۔

۳۔ جب جنت میں داخل ہوں گے تو کیسے عَرَّفَهَا لَهُمْ وہاں کوئی کارڈ نہیں ہوگا، کوئی بتانے والے نہیں ہوں گے کہ آپ کو وہاں جانا ہے، وہ آپ کا محل ہے۔ ایسی افراتفری نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ شہید کے دل میں القا فرمادیں گے۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نعمتوں کی قدر کی توفیق عطا فرمائیں، شوقِ وطنِ آخرت عطا فرمائیں، جنت کا شوق عطا فرمائیں اور صحیح معنوں میں شوق تو جب ہی ہوگا کہ اس کے مطابق عمل بھی کریں۔ ایسے نہیں کہ بیٹھے بیٹھے وظیفہ پڑھتے رہیں کہ یا اللہ جنت دے دے دے، یا اللہ جنت دے دے۔ جیسے ایک شخص بیٹھا وظیفہ پڑھ رہا تھا یا اللہ! گھوڑا دے دے، یا اللہ! گھوڑا دے دے (یہ آج کل کے مسلمان کے مسلمان کی حالت کا نقشہ کھینچنے والا عجیب عبرت آموز قصہ ہے، جو حضرت والا رحمہ اللہ کے وعظ ''ہر پریشانی کا علاج'' میں ہے) ایسے جنت نہیں ملے گی، کچھ کام کر کے دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔

تارکین قتال اللہ کے عذاب کا انتظار کریں:

فرمایا یہ اعلان کر دیں کہ اگر اللہ کی راہ میں جہاد یعنی قتال کرنا چھوڑ دیا، جان لینے دینے کی باتیں چھوڑ دیں تو:

فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ (التوبۃ: ۹)

پھر اللہ کے عذاب کا انتظار کرو۔ سوچئے کہ دھمکی دینے والا کون ہے؟ کہیں یہ دھمکی ایسی نہ سمجھ لیں جیسی طالبان کو ایران دھمکی دے رہا ہے۔ ایک شخص نے ٹیلی فون پر کہا کہ ایران طالبان کو دھمکی دے رہا ہے اور اس نے کئی ممالک سے گٹھ جوڑ کر لی ہے، اس سلسلہ میں ایک وفد ایرا جارہا ہے تاکہ ان سے کچھ بات چیت کر کے انہیں افغانستان پر حملہ کرنے کرنے سے روکے۔ پھر مجھ سے کہنے لگے کہ آپ کو بھی ساتھ لے جائیں گے، میں نے تو اس کی خوب خبر لی۔ میں نے کہا: میرا اللہ کہہ رہا ہے کہ یہ دشمن کہتے ہیں کہ ہم نے گٹھ جوڑ کر لیا ہے، آپس میں اتفاق کر لیا ہے، انہیں ذرا آنے دو، دُبُر پھیر کر بھاگیں گے۔ میرا اللہ تو یہ کہہ رہا ہے، سورہ قمر میں ہے:

يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ (القمر: ۴۴)

''دشمن کہتے ہیں کہ ہم بہت سی جماعتیں اکٹھی ہوگئی ہیں''۔

فرمایا:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (القمر: ۴۵)

میں نے ٹیلی فون پر بار بار بہت چلا چلا کر اور بہت جوش سے کہا: وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ اس کے تو طوطے ہی اُڑ گئے، دل میں کہہ رہا ہوگا یا اللہ! کب چھوڑے گا، مگر میں دیر تک رگڑائی کرتا رہا اور بار بار بہت دیر تک پر جوش طریقے سے دہراتا رہا۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ان کی جماعتیں مغلوب ہوں گی، دم دبا کر بھاگیں گی، دبر یعنی پیٹھ پھیر کر بھاگیں گی، ابھی بھاگے، ابھی بھاگے۔ اللہ تو یوں کہہ رہا ہے، بات وہی ہے کہ آج کے مسلمان کو اللہ پر اعتماد نہیں کریں، اگر اللہ پر اعتماد ہو تو سارے کام آسان ہو جائیں۔ ایک حدیث سن لیں بلکہ یاد کر لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من مات ولم یغزو لم یحدث به نفسه مات علی شعبة من نفاق

جو شخص ایسی حالت میں مرا کہ اس نے کبھی مسلح جہاد بھی نہیں کیا اور مسلح جہاد کرنے کی بات بھی کبھی نہیں سوچی وہ نفاق کے شعبہ پر مرے گا، کتنی زبردست دھمکی کتنا بڑا عذاب ہے۔

اللہ پر توکل کی برکت:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک بار فارس پر حملے کے لیے نکلے۔ کسریٰ تک پہنچنے میں دریائے دجلہ حائل تھا۔ انتہائی کوشش کے باوجود کوئی کشتی نہ مل سکی۔ ادھر دجلہ میں بہت زبردست طوفان بپا تھا۔ بہت ہولناک موجوں کے تصادم سے دریا جھاگ پھینک

رہا تھا۔ پانی بالکل سیاہ نظر آرہا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دجلہ کے کنارے پر اپنے لشکر سے خطاب فرمایا، پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا:

''دشمن تک پہنچنے کے لیے اس دریا کو عبور کیے بغیر کوئی راستہ نہیں، میں نے اس سمندر کو پار کرکے دشمن تک پہنچنے کا فیصلہ کرلیا ہے''۔

پورے لشکر نے اس فیصلہ کا پر جوش خیر مقدم کیا، آپ نے حکم دیا:

''دریا میں گھوڑے ڈال دو''۔

دشمن نے یہ منظر دیکھا تو چلانے لگے: دیوانے آگئے، دیوانے آگئے۔

پھر آپس میں کہنے لگے

''تم انسانوں سے قتال نہیں کررہے، تمہارے مقابلہ میں جنات ہیں''۔

دریا میں گھوڑے اتارتے وقت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر کو یہ کلمات کہنے کا حکم دیا:

نستعین باللہ ونتوکل علیہ، حسبنا اللہ ونعم الوکیل، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

پھر آپ نے دریا میں گھوڑا ڈال دیا، ساتھ ہی پورے لشکر نے بھی بے دھڑک دریا میں اپنے گھوڑے ڈال دیے، ایک شخص نے دریا میں گھوڑا ڈالتے وقت کہا:

''اس نطفہ سے ڈرتے ہو؟''۔

پھر اس نے یہ آیت پڑھی:

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا (آل عمران: ۱۴۵)

''اور اللہ کے حکم کے بغیر کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں، اس کی معین میعاد لکھی رہتی ہے''۔

دریا میں ایسے اطمینان سے باہم باتیں کرتے جارہے تھے جیسے زمین پر چل رہے ہوں، اگر کوئی گھوڑا تھک جاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے دریا میں ٹیلا بلند فرمادیتے، وہ اس پر رک کر تازہ دم ہوکر پھر دریا میں چلنے لگتا۔ دریا کے سفر میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمارہے تھے:

حسبنا اللہ ونعم الوکیل، واللہ لینصرن اللہ ولیہ، ولیظھرن اللہ دینہ ولیھزمن اللہ عدوہ، ان لم یکن فی الجیش بغی او ذنوب تغلب الحسنات

''اللہ کی قسم! اللہ اپنے دوستوں کی ضرور مدد کرے گا اور اپنے دین کو ضرور غالب کرے گا اور اپنے دشمنوں کو ضرور مغلوب کرے گا جب تک لشکر میں ظلم نہ ہو اور نیکیوں پر گناہ غالب نہ ہو جائیں''۔

اللہ تعالیٰ کی مدد سے پورا لشکر صحیح سلامت دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچ گیا، گھوڑے دری سے نکلے تو پھریریں لے کر اپنی گردنوں کے بال جھاڑ رہے تھے اور مستی سے ہنہنا رہے تھے۔

لشکر مدائن میں داخل ہوا تو اسے بالکل خالی پایا، کسریٰ اپنی فوج سمیت وہاں سے بھاگ گیا تھا، مسلمانوں نے بے حد وحساب، بے بہا خزانے پائے۔

اللہ کے بندے یہ ہوتے ہیں، یہ ہوتا ہے توکل! جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے ہیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (محمد: ۷)

تم اللہ کے دین کے لیے کھڑے ہو جاؤ، اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنے کے لیے اسلحہ لے کر نکل پڑو تو: يَنْصُرْكُمْ اللہ تمہاری مدد کرے گا اور جو اٹھتا ہے نہیں، بلکہ یہ تو ایسا نالائق ہے کہ جہاد کا نام سن کر زمین میں دھنستا چلا جاتا ہے اس کا علاج تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کریں گے، ان شاءاللہ۔ دعا کرلیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے مسلمان سدھر جائیں تاکہ پھر انہیں ان پر محنت نہ کرنا پڑے، ان کا کام ذرا آسان ہو جائے۔

تارکینِ جہاد کے نزدیک اللہ مجرم:

مخالفین جہاد کہتے ہیں کہ مجاہدین کافروں کو مار مار کر جہنم میں پھینک رہے ہیں، اس بارے میں ایک حدیث سن لیں! ویسے تو قرآن کی صاف صاف آیتوں کو نہ مانیں وہ رسول کی بات کیسے مانیں گے؟ سنئے! صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تقاتلون الیھود حتی یختبی احدھم وراء الحجر فیقول: یاعبداللہ ھذا یھودی ورائی فاقتلہ

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور یہودیوں سے قتال ہوگا تو یہودی پتھر کے پیچھے چھپے گا، وہ پتھر آواز دے گا: ارے اللہ کے بندے! میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کر۔

مسلح جہاد کی مخالفت کرنے والوں کے خیال میں وہ پتھر بڑے مجرم ہوں گے جو یہودی کو پناہ نہیں دیں گے، عیسیٰ علیہ السلام بھی مجرم ہوئے کہ یہودیوں کو قتل کروا کروا کر جہنم میں پھینکیں گے اور ان کے نزدیک سب سے بڑا مجرم تو اللہ ہے کہ کافروں کو قتل کروانے کے لیے پورا قرآن حکم قتال سے بھر دیا، قتل کرو، قتل کرو، قتل کرو، کبھی گن کر تو دیکھیں کہ قرآن میں قتل کا لفظ کتنی جگہ ہے میرا خیال ہے کہ آپ لوگ نہیں گنیں گے کہ اگر قتل قتل تین بار کہہ دیا تو کہیں خود ہی بیٹھے بیٹھے قتل نہ ہو جائیں۔

☆☆☆☆☆

اسلامی نظام کے لیے مسلح جدوجہد

مولانا عاصم عمر دامت برکاتہم العالیہ، امیر جماعۃ قاعدۃ الجہاد برصغیر

تم بہترین امت ہو:

قرآنِ کریم نے امتِ محمدیہ علی صاحبہا السلام کی دیگر امتوں پر فضیلت کی یہی وجہ بیان فرمائی ہے۔ فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللهِ (آل عمران: ۱۱۰)

''تم بہترین امت ہو جس کو لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے، تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو...''۔

آیئے اس آیت کی تفسیر مفسرِ قرآن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے پڑھتے ہیں تاکہ ہمارے دلوں سے سارے وسوسے اور شیطانی خیالات نکل جائیں۔ نیز ہمیں پتہ چل جائے کہ وہ کون سا عمل ہے جس کی وجہ سے اس امت کو دیگر امتوں پر فضیلت عطا کی گئی ہے، اور وہ کون سا عمل ہے جس کو چھوڑنے کی وجہ سے یہ امت آج دردر کی ٹھوکریں کھا رہی ہے۔

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباسؓ یوں فرماتے ہیں:

تأمرونهم أن يشهدوا أن لا إله إلا الله ويقروا بما أنزل الله، وتقاتلونهم عليه و «لا إله إلا الله» أعظم المعروف، والتكذيب هو أنكر المنكر۔

''تم ان لوگوں کو حکم دیتے ہو کہ وہ اس کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو اللہ نے نازل کیا اس کا اقرار کریں اور تم ان سے اس پر قتال کرتے ہو (یعنی جب وہ نہیں مانتے تو تم ان سے قتال کرتے ہو) اور لا الہ الا اللہ سب سے بڑا بھلائی کا کام ہے اور اس کلمے کو جھٹلانا سب سے بڑی برائی ہے''۔[3]

امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہؓ کے حوالے سے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے:

خَيْرَ النَّاسِ لِلنَّاسِ تَأْتُونَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِي أَعْنَاقِهِمْ حَتَّى يَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ

''تم لوگوں (کافروں) کے لیے بہترین لوگ ہو۔ (کیونکہ) تم (ان سے قتال کرکے) ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر ان کو لاتے ہو (جس کی وجہ سے جب وہ تمہارے ساتھ رہتے ہیں اور اسلام کو قریب سے دیکھتے ہیں تو اس کی رواداری اور انصاف سے متاثر ہو کر) اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ (اس طرح تمہارا ان سے قتال کرنا ان کے لیے رحمت کا سبب بن جاتا ہے۔ اس لیے تم ان کافروں کے لیے سب سے اچھے لوگ ہو)''۔[4]

یہ اللہ کا قانون ہے جو احکم الحاکمین ہے۔ اس کا مذاق بنانا یا جس کا دل چاہے مانے جو چاہے اس سے بغاوت کرے، ایسا کہنا اس قانونِ الٰہی کی توہین سمجھی جائے گی۔

آپ دنیا کے کسی ملک میں بھی جائیں اور وہاں کے قانون کی خلاف ورزی کریں تو آپ سے ایسا نہ کرنے کی درخواست نہیں کی جائے گی، بلکہ آپ کو پولیس کی قوت کے ذریعے روکا جائے گا۔ اور اگر آپ یہ کہہ دیں کہ میں اس ملک کے آئین و قانون کو نہیں مانتا تو پھر آپ دیکھنا انسانوں کے بنائے ہوئے آئین سے بغاوت کی آپ کو کیا سزا دی جائے گی۔

سو آپ خود انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجیے کہ جب انسانوں کے بنائے ہوئے قانون کے باغیوں کو معاف نہیں کیا جاتا تو کیا نعوذ باللہ 'اللہ کا قانون ابلیس کے قانون سے بھی بے وقعت بنا دیا گیا کہ جو چاہے مانے اور جس کا دل چاہے اس کو پسِ پشت ڈال کر چلتا بنے۔ پھر اس کو سزا دینے کے لیے قرآن کے ماننے والوں کے پاس قوت بھی موجود نہ ہو تو کیا اللہ نے اس امت کو اسی وجہ سے فضیلت بخشی کہ اس کے قانون کی دنیا کے سامنے بے حرمتی کی جائے، کہ جس کا دل چاہے اس سے فیصلے کرائے اور جو چاہے ابلیس کے نظام سے فیصلے کرائے؟

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑنا:

امام ابن کثیرؒ نے فرمایا:

''حضرت قتادہؒ نے فرمایا: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک بار عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حج کیا۔ انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿كنتم خير أمة الآية﴾ پھر فرمایا: جو اس خیر امت میں سے بننا پسند کرتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ اس شرط کو پورا کرے، (یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے) (رواہ ابن جریر)''۔[5]

امام ابن کثیرؒ آگے فرماتے ہیں:

''اور جو مسلمان اس صفت سے محروم رہا، تو وہ ان اہلِ کتاب جیسا ہو گیا جن کی مذمت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے:

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (المائدۃ: ۷۹)

''وہ منکر سے ایک دوسرے کو نہیں روکتے تھے، بہت ہی برا تھا جو کچھ وہ کرتے تھے''۔[6]

فائدہ:

---

[3] التفسیرالکبیر؛ الجزء ۸، ص: ۱۸۰

[4] صحیح البخاري؛ الجزء ۱۴، كِتَاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، باب{ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ }

[5] تفسیر ابن کثیر؛ تفسیر سورۃ آل عمران: ۱۱۰

[6] أیضاً

یہاں یہ بات پھر یاد رہے کہ حضرت عمر فاروق نے قرآنِ کریم کی آیت ﴿کنتم خیر أمة﴾ تلاوت فرمائی، لہٰذا یہاں امر بالمعروف سے مراد اسلام کا حکم اور نہی عن المنکر سے مراد کفر سے روکنا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں یہ بیان کیا ہے کہ ابوالعالیہؒ نے فرمایا:

''قرآن میں موجود ہر امر بالمعروف سے مراد اسلام ہے اور نہی عن المنکر سے مراد بتوں (غیر اللہ) کی عبادت ہے''۔[7]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ(المائدۃ: ۶۳)

''ان کے علما و صلحا نے ان کو گناہوں کی باتوں اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکا؟ وہ جو کرتے تھے بہت ہی برا کرتے تھے''۔

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ(المائدۃ: ۷۹،۷۸)

''بنی اسرائیل میں سے جنھوں نے کفر کیا، ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم (علیہم السلام) کی زبانی لعنت کی گئی۔ یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھتے تھے۔ جو برا کام انھوں نے کر رکھا تھا، وہ اس سے باز نہیں آتے تھے۔ واقعی برا تھا وہ جو کچھ کرتے تھے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفس محمد بیدہ، لیخرجن من أمتی اناس من قبورهم فی صورة القردة والخنازیر، داهنوا أهل المعاصی، سکتوا عن نهیهم وهم یستطیعون۔

''قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! میری امت کے کچھ لوگ اپنی قبروں سے بندروں اور خنزیروں کی شکل میں نکلیں گے، (یہ وہ لوگ ہوں گے) جنھوں نے گناہ کرنے والوں کے ساتھ مداہنت سے کام لیا (ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی)، اور نہی عن المنکر کرنے سے خاموش رہے، باوجود طاقت کے''۔[8]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن القوم إذا رأوا الظالم فلم یأخذوا علی یدیه والمنکر فلم یغیروہ عمهم الله بعقابه

''کوئی قوم جب کسی ظالم کو ظلم کرتا دیکھے اور اس کو نہ روکے، اور منکر ہوتا ہوا دیکھے اور اس کو نہ روکے، اللہ ان پر عام عذاب مسلط فرما دیں گے''۔[9]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنکر أو لیسلطن الله علیکم شرارکم فلیسومونکم سوء العذاب ثم یدعو خیارکم فلا یستجاب لهم لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنکر أو لیبعثن الله علیکم من لا یرحم صغیرکم ولا یوقر کبیرکم

''...تم بھلائی کا حکم ضرور کرو گے اور برائیوں سے ضرور روکو گے، یا اللہ تم پر تمہارے بدترین لوگ مسلط فرما دیں گے، جو تمہیں دردناک عذاب دیں گے۔ اس وقت تمہارے بہترین لوگ دعائیں کریں گے لیکن ان کی دعا قبول نہیں کی جائے گی۔ تم بھلائی کا حکم ضرور کرو گے اور برائیوں سے ضرور روکو گے، یا اللہ تم پر ایسے لوگ بھیجیں گے جو تمہارے چھوٹوں پر رحم نہیں کھائیں گے اور بڑوں کی عزت نہیں کریں گے...''۔[10]

''اللہ تعالیٰ نے یوشع بن نون علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ میں تمہاری قوم کے چالیس نیک لوگوں اور ساٹھ ہزار گناہ گاروں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔ حضرت یوشع نے فرمایا، اے رب! گناہ گاروں کی ہلاکت تو سمجھ میں آتی ہے لیکن نیک لوگ؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جن پر میں غصہ ہوتا تھا، یہ (نیک لوگ) ان پر غصہ نہیں ہوتے تھے، اور ان (گناہ گاروں) کے ساتھ کھاتے پیتے تھے''۔[11]

أوحی الله إلی نبی من أنبیاء بنی إسرائیل: قل لقومك: لا یدخلوا مدخل أعدائی، ولا یطعموا مطاعم أعدائی، ولا یرکبوا مراکب أعدائی، فیکونوا أعدائی کما هم أعدائی

''اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی پر وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہو کہ میرے دشمنوں کے داخل ہونے کی جگہ داخل نہ ہوں، اور نہ میرے

[7] الإتقان في علوم القرآن: الجزء ٢، النوع التاسع والثلاثون: في معرفة الوجوه والنظائر، للعلامه عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى : 911ھ)

[8] تفسير الدر المنثور في التأويل بالمأثور: الجزء ٣، في تفسير سورة المائدة: ٧٨، ٧٩، للعلامه عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي؛ تفسير روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني: الجزء ٥، في تفسير سورة المائدة: ٧٨، ٧٩، للعلامه شهاب الدين محمود ابن عبدالله الحسيني الألوسي

[9] مسند أبي يعلى: الجزء الأول، مسند أبي بكر الصديق رضي الله عنه، أحمد بن علي بن المثنى أبو يعلى الموصلي التميمي

[10] العقوبات لابن أبي الدنيا: الجزء الأول

[11] الأمر بالمعروف النهي عن المنكر لابْنُ أَبِي الدُّنْيَا، عَبْد اللهِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ عُبَيْدِ،القُرَشِيُّ؛البَغْدَادِيُّ (208-281ھ)

دشمنوں کے کھانے کی جگہ کھانا کھائیں، اور نہ میرے دشمنوں کی سواریوں پر سوار ہوں، (اگر وہ ایسا کرتے ہیں) تو وہ میرے اسی طرح دشمن بن جائیں گے جیسے (دوسرے) میرے دشمن ہیں''۔[12]

عن مالك بن دينار، قال: قرأت في التوراة، من كان له جار يعمل بالمعاصي فلم ينهه فهو شريكه۔

''حضرت مالک بن دینارؒ نے فرمایا: میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ جس کسی کا پڑوسی کوئی برا کام کرتا ہو اور وہ اس کو نہ روکے، تو وہ اس کا شریک سمجھا جائے گا''۔[13]

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اجر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ

''ظالم حکمران کے خلاف انصاف کی بات کہنا افضل جہاد ہے''۔[14]

اس سے مراد وہ حق ہے جو اس بادشاہ کو برا لگتا ہو۔ لیکن اگر ''آئینی حدود'' میں رہ کر ''حق'' بولنے کی اجازت طاغوت کے آئین نے دی ہو، اور پھر کوئی اس حق کا اظہار کرے، تو وہ اس حدیث کی فضیلت کا مصداق نہیں کہلائے گا، کیونکہ اس حدیث میں فضیلت یہ بتا رہی ہے کہ یہ ایسا حق ہے جس میں جان جانے کا خطرہ جہاد سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اسلام میں اجر کی زیادتی تکلیف و مصائب کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

يكون في أمتي قوم يصيبون من الأجر مثل ما أصاب أولهم يقاتلون أهل الفتنة وينكرون المنكر۔

''میری امت میں ایک قوم ایسی ہو گی جو پہلے والوں کے برابر اجر حاصل کرے گی، (یہ وہ لوگ ہوں گے جو) اہلِ فتنہ سے قتال کریں گے اور منکر کو روکیں گے''۔[15]

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اعلیٰ درجہ، قتال:

امام قفال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اس امت کی دیگر امتوں پر فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ یہ امت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بڑے درجے یعنی قتال کے عمل کو کرنے والی ہے۔ کیونکہ امر بالمعروف کبھی دل سے ہوتا ہے اور کبھی زبان اور ہاتھ سے، اور اس کا سب سے مضبوط درجہ قتال ہے۔ اس لیے کہ قتال میں اپنی جان کو موت کے خطرے میں ڈالا جاتا ہے۔ اور سب سے بڑا معروف دین اور توحید ورسالت پر ایمان ہے، اور سب سے بڑا منکر اللہ کے دین کا انکار کرنا ہے، تو جہاد کے ذریعے سے دین کو سب سے زیادہ نقصان دہ چیز (کفر) سے بچایا جاتا ہے تاکہ لوگ سب سے بڑی منفعت، دین تک پہنچ سکیں۔ تو ضروری ہوا کہ جہاد کا درجہ عبادات میں سب سے عظمت والا ہو۔ تو جب جہاد (جو عبادات میں سب سے افضل و اعظم ہے) ہماری شریعت یعنی شریعت محمدیہ میں دیگر شریعتوں سے زیادہ اہمیت اور قوت کے ساتھ پایا گیا، تو یقیناً یہ چیز دیگر تمام امتوں پر ہماری امت کی فضیلت کا سبب ہے''۔[16]

امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''میرے نزدیک اس بارے میں زیادہ بہتر قول حضرات اصولیین کا ہے، کہ جہاد ایک قہری دعوت ہے (یعنی اسلام ایک ایسی دعوت ہے جس کے پیچھے طاقت کارفرما ہوتی ہو)، اس لیے جتنا زیادہ ہو، اس کو کرنا چاہیے تاکہ دنیا میں یا تو مسلمان باقی رہیں یا ذمی (وہ کافر جو اسلامی حکومت میں جزیہ دے کر رہتے ہیں)''۔[17]

اس امت کی پہچان...... سینوں میں کتاب اللہ، کاندھوں پر تلوار:

شرحِ سیر کبیر میں ہے:

تورات میں اس امت کی یہ صفت بیان کی گئی ہے:

أَنَاجِيلُهُمْ فِي صُدُورِهِمْ، وَسُيُوفُهُمْ عَلَى عَوَاتِقِهِمْ۔

''کتاب اللہ ان کے سینوں میں ہو گی اور تلواریں ان کے کاندھوں پر ہوں گی''۔[18]

وہ دعوت اور وہ شریعت جس میں اس جہاد کا تصور سب سے زیادہ اور اعلیٰ پیمانہ پر پایا جاتا ہے، وہ تمام دعوتوں اور شریعتوں سے افضل ہے۔ اس کو شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب ''حُجَّةُ اللهِ الْبَالِغَةُ'' میں یوں بیان فرمایا:

---

[12] أيضاً

[13] أيضاً

[14] سنن أبي داود؛ الجزء۱۱، كِتَاب الْمَلَاحِمِ ،بَاب الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ

[15] الفردوس بمأثور الخطاب؛ الجزء ۵، ص: ۴۵۴، لأبي شجاع شيرويه بن شهردار بن شيرويه الديلمي الهمذاني الملقب إلكيا(445 -509 ھ)

[16] التفسيرالكبير: الجزء ۸، ص: ۱۹۳

[17] روضة الطالبين وعمدة المفتين؛ الجزء الأول، ص: ۲۰۹، محي الدين أبو زكريا يحيى بن شرف النووي

[18] شرح السير الكبير؛ الجزء الأول، باب فضيلة الرباط،للإمَامُ الْأَئِمَّةِ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ السَّرَخْسِيُّ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ

''تمام شریعتوں میں زیادہ مکمل شریعت وہ ہے جس میں جہاد کا حکم پایا جائے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کو کچھ چیزوں کو کرنے اور کچھ کو نہ کرنے کا حکم فرمایا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کے غلام کسی مرض میں مبتلا ہو رہے ہوں اور اس نے اپنے خاص لوگوں میں سے ایک کو یہ حکم دیا کہ ان غلاموں کو کوئی دوائی پلائے۔ پھر اگر وہ شخص ان مریضوں کو مجبور کر کے ان کے منہ میں دوائی ڈالے تو یہ بات نامناسب نہیں سمجھی جائے گی۔ مگر شفقت و محبت کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے اس دوائی کے فوائد بیان کر دیے جائیں تاکہ وہ خوش دلی سے اس کو پی لیں۔

مگر بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے اندر حکمرانی، سرداری کی محبت، نفسانی خواہشات، اخلاق باختہ عادتیں اور شیطانی وسوسے غالب ہوتے ہیں، اور ان کے آباؤ اجداد کی رسمیں ان کے اندر بہت گہری سرایت کیے ہوتی ہیں، تو ایسے لوگ ان فائدوں پر کان نہیں دھرتے اور جس چیز کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے اس کی فکر نہیں کرتے، اور نہ اس کے فائدوں میں غور کرتے ہیں، تو ان لوگوں کے حق میں رحمت کا تقاضا یہ نہیں کہ صرف ان سے فائدے بیان کیے جائیں، بلکہ رحمت ان کے حق میں یہی ہے کہ ان پر سختی کی جائے، جس طرح تلخ دوا پلانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اور مغلوب کرنے کی یہی صورت ہے کہ جو لوگ زیادہ شریر ہوں ان کو اتنی ہی قوت سے قتل کیا جائے، یا ان کی قوت توڑ دی جائے اور ان کے مال چھین لیے جائیں تاکہ وہ بالکل بے بس ہو جائیں۔

اس صورت میں ان کی ماننے والی عوام اور ان کی اولاد خوشی اور اطاعت کے ساتھ ایمان میں داخل ہو سکتے ہیں (جیسا فتح مکہ کے بعد ہوا۔ راقم)، کیونکہ سردارانِ قوم صرف اپنی سرداری بچانے کے لیے اپنی رعایا کو حق سے روکتے ہیں۔ اسی چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصرِ روم کو لکھ کر بھیجا کہ تجھ پر (تیرے) خادموں کا وبال ہے۔ لہٰذا بسا اوقات لوگوں کو مغلوب کرنا ان کے ایمان کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے:

عَجِبَ اللّٰہُ مِنْ قَوْمٍ یَدْخُلُونَ الْجَنَّۃَ فِی السَّلَاسِلِ

''اللہ ان لوگوں پر خوش ہوگا جن کو قیامت کے دن زنجیروں میں جکڑ کر جنت میں داخل کیا جائے گا''۔[19]

نیز انسان کے حق میں یہی رحمتِ کاملہ ہے کہ اللہ اس کو حق کی طرف ہدایت دے اور ظالموں سے اس کو چھڑائے''۔

آگے شاہ صاحب ؒ فرماتے ہیں:

''تجھ کو قریش اور عرب کے حال سے سبق حاصل کرنا چاہیے جو حق کے اعتبار سے سب سے دور تھے اور کمزوروں پر ظالم ترین تھے اور باہم خونریزی کیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جہاد کیا اور ان کے سرکشوں کو، جو نہایت طاقتور اور شریر تھے، قتل کیا۔ حتیٰ کہ اللہ کا حکم ظاہر ہو گیا اور لوگ آپ کے فرماں بردار ہو گئے۔ تو اگر ان لوگوں کے خلاف شریعت میں جہاد نہ ہوتا تو رحمت (یعنی ایمان لانا۔ راقم) ان کے حق میں کیونکر حاصل ہوتی؟ نیز جب اللہ عرب و عجم سے ناراض ہو گیا تو ان کی دولت و شہنشاہیت مٹانے کا حکم دے دیا۔ سو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ ؓ کو حکم فرمایا کہ وہ اس کے راستے میں لڑیں تاکہ جو بات اللہ کو مقصود ہے، وہ حاصل ہو (یعنی اللہ کا دین غالب کر کے خلافت قائم کرنا۔ راقم)۔ وہ اس بات میں ملائکہ کی مانند ہو گئے کہ خدا تعالیٰ کا حکم پورا کرنے میں کوشش کرتے رہتے ہیں''۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ انسان کو مارنا کہاں کی شرافت ہے؟ تو اس کے جواب میں شاہ صاحب ؒ فرماتے ہیں:

''ان کا یہ عمل (قتال) سب اعمال سے بڑھ کر ہے۔ اور قتل ان کی طرف منسوب نہیں ہوتا، بلکہ اس کی نسبت حکم کرنے والے کی طرف ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ...[20]

''تم نے ان کو قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا''۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

[19] صحيح البخاري؛ الجزء ١٠، كِتَاب الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَاب الْأُسَارَى فِي السَّلَاسِلِ

[20] الأنفال: ١٧

متفقہ فتویٰ یا اسلام کا ریاستی ایڈیشن و قومی بیانیہ؟

دستخط کرنے والے حضرات سے چند سوالات

مولوی حافظ حق نواز صاحب مدّظلہ العالی

مصدر: ''شریعت یا شہادت''

ابتدائیہ:

بسم اللہ و الحمدللہ و الصلاۃ و السلام علی رسول اللہ و بعد

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا شرف و اعزاز بخشا۔ ''شریعت یا شہادت'' بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں یکم رمضان ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۷ مئی ۲۰۱۷ء کو منعقد ہونے والے سیمینار کے تناظر میں حضرت مولوی حافظ حق نواز صاحب مدّظلہ العالی کی تالیف ''متفقہ فتویٰ یا اسلام کا ریاستی ایڈیشن و قومی بیانیہ'' پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

یہ سیمینار پاکستانی صدر ممنون حسین کی سربراہی میں منعقد ہوا جس میں 'فتویٰ' کے عنوان سے ایک اعلامیہ پڑھا اور منظور کیا گیا جس پر پاکستان کے بعض علما کے نام و دستخط ثبت تھے۔ اس اعلامیے کا مقصود پاکستان میں جاری نفاذِ شریعت کی مبارک محنت کو 'حرام' قرار دینا تھا۔ میڈیا اداروں میں بیٹھے سیکولر اور رافضی دماغوں اور اہلِ علم کے رُوپ میں بعض خائن جغادریوں نے اس 'اعلامیے' کو خوب اچھالا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور ان کے غلاموں کے بارے میں زبان درازیاں کیں۔

حضرت مولوی حافظ حق نواز صاحب مدّظلہ العالی کے زیرِ نظر مضمون میں اسلام کے اس ریاستی ایڈیشن و قومی بیانیے کا قرآن و سنت کی روشنی میں تجزیہ کیا گیا ہے۔

علمائے کرام و طالبانِ علمِ دین، دردِ دل رکھنے والے اہلِ ایمان، صحافت جیسے امانت طلب پیشے سے تعلق رکھنے والے صحافیوں، مفکروں، دانشوروں اور قارئینِ ذی قدر سے گزارش ہے کہ زیرِ نظر مضمون کا خود بھی مطالعہ کریں اور دیگر اہلِ ایمان میں بھی اس خدمت کو صحیح طور سے اجاگر کریں تاکہ اہلِ حق اور اہلِ باطل کے جدید اصطلاح میں 'بیانیے' کی وضاحت ہو جائے۔

اللہ پاک اس کوشش کو مولوی حق نواز صاحب اور ''شریعت یا شہادت'' کی اعلامی ٹیم کے لیے توشۂ آخرت بنائے اور ہمیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا نفاذ کرنے کی کوشش کرنے والوں کے ساتھ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کھڑا ہونے والا بنائے، آمین یا ربّ العالمین۔

اے اللہ تُو اس کی مدد و نصرت کر جو تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مدد و نصرت کرے، اور ہمیں ان میں شامل فرما۔ اے اللہ تُو اس کو رُسوا کر جو تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو رُسوا کرنے کی کوشش کرے، اور ہمیں ان میں شامل نہ فرما۔ اے اللہ ہمیں حق کو حق ہی دکھلا دے، اور اس کی اتباع کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ ہمیں باطل کو باطل ہی دکھلا دے اور ہمیں اس کی اتباع سے اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا ربّ العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی۔

مدیر

''شریعت یا شہادت''

شوّال المکرم ۱۴۳۸ھ بمطابق جولائی ۲۰۱۷ء

الحمدللہ ربّ العالمین و الصلاۃ والسلام علی سیّد المرسلین محمد و علی آلہ و صحبہ و ذریتہ و من تبعھم بإحسان إلی یوم الدین و بعد

رمضان کی پہلی ہی تاریخ کو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے منسلک 'ادارہ تحقیقاتِ اسلامی' نے بعض علما کو ایک 'اعلامیہ' پر جمع کرنے کی بھدی سی کوشش کی۔ یہ اعلامیہ دراصل مقتدر طبقے کی ڈکٹیشن تھا اور مقتدر طبقے کی طرف سے ادارے کو یہ کام سونپا گیا تھا کہ وہ اس پر مختلف مکاتب کے بعض معروف علما کو جمع کر کے یہ تاثر دیں کہ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صدرِ پاکستان ممنون حسین اس اعلامیے پر حاضرینِ مجلس کا بہت ہی زیادہ ممنون ہوا۔ بعد ازاں اس اعلامیے کو 'متفقہ فتویٰ' کا نام دے کر خوب اچھالا گیا۔

'متفقہ فتویٰ' کے مندرجات سے قبل اس کی اصل کے حوالے سے چند باتوں کی طرف تمام اہلِ پاکستان اور اہلِ حق علمائے کرام کی توجہ مبذول کروانا ضروری ہے:

1. اس اعلامیے کو بیانیہ تو کہا جا سکتا ہے، لیکن یہ فتویٰ نہیں ہے، کیونکہ اس کی زبان اور اسلوبِ بیان دونوں ہی فتویٰ و افتاء سے مناسبت نہیں رکھتے۔ علمائے کرام جانتے ہیں کہ اِفتا کے کچھ اصول اور فتویٰ نویسی کے کچھ آداب ہوتے ہیں جن کے مطابق کوئی فتویٰ دیا جاتا ہے۔ اس اعلامیے میں ایسا کچھ نہیں۔
2. جب یہ معلوم ہو گیا کہ یہ فتویٰ نہیں ہے، سو معلوم ہو گیا کہ جن حضرات نے اس اعلامیے پر دستخط کیے ہیں، اس کے نکات کا تعین ان کی طرف سے نہیں ہوا، بلکہ یہ

اعلامیہ حکومت اور جرنیلوں کی طرف سے جاری ہوا جس پر 'ادارہ تحقیقاتِ اسلامی' نے مذکورہ حضرات سے بس دستخط ثبت کروائے۔ اس کی وضاحت خود ممنون حسین نے بھی اسی مجلس میں دے دی، جبکہ اس سے قبل نواز شریف [لا شرف لہ] نے کئی مواقع پر دین کا قومی بیانیہ جاری کرنے کی دہائی دے رکھی تھی۔

3. اس اعلامیے کی حیثیت یہی ہے کہ اس میں ریاستی حدود کے تحت اسلام کی جدید تشریح پیش کی گئی ہے۔ مسلط کردہ طاغوتی نظام کو جاری رکھنے اور اپنے اقتدار کو دوام دینے کے لیے مقتدر طبقے کو اسلام کی اسی تشریح کی ضرورت تھی۔ اس اعلامیے کا مقصد پاکستان میں حقیقی اسلام کے نفاذ کی کوششوں... چاہے وہ دعوت کے ذریعے ہوں یا قتال کے ذریعے... کو سبوتاژ کرنا اور اسے 'بغاوت' قرار دیتے ہوئے ایسے 'باغیوں' کے خلاف ریاست کی من مانیوں کو سندِ جواز فراہم کرنا ہے۔
4. اس کی 'اتفاقی' حیثیت کی قلعی تو اسی وقت کھلنا شروع ہو گئی تھی، جب اس کے بعد میڈیا پر ہی بعض حضراتِ علما نے اس کی مخالفت کر دی تھی۔ جب کہ میڈیا سے دُور، زمین پر موجود علمائے حق کا تو اعلامیے کے بطلان پر اتفاق ہے، فالحمدللہ۔
5. جن حضرات نے اس اعلامیے پر دستخط کیے ہیں، ان میں سے بیشتر تو روزِ اول ہی سے حکمرانوں اور جرنیلوں کی کاسہ لیسی میں مصروفِ عمل ہیں۔ ان سے اسی بات کی توقع تھی اور انھی کے کردار کو احبار و رہبان کی شکل میں قرآنِ مجید نے کئی جگہوں پر واضح کیا ہے اور پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان نے انھیں علمائے سوء اور ائمہ مضلین کہا ہے۔

لیکن بعضے ایسے حضرات بھی اس میں شامل ہو گئے جن کا یہ کردار نہ تھا۔ ہم ان سے ابھی بھی یہی حسنِ ظن رکھتے ہیں کہ وہ شاید حکمرانوں کے دباؤ میں آ گئے یا کسی دھوکے میں آ گئے اور انھوں نے ایسا کر دیا۔ گو یہ بات بھی علمائے حق کی شان سے بہت بعید ہے، لیکن غلطی کسی بھی انسان سے ہو سکتی ہے۔ اس لیے ایسے حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کریں اور افضل جہاد کرتے ہوئے ظالم حکمرانوں کے خلاف کلمۂ حق بلند کریں۔

تلبیسی بیانیے کا علمی تجزیہ

اب اس اعلامیے کے مندرجات کی طرف آتے ہیں۔

ذیل کی سطور میں اس بیانیے کی تمام شقوں کا جائزہ لیا جائے گا اور اس میں اعلامیہ جاری کرنے والوں کے دجل و تلبیس کو واضح کیا جائے گا، ان شاءاللہ۔

شق اول: اسلامی جمہوریہ پاکستان آئینی و دستوری لحاظ سے ایک اسلامی ریاست ہے جس کے دستور کا آغاز اس قومی و ملی میثاق قرار دادِ مقاصد سے ہوتا ہے: "اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلا شرکت غیرے حاکم ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار و اقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہے وہ ایک مقدس امانت ہے۔ نیز دستور میں اس بات کا اقرار بھی موجود ہے کہ اس ملک میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا اور موجود قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔"

تجزیہ:

یہ فریب مقتدر طبقہ اور ان کے مؤید اسکالر حضرات پچھلی کئی دہائیوں سے پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کو دے رہے ہیں کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور اس کا دستور یہ کہتا ہے کہ اسلام ہی اسلام ہو گا۔ یہاں ان حضرات سے کچھ سوالات کئے جاتے ہیں جو ان کے دجل کو بھی واضح کر دیں گے۔

1. اسلامی ریاست کون سی شرعی اصطلاح ہے اور اس کا مصدر قرآن و سنت اور فقہائے عظام کی کون سی نصوص و عبارات ہیں؟ اگر یہ اصطلاح آپ نے کسی فقہی شرعی اصطلاح کے متبادل کے طور پر استعمال کی ہے تو وہ کون سے شرعی مماثلات ہیں جس کی وجہ سے آپ نے یہ اصطلاح اس کے متوازی سمجھی؟
2. اگر آپ کے نزدیک "اسلامی ریاست" کی اصطلاح "دارالاسلام" کی شرعی اصطلاح کا متبادل ہے تو

أ. واضح کریں کہ قدیم فقہی اصطلاح کو ترک کر کے جدید مغربی اصطلاح کو اختیار کرنے اور اس کو شرعی اصطلاح کا متبادل بنانے کی کیا شرعی ضرورت پیش آئی؟

ب. اگر پاکستان "دارالاسلام" ہے، تو دنیا میں موجود ستاون ممالک جو اسلامی ہونے کے دعوے دار ہیں، کے دارالاسلام نہ ہونے کے کیا شرعی موانع ہیں؟ اگر کوئی شرعی مانع نہیں تو بیک وقت ستاون دارالاسلام اور ستاون امراءالمؤمنین ہونے کے شرعی دلائل کیا ہیں؟

ج. دارالاسلام کا حکمران "امیر المؤمنین" کہلاتا ہے۔ پاکستان میں شرعاً تنقیح کر کے واضح کریں کہ "امیر المؤمنین"، "وزیر اعظم" ہوتا ہے یا "صدرِ پاکستان" یا "چیف آف آرمی سٹاف"۔ اگر وزیر اعظم شرعاً امیر المؤمنین ہوتا ہے تو تمام صدورِ پاکستان اور افواج کے سربراہان جنھوں نے وزرائے اعظم کو بالجبر بر طرف کیا، کا شرعی حکم بتائیں۔ نیز پرویز مشرف اور اس کی افواج کا شرعی حکم کیا ہو گا جنھوں نے "امیر المؤمنین" کو گرفتار کر کے جلا وطن کیا؟ اگر "امیر المؤمنین" ان میں سے کوئی اور ہے تو اثبات کے شرعی دلائل واضح کریں۔

د. افواجِ پاکستان کے سربراہان کا شرعی حکم واضح کریں جو "امیر المؤمنین" کو اپنی قوت و جبر سے ہمیشہ مجبور و مقہور بنائے رکھتے ہیں یا ان کی

حکومتوں کے درپے رہتے ہیں جیسا کہ پاکستان کی تاریخ سے واضح و ظاہر ہے؟

ہ. ''اسلامی'' دستورِ پاکستان کے مطابق ''امیر المؤمنین''کی پانچ سالہ مدت کے لیے شرعی دلائل بیان کریں (یہاں ہم نے دستور یعنی constitution کے بنیادی مباحث، اس کا مصدر و اساس، اس کی مغربی تاریخ، اس کا اصلاً مغربی و کفری ہونا بحث کا موضوع نہیں بنایا کیونکہ ایسے حضرات کے لیے ان مباحث کا سمجھنا تقریباً ناممکن ہے)۔

3. **''دستور میں اس بات کا اقرار بھی موجود ہے کہ اس ملک میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا''**۔ ان حضرات کو اردو اتنی تو آتی ہو گی کہ وہ سمجھتے ہوں **''نہیں بنایا جائے گا''** کے الفاظ مستقبل کے لیے ایک وعدہ، یا کوئی آرزو یا امید ہو سکتے ہیں نہ کہ فی الواقع اور فی الحقیقت صورتِ حال کا بیان۔ تو کیا وعدہ کر دینا، فی الواقع موجود ہونے کی دلیل ہوتا ہے؟ کیا کسی کے یہ وعدہ کرنے پر کہ اس نے کہا ہے میں اسلام لے آؤں گا اس پر مسلمان ہونے کا حکم لگے گا؟ کیا کسی شخص کے یہ کہہ دینے سے کہ میں نماز پڑھوں گا، وہ نمازی ہو جاتا ہے؟

4. اعلامیے پر دستخط کرنے والے حضرات یہ بھی بتائیں کہ دعویٰ اور عمل اگر متضاد سمت میں چل رہے ہوں تو کیا دعوے کو حقیقت تسلیم کر لیا جاتا ہے؟ اگر کوئی فرد یہ کہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں اور اس کے بعد کھیلنے کا لباس پہن کر، کھیل کے آلات لے کر گھر سے نکلے اور وضو بھی نہ کرے اور مسجد کی مخالف سمت میں سفر کرتا ہوا کھیل کے میدان کی طرف جائے تو اس کے دعوے کو درست مان لیا جائے گا؟ دعوے کے مطابق افعال و مساعی اور آثار و قرائن ہوں تو تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ یہ دعوے میں صادق ہے نہ کہ افعال و مساعی بالکل الٹ ہوں اور اس پر مدتِ مدید بھی گزر جائے پھر بھی کہا جائے گا کہ یہ دعوے میں صادق و مخلص ہے۔ پاکستان کی اس دستوری شق کو مدتِ مدید گزر چکی اور اس کے بالکل متضاد کفری قوانین کے حق میں ریاست کی رِٹ کے نام سے جبر و استبداد بھی ظاہر و باہر ہے۔ سودی نظام کے چلانے پر اصرار ایک کھلی حقیقت ہے اور پھر بھی ان حضرات کا کہنا کہ یہ دعویٰ سچا ہے۔ اس اصول کے تحت تو دنیا کا ہر مجرم نیک اور پارسا کہلانے کا حق دار ہے۔

5. **''اس ملک میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا اور موجود قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔''** ان دونوں جملوں کا تضاد بتا رہا ہے کہ فی الحقیقت پاکستان کے قوانین دینِ اسلام کے مطابق نہیں ہیں۔ پہلے جملے میں وعدہ و دعویٰ ہے اور دوسرے میں فی الواقع صورتِ حال کا بیان ہے۔ **''ڈھالا جائے گا''** کے الفاظ کا مفہوم واضح ہے کہ موجودہ قوانین غیر شرعی ہیں اور ان کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔ آخر ان حضرات کے فتوے کی تلوار اس پر کیوں نہیں چل پائی کہ جنہوں نے یہ قرآن و سنت کے منافی قوانین بنائے ہیں کہ جنہیں ڈھالنے کی ضرورت پیش آ رہی ہے، ان قوانین اور ان حکمرانوں اور اسمبلیوں کا شرعی حکم و حیثیت کیا ہے؟ جو حکمران ان قوانین کو مسلسل بالجبر نافذ کر رہے ہیں ان کا شرعی حکم کیا ہے؟

6. سپریم کورٹ کے سودی نظام کے خلاف دائر کردہ کیس میں ججز نے کہا کہ آئین کی توضیح ہمارا کام ہے۔ ایک شق قرآن و سنت کے منافی قوانین نہ بنانے کا کہتی ہے۔ دوسری شق سودی نظام کو نافذ کرنے کا کہتی ہے۔ یہ دونوں شقیں قانونی اعتبار سے برابر ہیں۔ لہٰذا کس کو ترجیح دی جائے گی یا کس پر عمل کن حدود میں کیا جائے گا یہ سپریم کورٹ بتائے گی۔ یہ حضرات اس کے بارے میں بتائیں کہ اب ان کا فتویٰ کیا ہے؟

7. اس پر مستزاد کہ سپریم کورٹ نے یہ کہہ کر سودی نظام کے خلاف درخواست خارج کر دی کہ سود لینے والوں کو قیامت کے دن اللہ پوچھ لے گا۔ ہم نے کوئی مدرسہ نہیں کھولا ہوا۔ سپریم کورٹ کے خلاف کوئی فتویٰ؟

شق دوم: ہم متفقہ طور پر اسلام اور برداشت کے نام پر انتہا پسندانہ سوچ اور شدت پسندی کو مسترد کرتے ہیں۔ یہ فکری سوچ جس جگہ بھی ہو ہماری دشمن ہے اور اس کے خلاف فکری و انتظامی جدوجہد دینی تقاضا ہے۔

تجزیہ:

یہ حضرات ذرا وضاحت دیں کہ انتہا پسندی اور شدت پسندی کی حدود شرعاً کہاں سے شروع ہو جاتی ہیں تاکہ عامۃ الناس کو ان کی شناخت میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔ کیونکہ حکمران طبقہ تو سورۂ انفال، توبہ اور سورۂ محمد کے مضامین کو بھی انتہا پسندانہ و شدت پسندانہ قرار دیتا ہے۔ مدارسِ اسلامیہ کو انتہا پسندی کے اڈے سمجھتا ہے۔ مغرب 'من حیث المجموع' امت مسلمہ کو ہی انتہا پسند قرار دیتا ہے۔ بھارت کشمیریوں کو انتہا پسند و شدت پسند قرار دیتا ہے جب کہ پاکستان ان کی حمایت کرتا ہے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ انتہا پسندی اور شدت پسندی کی حدود قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کر دیں؟ نیز ان آیات کی بھی وضاحت کر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ[21] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا:

يا أَيُّهَا النَّبِيُّ جاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِم[22]

---

[21] ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ ''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں، (اور) آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحم دل ہیں۔'' (سورۃ الفتح: ۲۹)

[22] ﴿يا أَيُّهَا النَّبِيُّ جاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾ ''اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو، اور اُن پر سختی کرو۔'' (سورۃ التوبۃ: ۷۳)

اور اہل کتاب و مشرکین کو بدترین مخلوق قرار دیتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ[23]

اسی طرح قرآن نے کہا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ[24]

کیا یہ حضرات ان آیات کا سادہ ترجمہ اپنے بیانیے کا حصہ بنانے کے لیے تیار ہیں؟

شق سوم: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ فرقہ وارانہ منافرت، مسلح فرقہ وارانہ تصادم اور طاقت کے بل پر اپنے نظریات کو دوسروں پر مسلط کرنے کی روش شریعت کے احکام کے منافی اور فساد فی الارض ہے نیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور و قانون کی رو سے ایک قومی و ملی جرم ہے اس لیے ہم ریاستی اداروں کی جانب سے ایسی سرگرمیوں کے خلاف بھرپور جدوجہد کی درخواست کرتے ہیں۔

تجزیہ

1. فرقہ وارانہ منافرت اور مسلح فرقہ وارانہ تصادم

یہ شق بھی تلبیس و تدلیس کا مجموعہ ہے۔ اس اعلامیے کی شکل میں ایسا گورکھ دھندا تیار کیا گیا ہے کہ جس میں مدعا غائب ہے۔ پاکستان میں ہر دینی اساسی عقیدے کا بیان فرقہ واریت قرار دیا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ عقیدۂ ختم نبوت کے بیان کے باعث بھی مقدمات بھگت چکے ہیں۔ فرقہ واریت کی ابو جہلی تعریف تو یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتا تھا: ''مکہ میں سب فرقہ واریت محمد کی پھیلائی ہوئی ہے کہ بھائی بھائی اور اولاد باپ سے نبرد آزما ہے''۔ اس لیے گزارش ہے کہ دلائل سے واضح کریں شرعاً فرقہ واریت کیا ہوتی ہے؟

ان حضرات کی مراد اگر فرقہ وارانہ منافرت سے فروعات اور ذیلی فقہی مسائل پر ایک دوسرے کی تفسیق و تضلیل ہے تو ان کی بات درست ہے اور ایسا کرنا بداہتاً غلط ہے۔ لیکن اگر مراد اصولِ دین اور ضروریاتِ دین کے انکار پر خاموشی اور احکامات شرعیہ کے استہزاء اور منکرات کے پھیلاؤ پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے پہلو تہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کی توہین پر گونگا شیطان بننا ہے (اور سیاق یہی بتا رہا ہے کہ ان کی مراد یہی ہے) تو وہ قرآن کی آیت کی روشنی میں لعنت کے حق دار ہیں۔ قرآن نے اس کردار کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (المائدۃ: ۷۸)

''بنی اسرائیل کے جو لوگ کافر ہوئے ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت بھیجی گئی تھی۔ یہ سب اس لیے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی تھی، اور وہ حد سے گزر جایا کرتے تھے۔''

2. ''طاقت کے بل پر اپنے نظریات کو دوسروں پر مسلط کرنے کی روش شریعت کے احکام کے منافی اور فساد فی الارض ہے۔''

أ. **''طاقت کے بل پر اپنے نظریات کو دوسروں پر مسلط کرنے کی روش''** کا مخاطب جیسا کہ فتوے کا سیاق ہے مجاہدین کو بنایا گیا ہے۔ حیرت و افسوس ہے کہ یہاں یہ سمجھنا مشکل ہو گیا کہ طاقت کس کے پاس ہے؟ آٹھ لاکھ فوج، کارپٹ بم باری کرنے والی، طیاروں سے لیس فضائیہ اور ایٹمی آبدوزوں والی بحریہ کے پاس یا فقر و فاقہ سے اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے لڑنے والے مجاہدین کے پاس۔ نظریات کو جبر و تشدد کے ذریعے، میڈیا وار کے ذریعے مسلط حکومت و افواج کر رہی ہیں کہ مجاہدین کہ جن کو تمکین حاصل ہی نہیں۔

ب. ان حضرات کے نزدیک اگر **''طاقت کے بل پر''** مراد حکومت کے ذریعے نفاذِ شریعت ہے تو بھی اس پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے کہ جو مقصود و مطلوب ہے وہی ان کے نزدیک فساد فی الارض ہے۔ اگر مراد قتال کے ذریعے غلبۂ اسلام کی کوشش ہے تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ثابت و اظہر من الشمس اسوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو حکم دیا کہ قتال کریں:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ (الانفال: ۳۹)

''اور (مسلمانو!) ان کافروں سے لڑتے رہو، یہاں تک کہ فتنہ[25] باقی نہ رہے، اور دین پورے کا پورا اللہ کا ہو جائے۔''

اور اگر مراد یہ ہے کہ **''طاقت کے بل پر اپنے باطل اور اسلام دشمن نظریات کو دوسروں پر مسلط کرنے کی روش شریعت کے احکام کے منافی اور فساد فی الارض ہے''** تو اس جملے میں کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ لیکن یہ کام حکومتیں کر رہی ہیں، نہ کہ مجاہدین۔

ج. یہ حضرات سیدنا حسین و عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے خروج پر فتویٰ ارشاد فرمائیں کیا انہوں نے خلافتوں کے خلاف مسلح جنگ کر کے فساد فی الارض کا ارتکاب کیا؟ اگر نہیں تو آپ کا اصول کیا ہے کہ جس کی بنیاد پر آپ سودی نظام کو بالجبر قائم

---

[23] ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾ ''یقین جانو کہ اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جنہوں نے کفر اپنا لیا ہے، وہ جہنم کی آگ میں جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ لوگ ساری مخلوق میں سب سے بُرے ہیں۔'' (سورۃ البیّنۃ: ۶)

[24] ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ ''اے ایمان والو! مشرک لوگ تو سراپا ناپاکی ہیں۔'' (سورۃ التوبۃ: ۲۸)

[25] علمائے کرام فرماتے ہیں کہ 'فتنے' سے مراد ہے کفر!

رکھنے والی اور حدود اللہ کو نافذ نہ کرنے والی حکومتوں کے خلاف مسلح جدوجہد کو فساد فی الارض کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فسادِ کبیر کافروں سے موالات کو قرار دیتے ہیں اور آپ حضرات جہاد کو! قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

د. وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ (الانفال: ۷۳)

"اور جن لوگوں نے کفر اپنا رکھا ہے وہ آپس مین ایک دوسرے کے ولی وارث ہیں۔ اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا۔"

3. "اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور و قانون کی رو سے ایک قومی و ملی جرم ہے۔"

یہ حضرات قرآن و حدیث و فقہ اسلامی سے جرائم کی اقسام میں سے "قومی جرم" کی اصطلاح کا وجود و ثبوت فراہم کریں۔ نیشنل ازم کے پیروکار دنیا کے ہر کونے میں موجود ہیں اور ایسے ہی فتاویٰ اپنے ملک کے حکمرانوں کے لیے جاری کرتے رہتے ہیں۔ سعودی حکمرانوں کے لیے سرکاری علما ایسے فتاویٰ جاری کرتے ہیں کہ ان کی اطاعت تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی طرح فرضِ عین ہے اور سعودی عرب کی ریاستی حدود سے باہر سعودی حکمرانوں کے کہنے پر جہاد جاری رکھیں۔ پاکستانی فوج کے کہنے پر کشمیر بارڈر کراس کر کے ہندوستان میں جہاد فرض ہوتا ہے اور بارڈر کے اس طرف حرام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح افغانستان میں بھی جہاد حرمت و حلت کے مراحل میں آتا جاتا رہتا ہے کیونکہ افواج کی اسٹریٹیجی (strategy) کے مطابق سرکاری علما کی شریعت بھی آگے پیچھے ہوتی رہتی ہے۔ شریعت کی پاکستانی تشریح، ہندوستانی تشریح (جی ہاں ہندوستانی سرکاری علما کے نزدیک پاکستانی افواج فساد فی الارض کی مرتکب ہیں جب کہ پاکستانی سرکاری علما کے نزدیک وہ "اسلامی لشکر" ہے)، سعودی تشریح الغرض جتنے ملک اتنی لوکل تشریحات۔ ایسے حضرات کے ہاں نیشنل ازم کی شریعت کے مطابق محمدی شریعت کی تعبیر و تشریح ہوتی ہے۔

4. "اس لیے ہم ریاستی اداروں کی جانب سے ایسی سرگرمیوں کے خلاف بھرپور جدوجہد کی درخواست کرتے ہیں"

تجزیہ

یہ جملہ بتا رہا ہے کہ اس فتویٰ کا متن بھی سرکار کی جانب سے موصول ہوا ہے، ورنہ فتویٰ میں اداروں سے درخواست کا کیا مطلب ہے؟

یہ حضرات اگر سرکار کو درخواست دے رہے تھے تو عنوان فتویٰ کی بجائے "درخواست برائے انسدادِ دہشت گردی" ان کے حسبِ حال تھا۔

شق چہارم: پاکستان میں نفاذِ شریعت کے نام پر طاقت کا استعمال، ریاست کے خلاف مسلح محاذ آرائی، تخریب و فساد اور دہشت گردی کی تمام صورتیں جن کا ہمارے ملک کو سامنا ہے اسلامی شریعت کی رو سے ممنوع اور قطعی حرام ہیں اور بغاوت کے زمرے میں آتی ہیں اور ان تمام تر کا فائدہ اسلام اور ملک دشمن عناصر کو پہنچ رہا ہے۔

تجزیہ

"نفاذ شریعت کے نام پر طاقت کا استعمال" کے الفاظ سے ہی پتا چل رہا ہے کہ پاکستان میں شریعت نافذ نہیں۔ ورنہ یہ حضرات فرماتے کہ **"ایسے ملک میں جہاں شریعت نافذ ہے یہ مطالبہ کرنا کہ شریعت نافذ کی جائے، فتنہ ہے جو ناجائز اور حرام ہے"** لیکن چور ذہنیت بہر حال لفظوں کی چال بازی سے کام چلانے کی کوشش کرتی ہے اور اس پورے فتوے میں یہی ذہنیت کارفرما ہے جو منافقانہ طرزِ عمل کی غماز ہے۔

بہرحال اسی تناظر میں ان حضرات کی طرف سے کچھ فتویٰ اس پر ارشاد ہو:

1. پاکستان میں خلافِ شریعت قانون نافذ کرنے کے لیے طاقت کا استعمال کرنے والے حکمرانوں اور ان کی سیکورٹی فورسز کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اگر ان کے نزدیک پاکستان میں بالفعل شریعت نافذ ہے اور اس لیے **"شریعت نافذ کرو"** کا مطالبہ غلط ہے، تو وہ واضح کریں کہ حدود اللہ کے نفاذ کے بغیر، سودی نظامِ معیشت قائم رکھتے ہوئے بھی ملک دار الاسلام (ان کے بقول اسلامی ریاست) ہوتا ہے تو اس اصول کے تحت پاکستان کی کیا تخصیص ہے؟ دنیا کا ہر کونا دار الاسلام ہے، تو اسلامی ریاست کی اصطلاح کا پھر کیا مطلب رہ جاتا ہے؟ اور اگر ان کے نزدیک "اسلامی ریاست" قرار دینے کی صرف ایک شرط ہے کہ حکمران کا نام مسلمانوں والا ہو تو اس کے دلائل قرآن وسنت سے بیان کریں؟ اور امریکہ، برطانیہ کیوں اسلامی ملک نہیں کہ ان کے قانون کے مطابق بھی مسلمان حکمران بن سکتا۔ نیز ہندوستان کا صدر جب عبد الکلام تھا تو اس وقت ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا تھی؟ اس وقت امریکہ کی شرعی حیثیت کیا ہے کیا وہ کفری و حربی ریاست ہے؟
2. امریکی اتحاد کا حصہ بن کے پاکستان میں امریکی افواج کو اڈے دینا، انٹیلی جنس امداد مہیا کرنا، امریکہ و نیٹو کو سپلائی کے راستے اور حفاظت مہیا کرنا، مسلمانوں کو گرفتار کر کے ڈالروں کے عوض فروخت کرنا اور پاکستان کے اندر آپریشن پر کروڑوں ڈالر امریکہ سے وصول کرنا، پاکستان سے افغانستان پر حملوں کے ذریعے ۱۰ لاکھ افغانی شہید کروانا۔ ان افعال کی شرعی حیثیت کیا ہے اور ان کی مرتکب حکومتوں اور سیکورٹی فورسز کا شرعی حکم کیا ہے؟

شق پنجم: "۔۔۔خود کش حملوں کو حرام قرار دیتے ہیں"، "۔۔۔اسلام کی رو سے باغی ہیں"

تجزیہ

اس موضوع پر علمائے حق اتنا کچھ تفصیلاً لکھ چکے ہیں کہ اب اس کو حرام قرار دینے کے لیے فتویٰ جاری کرنا صرف لکیر پیٹنا ہے۔ "خود کش حملے" کا نام اور عنوان ان حضرات نے

اختیار کیا ہے ورنہ یہ ''استشہادی حملے''اور ''فدائی حملے'' ہیں۔ ہم ذیل میں ان کے جواز پر مختصراً استدلال کرتے ہیں۔

1. یہ طے شدہ اصول ہے کہ امور کے جواز و عدم جواز کا تعلق مقاصد سے ہے (الأمور بمقاصدھا)۔ ہجرت کا عمل اگر دوسرے مقصود سے ہو تو وہ ہجرت نہیں لیکن اگر اللہ کے لیے ہو تو ہجرت ہے۔ خودکشی کا ناجائز ہونا واضح طور پر دیگر اسباب کے باعث ہے جب کہ جہاد میں جان قربان کرنا تو اصل کام ہوتا ہے۔ خودکشی کا شرعی سیاق، اس کی شرعی علت اور اس کا شرعی محمل بالکل دوسرا ہے جہاد اس کا سیاق، اس کی علت اور اس کا شرعی محمل نہ کبھی کسی نے قرار دیا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جہاد تو ہے ہی مرنے مارنے کا نام۔

خود کو قتل ہونے کے لیے پیش کر دینا اور ارادتاً صرف مقتول ہی بننا قرآن سے ثابت ہے جو واضح کرتا ہے کہ نیت و مقاصد کی تبدیلی سے حکم یکسر تبدیل ہو جاتا۔ قرآن میں ارشاد ہے:

فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ (البقرۃ: ۵۴)

''اپنے آپ کو قتل کرو یہ ہی تمہارے لیے تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے۔''

بنی اسرائیل کو گوسالہ پرستی کے بعد جب توبہ کے لیے یہ حکم دیا گیا تو ایک صف کے لوگوں کو دوسروں کو قتل کرنا تھا اور ان کا کام صرف قتل ہونا تھا۔ اللہ نے اس کو خیر قرار دیا۔ لہٰذا خودکش کا لفظ صرف ان حضرات کی بدباطنی کا اظہار ہے ورنہ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے محض مقتول بننے کے عمل کو قرآن کی تائید بھی حاصل ہے اور حدیث کی بھی۔

2. قتال کا مقصود اصلاً رضائے الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے جس کا اول ذریعہ حصولِ شہادت ہے اس لیے شہادت مقصودِ قتال ہے اور تبعاً یا پھر غلبہ، قتلِ کفار اور حصولِ غنائم ہے۔ اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلُ[26]

''میری خواہش ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں۔''

اگر مقصود فتح ہوتا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم غیرِ مقصود کے حصول کی بار بار طلب نہ کرتے۔ لہٰذا اس حدیث کے مطابق فدائیین یقینی شہادت کی طرف بڑھتے ہیں اور یقیناً قتلِ کفار و مرتدین ان کے اس عمل کا لازمی نتیجہ ہوتا۔

3. قرآن کی سورۃ التوبہ کی درج ذیل آیت کی دو قرأتیں متواتر ہیں

إِنَّ اللهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ۔ ۔ ۔ (سورۃ التوبۃ: ۱۱۱)

''واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مؤمنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں کہ جنت اُنہی کی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں قتل کرتے بھی ہیں، اور قتل ہوتے بھی ہیں''

پہلی کے مطابق فَيَقْتُلُون ويُقْتَلُون، (وہ قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں) اور دوسری میں فيُقْتَلون وَيَقْتُلُون (وہ قتل ہوتے ہیں اور قتل کرتے ہیں) ہے۔[27] دوسری متواتر قرأت میں پہلے قتل ہوتے اور پھر قتل کرتے ہیں، ہے۔ قتل ہو کر قتل کرنا صرف اسی صورت میں عملی شکل اختیار کر سکتا ہے جب استشہادی حملہ کیا جاتا ہے۔ قرآنی اعجاز ہے کہ اس کی ایک متواتر قرأت کا مدلول صرف استشہادی حملے ہی بنتے ہیں ورنہ اس کی کوئی بھی تاویل و توجیہ نہیں بنتی۔ جو تاویل کی گئی ہے وہ صرف یہی ہے کہ پہلی قرأت میں دشمن کو مارنے کی تحریض ہے اور دوسری میں شہید ہونے کی تحریض۔ لیکن یہ سوال تو باقی رہ جاتا کہ مقتول ہو جانے کے بعد قتلِ کفار کیسے ہو سکتا ہے؟ لہٰذا قرآن کی اس آیت کا مدلول و محمل استشہادی حملہ ہے۔

4. یہ حضرات بتائیں کہ اسلام کی رو سے اپوزیشن کی شرعی حیثیت کیا ہے جو ہر وقت ''امیر المؤمنین'' کے درپے رہتی ہے۔ اور موجودہ سیاسی صورت حال میں عمران خان اور اس کی جماعت کیوں شرعاً باغی نہیں ہیں حالانکہ ''امیر المؤمنین'' کو اصل میں ان سے حکومت کے خاتمے کا خطرہ ہے نہ کہ جہادی جماعتوں سے؟ اگر وہ شرعاً باغی ہیں تو کیا ان کی جماعت کو ختم کر دینا اور سب کو قتل کر دینا شرعاً درست ہے؟ نیز باغیوں کی اس جماعت کو ایک صوبے میں تسلط بھی حاصل ہے وہاں ان کی حکومت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

شق ششم: دینی شعائر اور نعروں کو نجی عسکری مقاصد اور مسلح طاقت کے حصول کے لیے استعمال کرنا قرآن وسنت کی رو سے درست نہیں۔

تجزیہ

عجیب پُر فریب قسم کی جملے بازی ہے جس کا مفہوم متعین کرنا ہی مشکل ہے۔ یہ حضرات وضاحت کریں کہ

1. دینی نعرے کون سے ہوتے ہیں؟
2. اور کس اصول سے کوئی نعرہ دینی کہلاتا ہے؟
3. نواز شریف زندہ باد کا نعرہ دینی ہے یا لادینی؟
4. نیز نجی عسکری مقاصد سے کیا مراد ہے؟

26 صحيح بخاری

[27] حجة القرأت۔لابی زرعه ابن زنجله، ص ۳۲۵

5. اور ان مقاصد کا مطلقاً حرام ہو جانا کیسے قرآن و سنت کا مدلول ہے؟

شق ہفتم: "جنگ اور قتال کو شروع کرنے کا اختیار صرف اسلامی ریاست کو ہے"

تجزیہ

1. اگر اسلامی حکومت کو ہی اختیار ہے اور اسی کا فریضہ ہے تو یہ حضرات ان حکومتوں کے خلاف فتویٰ دیں جو اس فریضے سے مسلسل غفلت بلکہ اس کے متضاد تمام اہلِ کفر سے موالات پر تلی ہوئیں ہیں۔ حیرت ہے کہ حکمران اپنے بنیادی فریضہ ادا نہیں کر رہے اور فتویٰ ان کے خلاف ہے جو اس کے احیاء کے لیے تن من دھن لٹا رہے۔

2. یہ حضرات ایک نصِ قرآنی پیش کریں جس کا سیاق، مدلولِ اول اور عبارت یہ بیان کرتی ہو کہ قتال کی مخاطب صرف اسلامی حکومت ہے۔ قرآن مجید کی بیسیوں آیات قتال کے موضوع پر ہیں، ایک آیت بھی اس پر نص نہیں کہ قتال اسلامی حکومت کے بغیر جائز نہیں۔ ذیل میں دو آیات پیش کی جاتی ہیں جس کو ادنیٰ بھی خدا کا خوف ہو گا وہ کبھی یہ نہیں کہے گا کہ ان آیات کا مخاطب حکومت ہے نہ کہ اہلِ ایمان۔

أ. كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئاً وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئاً وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

"تم پر (دشمنوں سے) جنگ کرنا فرض کیا گیا ہے، اور وہ تم پر گراں ہے۔ اور یہ عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بُرا سمجھو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو، حالانکہ وہ تمہارے حق میں بُری ہو۔ اور (اصل حقیقت تو) اللہ جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے۔" (البقرۃ:٢١٦)

ب. إِنَّ اللهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْداً عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

"واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مؤمنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں کہ جنت اُنہی کی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں قتل کرتے بھی ہیں، اور قتل ہوتے بھی ہیں۔ یہ ایک سچا وعدہ ہے جس کی ذمہ داری اللہ نے تورات اور انجیل میں بھی لی ہے، اور قرآن میں بھی۔ اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہو؟ لہٰذا اپنے اُس سودے پر خوشی مناؤ جو تم نے اللہ سے کر لیا ہے۔ اور یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔" (سورۃ التوبۃ:١١١)

3. قرآن مجید میں اسلامی حکومتوں کے حکمرانوں کی ذمہ داری بیان کرتے ہوئے کہا گیا:

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (الحج:٤١)

"یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور لوگوں کو نیکی کی تاکید کریں اور برائی سے روکیں"۔

اس آیت میں اقامتِ صلاۃ اور ایتائے زکاۃ حکمرانوں کا فریضہ قرار دیا گیا۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اقامتِ صلاۃ جس کو براہِ راست حکمرانوں کا فریضہ تصریحاً قرار دیا گیا اس کے بارے یہ حضرات نہیں کہتے کہ مساجد، اذان و نماز اور ائمہ کی تقرری حکمرانوں کا کام ہے لہٰذا کوئی مسلمان خود نہیں کرے گا۔ بلکہ پاکستان میں سوائے اوقاف کی مساجد کے سب مساجد ذاتی سطح پر بنائی جاتی ہیں۔ پورا نظامِ صلاۃ لوگوں نے قائم کیا ہوا ہے۔ آخر کون سا اصول ہے جس کے تحت یہ جائز بلکہ واجب ہے حالانکہ تصریحاً اس کے مخاطب حکمران ہیں اور جہاں مخاطب حکمران نہیں ہیں وہ صرف ان کی مرضی سے ہو سکتا ہے؟

اسی طرح لوگ انفرادی زکاۃ دیتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد میں انفرادی طور پر زکاۃ دینے کی کوئی نظیر نہیں موجود۔ اور زکاۃ جمع کرنے کے مخاطب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیتِ حکمران ہیں، چنانچہ ارشاد ہے:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ (التوبۃ:١٠٣)

"(اے پیغمبر) ان لوگوں کے اموال میں سے صدقہ وصول کر لو جس کے ذریعے تم انہیں پاک کر دو گے"۔

لیکن یہاں حقیقتِ حال تو یہ ہے کہ یہ حضرات خود انفرادی زکاتیں وصول کرتے ہیں اور شکم پروری کرتے ہیں۔

4. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر قتال کی نظیر ابو جندل رضی اللہ عنہ اور ابو بصیر رضی اللہ عنہ کا قتال ہے۔ انہوں نے بڑا عرصہ کفار کے خلاف ایک جتھہ تشکیل دے کے قتال کیا اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خط لکھ کر مکہ کے مسلمانوں کو ان کے ساتھ مل جانے کا مشورہ دیا اور اس کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ تو اجازت طلب کی اور نہ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکیر فرمائی۔ پھر حدیث:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ أَوْ دُونَ دَمِهِ أَوْ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ[28]

---

[28] سنن ابی داؤد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنا مال (بچاتے ہوئے) مارا جائے وہ شہید ہے، جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرنے میں مارا جائے وہ شہید ہے، یا اپنے آپ کو بچانے میں یا اپنے دین کو بچانے میں مارا جائے وہ شہید ہے۔''

واضح طور پر چار مقاصد کے لیے قتال کا جواز دیتی ہے جس کا حکومت کی اجازت سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ حدیث حکومت کے خلاف اپنے مال کی حفاظت میں قتال کو جائز قرار دیتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل منقول ہے:

أَرْسَلَ مُعَاوِيَةُ إِلَى عَامِلٍ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ الْوَهْطَ فَبَلَغَ ذَلِكَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو فَلَبِسَ سِلَاحَهُ هُوَ وَمَوَالِيهِ وغِلْمَتُهُ وَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ مَظْلُومًا ،فَهُوَ شَهِيدٌ» فَكَتَبَ الْأَمِيرُ إِلَى مُعَاوِيَةَ أَنْ قَدْ تَيَسَّرَ لِلْقِتَالِ۔ وَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ» فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ: أَنْ خَلِّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَالِهِ

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عامل کے پاس مراسلہ بھیجا کہ الوھط نامی (طائف میں واقع) زمین لے لے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا اسلحہ پہنا اور ان کے موالی اور لڑکوں نے بھی۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا (جو اپنے مال کے لیے مظلوماً مارا گیا وہ شہید ہے) تو امیر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ قتال کے لیے تیار ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اپنے مال کے لیے مارا گیا وہ شہید ہے۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ان کے مال اور ان کے درمیان راستہ چھوڑ دو۔''

5. یہ حضرات قرآن کی دو آیتوں میں جوہری فرق بتائیں کہ ایک کا مطلب یہ بن جائے کہ حکومت کی مرضی سے یہ کام ہوگا اور دوسری کا مطلب یہ ہو کہ سب انفرادی طور پر کریں گے۔ قرآن میں ہے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ[29] اور قرآن میں ہے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ[30]۔

6. فقہاء کے ہاں اگر اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ حکمران قتال کریں تو وہ اس کا ذکر ان کے فریضے کے طور پر کرتے ہیں نہ کہ استحقاق کے طور پر کہ چاہے تو قتال کریں اور چاہے تو نہ کریں، کسی مسلمان کا کوئی حق و فرض نہیں۔ یہ آج کے اسکالرز کو سوجھی ہے کہ فرض کو حق بنادیا۔ نیز فقہاء نے اس کا تذکرہ انتظاماً کیا ہے نہ کہ اس کو شرعاً شرط قرار دیا ہے۔ فقہاء کا قتال کے فریضے کو حکمرانوں کے ذمہ ڈالنا ان کو دینی طور پر مستعد رکھنے کے لیے تھا، نہ کہ جہاد کو معطل کرنے کے لیے۔ یہ آج کے سرکار نواز علما کو صلیبی فہم سے سمجھ آیا ہے کہ قتال نہ کرنے پر بھی فتویٰ ان کے خلاف نہیں دیا جائے گا بلکہ قتال کا فریضہ سرانجام دینے والوں کے خلاف ہوگا۔

شق ہشتم: ''اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تمام شہری، دستوری و آئینی میثاق کے پابند ہیں جس کی رو سے ان پر لازم ہے کہ وہ بہر صورت حب الوطنی اور ملکی و قومی مفادات کا تحفظ پہلی ترجیح کے طور پر کریں۔''

تجزیہ:

1. دین قومیت و وطن پرستی پر ایمان لانے والے حضرات کے کج فہم کے لیے اقبال رحمہ اللہ کا ایک شعر پیشِ خدمت ہے۔ اقبال نے وطن پرستی کے بارے کہا تھا۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

2. کوئی میثاق و معاہدہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے مقابل نہیں آسکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَمَنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ لَهُ وَلَا طَاعَةَ [31]

''سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے چاہے اسے پسند ہو کہ ناپسند جب تک کہ اسے گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ پس جسے گناہ کا حکم دیا جائے تو نہ سننا ہے اور نہ اطاعت کرنا''۔

اسی طرح حکمران کے کفرِ بواح کی صورت میں ان سے منازعت اور لڑائی واجب ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: دَعَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَا ، وَأَخَذَ عَلَيْنَا السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا ،وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا ، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، قَالَ: إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا ،عِنْدَكُمْ مِنَ اللهِ فِيهِ بُرْهَانٌ [32]

''عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں طلب فرمایا پھر ہم نے ان سے بیعت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے سمع و طاعت پر بیعت لی چاہے ہم نشاط میں ہوں یا مجبوری میں، ہماری حالت تنگ دستی کی ہو یا فراخی کی۔ یا چاہے ہم پر دوسروں کو

[29] تم پر قتال فرض کیا گیا۔ (سورۃ البقرۃ:۲۱۶)

[30] تم پر روزے فرض کیے گئے۔ (سورۃ البقرۃ:۱۸۳)

[31] (مصنف ابن ابی شیبہ)

[32] (سنن الكبرىٰ للبيهقي)

ترجیح دی جائے اور اس بات کی کہ ہم اہلِ امر کی مخالفت نہیں کریں گے،
فرمایا: سوائے اس کے کہ تم ان میں کفرِ بواح دیکھو اور تمہارے پاس اس کے بارے کھلی دلیل موجود ہو۔"

اور سودی نظام کو بالجبر مسلط کرنے، اس کے خلاف ہر کوشش کو سبوتاژ کرنے سے بڑھ کر کون سا کفرِ بواح ہو گا۔

3. **"حب الوطنی اور ملکی و قومی مفادات کا تحفظ پہلی ترجیح"** ہر گز پہلی ترجیح یہ نہیں ہیں! قرآن نے ترجیح کے بارے میں تصریحاً، نصاً بتادیا کہ پہلی ترجیح ہر صورت اللہ اور اس کا رسول اور جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ إِنْ كانَ آباؤُكُمْ وَأَبْناؤُكُمْ وَإِخْوانُكُمْ وَأَزْواجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوالٌ اقْتَرَفْتُمُوها وَتِجارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسادَها وَمَساكِنُ تَرْضَوْنَها أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ وَجِهادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللهُ بِأَمْرِهِ وَاللهُ لا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفاسِقِينَ (التوبة: ۲۴)

"(اے پیغمبر! مسلمانوں سے) کہہ دو کہ: اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، اور تمہارا خاندان، اور وہ مال و دولت جو تم نے کمایا ہے اور وہ کاروبار جس کے مندا ہونے کا تمہیں اندیشہ ہے، اور وہ رہائشی مکان جو تمہیں پسند ہیں، تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے، اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں، تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرمادے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو منزل تک نہیں پہنچاتا۔"

اس آیت میں نسل و قومیت (آباؤُكُمْ وَأَبْناؤُكُمْ وَإِخْوانُكُمْ وَأَزْواجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ)، مال وتجارت (وَأَمْوالٌ اقْتَرَفْتُمُوها وَتِجارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسادَها) اور وطنیت (وَمَساكِنُ تَرْضَوْنَها) سب کے مقابل پہلی ترجیح اللہ، اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کو قرار دیا گیا ہے۔

شق نہم: "ضربِ عضب اور ردالفساد کے نام سے شروع آپریشن کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔"

تجزیہ:

اس شق پر کسی قسم کے تجزیہ و تبصرے کی ضرورت نہیں کیونکہ اہلِ حق بھی اور اہلِ باطل بھی بخوبی جانتے ہیں کہ یہ آپریشن امریکی فرنٹ لائن اتحادیوں اور بھارت نواز حکومتوں، فوجوں، پولیس و دیگر 'قانون' نافذ کرنے والے اداروں کی طرف سے محمد رسول اللہ صلی اللہ کی ناموس و شریعت، امہات المؤمنین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا دفاع کرنے والوں کے خلاف شروع کیا گیا ہے جس میں ہوائی امداد براہِ راست امریکہ خود یہ کلمات لکھے جانے تک فراہم کر رہا ہے۔

اہلِ حق کا بیانیہ!

علماو مجاہدینِ اہلِ حق کو کسی بیانیے کی ضرورت نہیں کہ ان کا بیانیہ کتاب اللہ اور سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

درج بالا سطور قومی بیانیہ جاری کرنے والوں کی تلبیس کو واضح کرنے کے لیے لکھی گئیں، ورنہ جہاد کو اس طرح کے سیکڑوں بیانیوں سے کوئی خطرہ نہیں۔ قرآن کی اس آیت سے اس مضمون کا اختتام کیا جاتا ہے۔

يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكافِرِينَ يُجاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلا يَخافُونَ لَوْمَةَ لائِمٍ ذلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشاءُ وَاللهُ واسِعٌ عَلِيمٌ

"اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کردے گا جن سے وہ محبت کرتا ہو گا، اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے جو مومنوں کے لیے نرم اور کافروں کے لیے سخت ہوں گے۔ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے جو وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، اور اللہ بڑی وسعت والا، بڑے علم والا ہے۔" (سورۃ المائدۃ: ۵۴)

وما علينا إلّا البلاغ المبين
و آخر دعوانا أن الحمدلله ربّ العالمين
وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد

☆☆☆☆☆

"بطور امت ہم اللہ رب العزت کو جوابدہ ہیں۔ وہ امت کے جس کی مثال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جسم سے دی، اگر ایک عضو تکلیف میں ہو تو تمام جسم تڑپ اٹھے۔ ہمیں بخار ہو جائے تو نیند چھوٹ جاتی ہے، کیا ہماری نیند اپنے بھائیوں کی تکالیف پر بھی چھوٹتی ہے؟ کیا ان کی تکالیف ہمیں بے چین کرتی ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے، تو ہمیں اپنے آپ سے سوال کرنے کی ضرورت ہے، کیا ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بھی ہیں؟"

شیخ انور العولقی رحمہ اللہ

نصرتِ دین کے امین...انصار

فیضان چودھری

ابتدائیہ: برادرم فیضان چودھری کے ایک رفیقِ جہاد کے قلم سے

الحمدللہ ربّ العالمین و الصلاۃ و السلام علی رسولہ الکریم و بعد

ایک عرصے سے اس امر کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ جہاد فی سبیل اللہ جیسی عظیم عبادت کی ادائیگی اور نفاذِ شریعتِ محمدی علی صاحبھا السلام جیسی مبارک محنت کے عمل میں ریڑھ کی ہڈی کی مانند اساسی حیثیت رکھنے والے 'انصار' سے متعلق اردو زبان میں کوئی مضمون پیش کیا جائے۔ انصار اللہ اور انصار المجاہدین فی سبیل اللہ کا ایک ایسا احوال جو عصرِ حاضر کے جہاد اور شریعت کے نفاذ کی موجودہ زمانے میں جاری محنت کو اجاگر کرے۔ بالخصوص پاکستان و برِّصغیر میں جاری جہاد کی بابت جہاں نصرتِ دین و جہاد کا بنیادی کام وزیرستان و دیگر قبائل سے تعلق رکھنے والے افراد نے کیا۔

انصار کے ناموں کی فہرست جب سردارانِ انصار حضراتِ اہلِ مدینہ رضی اللہ عنہم سے شروع ہو گی تو ہوتے ہوئے برِّصغیر میں جہاد کے مجدد، قاطعِ شرکیات و بدعات، امیر المؤمنین سید احمد شہید رحمہ اللہ کے انصار جن میں ارباب بہرام خان اور درویشانِ قندھار کا نام بالخصوص شامل ہے تک آئے گی۔ پھر یہی فہرست امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد اور امیر ملا نیک محمد وزیر اور امیر ملا بیت اللہ محسود رحمہم اللہ کے ساتھ کئی اور گمنام افغان، وزیر، محسود، داوڑ اور دیگر قبائلی انصار کے ناموں کے ساتھ آگے بڑھے گی۔ زیرِ نظر مضمون اسی گمنام فہرست میں موجود چند ناموں پر سے پردہ اٹھانے اور اہلِ ایمان کو ان کی خبر دینے کی کاوش ہے۔ یہ انصار اسی کاروانِ دعوت و عزیمت کا حصہ ہیں جو چودہ قرن سے حق کی علامت اور باطل کی ذلت و پسپائی کی مجسم تصویر ہے۔ اللہ پاک ان سب انصار پر رحم فرمائیں اور ہمیں جنت میں، ہمارے ان انصاری بھائیوں کے ساتھ مہاجرین و انصار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قدموں میں جگہ عطا فرمائیں، آمین۔

فیضان چودھری ایک دردِ دل رکھنے والے مجاہد فی سبیل اللہ ہیں جنہیں اللہ پاک نے کئی مشائخِ جہاد سے مستفیض ہونے کی سعادت بخشی۔ ہجرت و جہاد کے اس راہی نے یہ مضمون ہجرت و جہاد کی سرزمین افغانستان کے صحراؤں، پہاڑوں، دشتوں اور وادیوں میں فرعونِ عصر امریکہ کے خلاف برسرِ جہاد رہتے ہوئے لکھا ہے۔ زیرِ نظر مضمون ہر ادیب اور لکھاری کے لیے ایک مثال ہے، ہر صحافی اور قلم کار کے لیے حجت ہے کہ جو 'جہاد بالقلم' اور 'جہاد باللسان' جیسی عظیم عبادتوں کو ادا کرنے کا دعوے دار ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ محبوب بھائی 'فیضان چودھری' کے اس مضمون کا فیضان عام فرمائیں اور مضمونِ ہذا کو ان کی آخرت کا توشہ اور دنیا میں ہدایت پر ثابت قدم رہنے کا ذریعہ بنائیں۔ اللہ پاک ہمارے ان محبوب بھائی کے ایمان و عزت، جان و مال اور قلب و عقل کی حفاظت فرمائیں اور انہیں راہِ حق پر استقامت عطا فرمائیں۔ اللہ پاک یہ دعائیں ہم سب کے حق میں قبول فرمائیں۔

وصلی اللہ علی النبی۔ و آخر دعوانا ان الحمدللہ ربّ العالمین۔

یوں تو مسلم امت کے جہاد کی ساری تاریخ ہی انصار و مہاجرین کے ایمانی رشتے اور قلبی وابستگی پر مبنی ہے لیکن چونکہ عصرِ حاضر کے مہاجرینِ غرباء پر تو بہت باتیں مل جاتی ہیں، ان کی زندگیوں پر لکھنے والے بھی بہت سے لوگ ہیں مگر عصرِ حاضر کے جہاد کے ایک اہم ستون یعنی انصار کے بارے میں بہت سی معلومات، ان کی سیرتیں اور ان کے فضائل تشنہ ہیں۔ یقیناً ان عظیم انصارِ افغانستان و وزیرستان نے اس دور میں بھی اوس و خزرج کی یادیں تازہ کی ہیں اور ان کے بعض ایسے واقعات ہیں جو اگر دل کی آنکھوں سے انسان پڑھے تو شاید اس ایمانی رشتے کی یاد تازہ ہو جائے جو چودہ صدیوں قبل مدینے کی بستی میں قائم ہوا تھا اور جس کی خاطر فتحِ مکہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعتِ انصار سے وہ تاریخی خطاب فرمایا جو تا قیامت انصار کے ساتھ تعامل اور ان کی قربانیوں کے اعتراف کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے انصار کے لوگو! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے علاقے میں واپس پلٹو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا، اگر سارے لوگ ایک راہ چلیں اور انصار دوسری راہ چلیں تو میں انصار کی راہ چلوں گا۔ اے اللہ رحم فرما انصار پر، اور ان کے بیٹوں پر اور ان کے بیٹوں کے بیٹوں (پوتوں) پر"۔

اور یہ بات سن کر انصار کی رو رو کر داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں اور انہوں نے وہ تاریخی الفاظ فرمائے کہ

"ہم راضی ہیں کہ ہمارے حصے اور نصیب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں"۔

چنانچہ رہتی دنیا تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے جو نسبت مہاجرین کو ہے وہی نسبت انصار کو بھی حاصل رہے گی۔ یقیناً موجودہ دور میں جہاں دین کے حاملین کی نصرت اور اس عظیم دین کو پھیلانے کی خاطر جو مہاجرین بر سرِ پیکار ہیں وہیں انصار بھی اس ساری قربانی میں برابر کے شریک ہیں۔ اسی لیے جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینے پہنچے تو انصار کی ایک خاتون نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ایسا تاریخی قصیدہ پڑھا جو روز قیامت تک تمام مہاجرین کے لیے انصار کی جانب سے ہدیۂ سلام اور ان کی وفا و صدق و سچائی کا ثبوت رہے گا:

ثوىٰ في قريش بضع عشرة حجةً

يذكر لو الفىٰ صديقاً مواتياً

قریش میں آپ نے کم و بیش دس سال نصیحت و تبلیغ کی تا کہ آپ کو موافقت کے لیے کوئی ساتھی میسر آ سکے۔

ويعرض في أهل المواسم نفسه

فلم ير من يوؤى ولم ير داعياً

اور آپ حج پر آنے والوں کو بھی اپنی دعوت پیش کرتے مگر نہ آپ کو ٹھکانہ دینے والا نظر آتا اور نہ اپنے ہاں آنے کی دعوت دینے والا۔

فلما أتانا و أستقرت به النوىٰ

و أصبح مسرو راً بطيبة راضياً

پس جب آپ ہمارے (انصار) کے پاس آئے اور وہاں ٹھہر گئے اور طیبہ میں بہت خوش اور راضی ہو گئے

و أصبح ما يخشى ظلامه ظالم

بعيد و ما يخشىٰ من الناس باغياً

اور آپ کو کسی ظالم سے کسی چیز کو ظلماً لینے کا خطرہ نہ رہا اور نہ لوگوں سے بغاوت کا خطرہ رہا۔

بذلنا له الأموال من جل مالنا

و أنفسنا عند الوغىٰ و التآسياً

ہم نے دشمنوں سے لڑائی کے وقت اور مہاجر مسلمانوں کی غم خواری میں اپنی جان و مال کو بڑا حصہ خرچ کر دیا۔

نعاد الذى عادى من الناس كلهم

بحق و ان كان الحبيب مواتياً

اور حضورؐ تمام لوگوں میں سے جس کے ساتھ بھی دشمنی رکھیں ہم بھی اس سے سخت دشمنی رکھیں گے چاہے وہ شخص ہمارا محبوب و موافق کیوں نہ ہو۔

و نعلم أن الله لا شئى غيره

و أن كتاب الله أصبح هادياً

اور ہمیں یقین ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ کی کتاب ہی ہمیں راستہ دکھانے والی ہے۔

پھر یہ بھی ایک اہم امر ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ دین کے لیے نصرت کرنے والے یہ انصار کم سے کم تر ہوتے جائیں گے، اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"انصار کی برائیوں اور کمزوریوں سے در گذر کرو"۔

انصار کی اہمیت کس سے پوشیدہ ہے، عصرِ حاضر کے جہاد کی بات کی جائے یا نبوی دور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو انصار کا لفظ ذہن میں آتے ہی ہمارے ذہن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا وہ نعرہ یاد آ جاتا ہے جو انصار و مہاجرین نے نصرتِ دین کی خاطر مشترکہ خندقیں کھودتے ہوئے غزوۂ خندق میں لگایا تھا:

نحن الذين بايعوا محمداً

على الجهاد ما بقينا ابداً

ہمیں وہ ہیں کہ ہم نے کی ہے یہ بیعت محمدؐ سے

جہاد اب عمر بھر ہر حال میں کرتے رہیں گے ہم

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فدائیانِ دین کے لیے دعا فرمائی:

اللهم لا عيش الا عيش الاخرة

فاغفر للانصار و المهاجرة

اے اللہ اصل زندگی تو بس آخرت کی ہی زندگی ہے

پس تُو مہاجرین و انصار کو بخش دے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

"بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جنہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کے رستے میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے

ان لوگوں کی نصرت کی اور انہیں پناہ دی، یہ سب لوگ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں''۔

امتِ مسلمہ کے جہاد کا نہایت ہی اہم ستون انصار ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

عن عبد الله بن زيد رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''لولا الهجرة لكنت امرأً من الأنصار ولو سلك الناس واديًا وشعبًا لسلكت وادي الأنصار وشعبها الأنصار شعار والناس دثار'' متفق عليه.

حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میرا معاملہ انصار میں سے ہوتا اور اگر انصار کوئی وادی یا گھاٹی طے کریں گے تو میں بھی انصار کے ہمراہ وادی طے کروں گا اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا۔

اسی طرح فرمایا:

حب الْأَنْصَار آيَة الْإِيمَان فبغضهم آيَة عَدمه

''انصار سے محبت ایمان کی نشانی ہے اور ان سے بغض ایمان کے برعکس ہے''۔

عصرِ حاضر کے مجاہدین ہوں یا نبویؐ دور کے یا جس دور میں بھی جہاد ہوا ہو، انصار و مجاہدین کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ جب جب بھی اللہ کی راہ میں ہجرتیں کرنے والے مہاجرین اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھے نصرتِ دین و اقامتِ دین کے ہدفِ عظیم کو اپنا اصل غم بناتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت کرنے والے انصار کے ذریعے سے انہیں مضبوط فرمایا، وہ انصار جنہوں نے تمام مالی مفادات سے قطع نظر ان مہاجرین کے لیے اپنے گھروں کی دہلیزیں اور چوکھٹیں پیش کر، یوں محسوس ہوتا تھا جیسے انصار اس ساری قربانی کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کی عظیم جنتوں کا اور رضائے الٰہی کے حصول کا سودا کر چکے ہیں اور گویا انہیں عین الیقین سے اپنے اس کامیاب سودے کا علم ہے۔ ربح البیع یا ایھا الانصار!

معلوم امر ہے کہ ہجرت و نصرت کا باہمی تعلق سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک جاری رہے گا جیسا کہ حضرت معاویہؓ کی حدیث ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

لا تنقطع الهجرة حتى تنقطع التوبة ولا تنقطع التوبة حتى تطلع الشمس من مغربها۔ أخرجه أبو داود بسندٍ صحيح.

''توبہ کے منقطع ہونے تک ہجرت منقطع نہیں ہوگی اور توبہ اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے''۔

پس یقینی بات ہے کہ اگر توبہ کے منقطع ہونے تک ہجرت منقطع نہیں ہو رہی تو ہجرت کے ساتھ ساتھ نصرت اور انصار بھی منقطع نہیں ہوں گے اور ظاہر ہے کہ ہجرت اور نصرت و انصار جہاد فی سبیل اللہ کے ساتھ قائم ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ تو ماض الیٰ یوم القیامۃ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔ اسی طرح قران کریم میں ارشاد ہے کہ:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ

''جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرتیں کی اور جو اللہ کے رستے میں جہاد کرتے رہے اور وہ لوگ جنہوں نے ان کی نصرت کی اور انہیں پناہ دی یہی لوگ حقیقی مومن ہیں اور انہی کے لیے مغفرت اور عظیم اجر ہے''۔

تمام تعریفیں اسی ذات باری تعالیٰ کے لیے ہیں جس ذات نے ان انصار کا معاملہ ایسا عجیب بنایا ہے کہ نبویؐ دور کی ہجرتِ مدینہ کے بعد جو انصار اوس و خزرج کی قربانیاں نظر آتی تھی۔ ایسی قربانیاں کہ ہر انصاری اپنے مال متاع، باغات، مکانات، کھیتیوں کا نصف حصہ اپنے مہاجر بھائی کو باقاعدہ تقسیم کر کے حوالے کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ اپنی دو بیویوں میں سے ایک بیوی کو طلاق دے کر اس کی شادی اپنے مہاجر بھائی کے ساتھ کرنے کو بھی تیار تھا۔ اسی طرح موجودہ دور کے جہاد میں بھی انصار اپنے فراخیٔ صدر اور پاکیزہ نفوس کی بابت اپنا سب کچھ مہاجرین پر نچھاور کر رہے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انصار غربت میں زندگی بسر کر رہا ہے مگر جہاں نصرت اسلام اور اپنی جنت کمانے کا معاملہ آتا ہے تو یہی پراگندہ حال افراد یوثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ کا مظہر بن کر اللہ کی جنتوں کی طرف لپکتے ہیں۔

مہاجرین اور انصار کے مابین معاصر جہاد کا سب سے پہلا معروف تعلق افغانستان پر سوویت حملے کے دوران قائم ہوا۔ جب عرب و عجم سے آئے ہوئے مہاجر مسافر مجاہدین کے لیے افغانی عوام نے اپنے گھروں کے دروازے بسر و چشم کھولے اور اس للہ فی اللہ سودے کو یہ غیرت مند قوم آج تک نبھا رہی ہے۔ وہ وقت جب پوری دنیا میں کوئی بھی حکومت افغانوں کی اس سرخ عفریت کے مقابل مدد کرنے سے گھبراتی تھی۔ ایسے میں ان ھذہ امتکم امتاً واحداً کے مصداق جب عرب و عجم کے مجاہدین شیخ عبداللہ عزام و شیخ تمیم عدنانی رحمھما اللہ

وغیر ہم کی دعوتوں پر لبیک کہتے ہوئے افغانستان پہنچے تو یہ افغان قوم ہی تھی جو اس فریضۂ جہاد کی ادائیگی کے لیے اپنے مہاجر بھائیوں کے ہمراہ اس سوشلسٹ دہریے سرخ کافر کے خلاف ایسا لڑی کہ مورخین کو بیعت عقبہ ثانیہ اور غزوات نبی علی صاحبہا السلام یاد آ گئے۔ وہی محبت، اخوت، باہمی امن و آشتی کی معاشرت اور ایک دوسرے پر جانیں نچھاور کرنے کا جذبہ جو کہ حدیث پاک کے مصداق ہے کہ:

عن نعمان بن بشیر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تری المومنین فی تراحمهم و توادهم و تعاطفهم کمثل الجسد اذا اشتکیٰ عضواً تداعیله سائر الجسد بالسهرو الحمّیٰ(متفق علیه)

''حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان والوں کو باہم ایک دوسرے پر رحم کھانے، محبت کرنے اور شفقت و مہربانی کرنے میں تم جسم انسانی کی طرح دیکھو گے، جب اس کے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو جسم کے باقی اعضا بھی بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ افغان قوم کے بارے میں فرماتے ہیں:

''افغان قوم وہ قوم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی وجہ سے عزت دی ہے اور اس قوم کی وجہ سے پوری امت مسلمہ کا سر فخر سے بلند ہو گیا ہے، یہ قوم تمام اقوام میں سے سب سے غیرت مند اور قربانی والی قوم ہے، اس قوم نے اپنے دین کے اوپر دنیا کے چند ٹکوں کو قبول کرنے سے انکار کر ڈالا ہے، اور اس قوم کی غیرت و حمیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس قوم میں اپنی نصرت و فتح نازل فرمائی ہے۔''

اسی طرح شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ نے اپنا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ افغانستان کے ایک علاقے کے جہادی کمان دان (ترکئی) کے نام سے تھے۔ اُن کے سامنے بات ہو رہی تھی کہ لوگ جہاد افغان کی دعوت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جہاد افغان کو آج مال کی شدید ضرورت ہے اور افراد کی ضرورت بالکل نہیں ہے۔ وہ کمان دان فوراً بولے کہ

''اللہ کی قسم ایک مہاجر مجاہد کا ہماری صفوں میں آ کر لڑنا ہمیں دس کروڑ روپے اعانتِ جہاد کی مد میں ملنے سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ یہ مہاجر مجاہد ہمارے جذبات واحساسات کو مہمیز دینے والا ہوتا ہے، اس کی موجودگی کی وجہ سے ہم قوت پاتے ہیں، ہمارے حوصلے بلند ہوتے ہیں''۔

اسی طرح جلال آباد کے مولانا شیخ یونس خالص رحمہ اللہ کا شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے ساتھ تعلق بھی خالص ایمانی تعلق تھا جو مہاجر و انصار کے رشتوں پر مبنی تھا۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی سوڈان سے واپسی کے بعد ان کا پہلا ٹھکانہ یہی شیخ یونس خالص رحمہ اللہ تھے جنہوں نے اپنے علاقہ، افرادی قوت و وسائل کے ساتھ شیخ کی نصرت فرمائی۔ آج یمن تک سے شیخ ابراہیم ابوالحسن حفظہ اللہ' شیخ یونس خالص رحمہ اللہ کا نام بہت احترام سے لیتے ہیں۔ انہی شیخ یونس خالص رحمہ اللہ سے شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے افغانستان میں صحافیوں کے ساتھ ملاقات کی خاطر اجازت طلب کی تو شیخ یونس خالص رحمہ اللہ نے انہیں انصارِ مدینہ کی نصرتِ مہاجرین کے انداز میں فرمایا کہ ''آپ مجھ سے کیوں اجازت طلب کرتے ہیں؟ جس کام کو آپ حق جانتے ہیں کر گزریں، ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہوں گے''۔

اسی طرح امارتِ اسلامی کے مکمل قیام کے بعد طالبانِ عالی شان نے بھی اپنے مہاجر بھائیوں کے ساتھ خواہ ان کا تعلق عرب سے ہو یا عجم سے، انڈونیشیا سے ہو یا فلپائن سے انہوں نے ان تمام فی سبیل اللہ غرباء کے لیے اپنے دل کھول دیے اور واقفانِ حال کے بقول وہ ایسا وقت تھا جب کسی بھی طالبان کے پھاٹک پر طالب مجاہد کو معلوم ہو جاتا کہ یہ مسافر مہاجر مجاہد ہے تو اس کا دیگر مسافروں کی نسبت بڑھ کر احترام کیا جاتا۔

مجھے شیخ رمضان ابو عمر مصری رحمہ اللہ کا انصارِ طالبان کی مہاجرین کے ساتھ محبت اور اکرام کا ایک واقعہ یاد آتا ہے، آپ نے بتایا:

''میں سوڈان میں تھا اور سوڈان سے مجھے شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے کسی کام کے سلسلے میں یمن بھیجا تھا۔ امارت اسلامی کے قیام اور شیخ اسامہ کے سوڈان سے نکل کر افغانستان چلے جانے کے بعد میں اپنے خاندان کے ہمراہ یمن سے افغانستان آنا چاہتا تھا اور میرے لیے کسی دوسرے ملک میں رہنا نہایت ہی مشکل ہو چکا تھا۔ بہت زیادہ کوشش کے بعد مجھے بھارت کا ویزہ ملا جہاں سے مجھے پاکستان داخل ہونا تھا۔ اس سے قبل میں ازبکستان جانے کی کوشش کر چکا تھا مگر وہاں پہنچتے ہی مجھے واپس بھجوا دیا گیا، ڈی پورٹ کر دیا گیا۔ بھارت میں دہلی پہنچتے ہی میں نے ایک ہوٹل میں کمرہ لیا تو مجھے شک ہو گیا کہ میرا پیچھا کیا جا رہا ہے۔ کمرہ میں پہنچتے ہی آدھے گھنٹے کے اندر بھارتی سیکورٹی کے لوگ پہنچ گئے اور انہوں نے میری تفتیش شروع کر دی۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں چائے کا کاروبار کرتا ہوں اور یہاں اسی مقصد کے لیے آیا ہوں اور پھر پاکستان جانے کا ارادہ ہے۔ میری تیار شدہ کہانی میں تھوڑا سقم تھا مگر اللہ کو میرے ساتھ عافیت کا معاملہ کرنا تھا اس لیے انہیں میری شکل دیکھ کر ترس

آ گیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ میں کچھ دن بھارت میں گزار کر پاکستان داخل ہوا، یہاں پہنچتے ہی مجھے پاکستانی پولیس نے گھیر لیا اور چار سے پانچ مقامات پر پنجاب میں میری تلاشی لی گئی اور حسب موقع سب نے مجھ سے پیسے طلب کیے، جو مجھے مجبوراً گرفتاری سے بچنے کی خاطر دینے پڑے اور اس کے علاوہ تذلیل اور ڈرانا دھمکانا بھی جاری رہا۔ غرض ان مصیبتوں سے ہوتا ہوا جب میں کوئٹہ پہنچا تو وہاں سادہ کپڑوں میں ملبوس ایک شخص میرے پیچھے لگ گیا۔ میں نہایت پریشانی کے عالم میں سپین بولدک پہنچا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس شخص نے مجھے روکا نہیں۔ سپین بولدک سے میں جیسے ہی افغانستان داخل ہوا اور طالبان کا سفید جھنڈا و مجاہدین دیکھے تو میں بے اختیار سجدے میں گر پڑا۔ پھاٹک پر موجود طالب مجاہد مجھے دیکھ کر میرے قریب آیا اور اسے جب معلوم ہوا کہ میں عرب ہوں تو اس نے فوراً اپنے بالائی امیر کو بلوایا جنہوں نے فوراً نہایت اکرام و احترام کے ساتھ میرے لیے ایک گیسٹ ہاؤس کا بندوبست کیا جہاں میرے اکرام میں کوئی کسر نہ چھوڑی گئی۔ مجھ سے جب انہوں نے میری روداد سنی تو میں نے دیکھا کہ وہ امیر رو رہا تھا۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی تشکیل پر یمن میں تھا اور میرا ان سے رابطہ منقطع ہو گیا ہے لہٰذا آپ میرا ان کے ساتھ رابطہ کروا دیں۔ ایک دن کے بعد وہ امیر آیا اور اس نے بتایا دوپہر کو آپ کو جلال آباد جانا ہے جہاں آپ کے ساتھی آپ کے منتظر ہوں گے لیکن اگر آپ کے لیے ممکن ہو تو آپ ہمیں ایک ہفتہ اپنے اکرام کا موقع ضرور دیں۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان سے کہا کہ فی الحال میں شیخ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ وہ امیر مجھے ایئرپورٹ لے کر آیا تو وہاں مسافروں کی قطاریں لگی تھی، لیکن جیسے ہی میں قطار کی طرف بڑھا تو وہ امیر مجھے زبردستی لے کر براہ راست ٹکٹ والے کے پاس لے گیا اور میں نے دیکھا کہ میرا ٹکٹ پہلے سے تیار ہے۔ میں اپنے دل میں اس تبدیلی کو محسوس کرتے ہوئے اللہ کا بارہا شکر ادا کرتا جا رہا تھا کہ دیگر ممالک میں اسلام کے نام لیواؤں کے ساتھ کیا کیا ظلم نہیں ہوتے جب کہ یہ امارتِ اسلامی ہے جہاں عزت اس کی ہے جس کی قربانی زیادہ ہے اور ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کی بنیاد پر ترجیح دی جاتی ہے۔ غرض میں جہاز میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے جہاز پر چڑھتے ہی تمام مسافر کھڑے ہو گئے اور آگے بڑھ بڑھ کر میرا استقبال کرنے لگے، میرے ہاتھ چومنے لگے اور مجھے اپنے ساتھ بیٹھنے کی دعوت دینے لگے، میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک پڑے کہ اپنے مہاجر بھائیوں کے لیے اس دور میں بھی انصار کس طرح والہانہ اظہار محبت کرتے ہیں اور ان کی خدمت کو اپنے لیے فخر گردانتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس اکرام کے بعد میں دیگر ممالک میں اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں اور تکلیفوں کو یکسر بھول گیا تھا''۔

یہ پورا واقعہ بیان کر کے مجھے شیخ نے کہا:

'' تم نہیں جانتے امارت اسلامی ہمارے لیے کیا تھی... یہ تمام مسلمانوں کا گھر تھا۔ اللہ اسے دوبارہ قائم و آباد کرے''...

اور میں سنتے ہوئے جواب میں آمین اور دل سے طالبان عالی شان کے لیے دعائے قبولیت کرتا رہا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''یہ زرخیز امت ہے! جس نے آج کی جہادی قیادت کو جنم دیا جن میں عبداللہ بن عزام، ملا محمد عمر، اسامہ بن لادن، ابو عبیدہ پنجشیری، ابو حفص الکبیر، ابو مصعب الزرقاوی، ابو مصطفیٰ الیزید، ابو حسن البلیدی، ملا داد اللہ، خالد حبیب، ابو اللیث، عطیۃ اللہ، ابو یحییٰ اللیبی، ابو بصیر، انور العولقی، ابو مختار زبیر، نصر الآنسی رحمہم اللہ اجمعین جیسے ابطال اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے قائدین شامل ہیں۔ اللہ ان پر رحمت کی برکھا برسائے اور انہیں وسیع جنتوں میں ٹھکانہ عطا فرمائے۔ یہ امت ایسے ابطال کو اب بھی جنم دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اور یہ دین جس کی خاطر ان مشائخ نے جنگ کی 'اللہ کا دین ہے اور وہ اللہ ہر ایک سے بے نیاز ہے، ہر شخص اس کے دربار میں فقیر ہے اور اللہ اپنے دین کی مدد کرنے والا ہے چاہے کفار کو یہ کتنا ہی برا کیوں نہ لگے۔ اللہ اپنے دین کی نصرت اس قوم کے ذریعے کرنے والا ہے جو اس سے محبت کرتی ہے اور اللہ اس قوم سے محبت کرتا ہے، وہ مومنوں کے لیے نرم دل اور کافروں پر سخت ہیں، وہ اللہ کی راہ مین جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف زدہ نہیں ہوتے۔ اللہ ان میں سے جس کو چاہتا ہے اپنی راہ میں شہادت کے اعزاز کے لیے چن لیتا ہے اور ان کے بعد انہی کی صفات سے مزین لوگوں کو لاتا ہے تاکہ سفر مکمل ہو سکے اور اسی طرح نسلیں پروان چڑھیں، قربانی کی داستانیں رقم ہوتی رہیں اور اللہ کا دین کامیابی حاصل کرتا رہے''۔

شیخ حمزہ بن لادن حفظہ اللہ

جہاد کی سب سے اولین بنیاد تو صبر ہے

شیخ آدم یحییٰ غدن کی ریسر جنس سے گفتگو

جماعت القاعدۃ الجہاد برصغیر کے انگریزی ترجمان رسالے 'ری سرجنس' کا شمارہ نمبر ۲/ ایک ایسے جہادی قائد کے تفصیلی انٹرویو پر مشتمل ہے، جنہوں نے کفر کے اندھیروں میں آنکھیں کھولیں لیکن فطرت سلیم اور قلبِ منیب کے حامل اس بندۂ خدا نے اوائل عمری میں ہی حق کی تلاش کا سفر شروع کر دیا۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں کفر و طاغوت کی سیاہیاں چہار سُو پھیلی ہوئی تھیں، معصیت و فجور کی منہ زور آندھیوں نے پوری فضا کو مسموم کرر کھا تھا۔ ایسے ماحول میں ایک پاکیزہ فطرت نفس اٹھتا ہے اور اپنے خالق و مالک کی تلاش کا عزم لے کر نکلتا ہے۔ پھر اُس کا کریم رب بھی اُسے بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑتا بلکہ ایسی دست گیری فرماتا ہے کہ ہدایت و سعادت کا ہر دروازہ اس کے لیے کھلتا چلا جاتا ہے۔ ہجرت کی راہوں کا انتخاب ہوتا ہے تو پر کٹھن اور پر صعوبت راستے 'پر عزم اور ایمان و عمل کے جذبے سے پر جوش 'آدم' کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آسان ہوتے چلے جاتے ہیں! ایمان، ہجرت، رباط، جہاد، قتال فی سبیل اللہ اور دعوت الی اللہ کے راستوں کا یہ مسافر بالآخر اپنی منزل مراد پا گیا اور دنیوی و اخروی فلاح و کامیابیوں کے تمام خزانے اپنے دامن میں سمیٹتا ہوا' مہربان اور قدر دان رب کے دربار میں حاضر ہو گیا۔

اس انگریزی انٹرویو کا ترجمہ ماہنامہ نوائے افغان جہاد میں سلسلہ وار شائع ہو گا، ان شاءاللہ [ادارہ]۔

ری سرجنس: کئی سالوں پہ محیط اس عرصے میں آپ نے جن اساتذہ اور مدربین سے فیض حاصل کیا ہے ان میں سے کس نے آپ کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے؟

آدم: میرے خیال میں، میں جن افراد سے سب سے زیادہ متاثر ہوا ہوں ان میں زیادہ تر علما اور طلبائے دین شامل ہیں۔ چاہے میں نے براہ راست ان سے پڑھنے کی سعادت حاصل کی ہو، جیسا کہ شیخ ابو حفص الموریطانی، شیخ ابو عبداللہ المہاجر اور شیخ ابو یوسف الموریطانی (تقبلہ اللہ)، یا وہ جن سے میں نے عقیدے یا فقہی معاملات میں رہنمائی حاصل کی ہو اور جن کے فتاویٰ سے میں نے فائدہ حاصل کیا ہو، جیسا کہ شیخ ابو الولید الانصاری، شیخ عیسیٰ اور شیخ منصور الشامی (تقبلہ اللہ)،

اور وہ حضرات بھی جن سے میں بعد میں متعارف ہوا اور ان سے نہ صرف دینی معاملات میں فیض اٹھانے کا موقع ملا بلکہ میڈیا اور پالیسی سازی جیسے معاملات میں بھی رہنمائی لینے کا موقع ملا، جیسا کہ شیخ عطیۃ اللہ اور شیخ ابو یحییٰ (تقبلھما اللہ) اور ہمارے محبوب امیر شیخ ایمن الظواہری (حفظہ اللہ) جنہوں نے میری حوصلہ افزائی کرنے اور مجھے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازنے کے ساتھ ساتھ حسب ضرورت تعمیری تنقید کرنے میں بھی کبھی بخل اور تنگ دلی سے کام نہیں لیا۔

میرے خیال میں اس ضمن میں شیخ ابو مصعب السوری کا تذکرہ کرنا بھی بے جا نہ ہو گا۔

ایک اور شخص جو کہ واقعی مجھے انتہائی عزیز اور میرے دل کے نہایت قریب ہے، شیخ ابن الشیخ اللیبی رحمہ اللہ ہیں جو کہ معسکر خالدن کے امیر تھے۔ اگرچہ یہ میرے اساتذہ میں شامل نہیں ہیں، جو کہ واقعی ایک نہایت اچھے آدمی تھے جن کو میں قابل تقلید سمجھتا ہوں؛ اور اسی طرح شیخ ابو زبیدہ، شیخ ابو حفص المصریؒ، خالد شیخ محمد اور ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد ان شیوخ، کماندان اور مجاہد ساتھیوں کی ہے جن کا یہاں ذکر کرنا طوالت کی وجہ سے ممکن نہیں۔

اور آخر میں، میں خصوصی طور پہ السحاب کے مسئول کا تذکرہ کرنا چاہوں گا جنہوں نے مجھے میڈیا سے متعلق کام کے بارے میں بہت کچھ سکھایا۔

ری سرجنس: آپ ماشاءاللہ میڈیا سے متعلق اپنی سرگرمیوں کے حوالے سے کافی متحرک ہیں۔ کچھ بھائی یہ کہتے ہیں کہ میدان جہاد میں موجود افراد کو اکثر اوقات یا تو ایک لگے بندھے روز مرہ کے معمول یا پھر فراغت اور بوریت پہ مشتمل ادوار اور دیگر چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ سے بعض اوقات ان کی توانائی اور عزم ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ آپ کو تحریک کیسے ملتی ہے؟

آدم: میرے خیال میں اس کا جواب سوال ہی میں چھپا ہوا ہے! ان چیلنجز کا جن کا آپ نے ذکر کیا ہے، سامنا کرنے اور ان میں کامیاب ہونے کی خواہش اور امت مسلمہ کو بالعموم اور مجاہدین کو بالخصوص تحریض دلانا اور ان کی ہمتیں بندھانے کا جذبہ ہی وہ بنیادی محرکات ہیں جو مجھے کام کرتے رہنے پہ آمادہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ اگر ایمانداری سے بات کی جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ میں میڈیا کی پیداوار کے حوالے سے اتنا سرگرم رہا ہوں جتنا کہ ہونا چاہیے۔ اس سے بھی زیادہ اہم ایک اور چیز جو کہ ہر مجاہد اور مہاجر کے لئے اپنے عزم کو تازہ رکھنے کا ایک ذریعہ ہونا چاہیے، وہ اجر و ثواب ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے جہاد کی پکار پہ لبیک کہنے والے اور اللہ کی راہ میں نکلنے والے ہر مجاہد سے وعدہ کیا ہے، جو کہ ہر گز کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

> مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
>
> "اہل مدینہ کو اور جو ان کے آس پاس دیہاتی رہتے ہیں ان کو شایاں نہ تھا کہ پیغمبر خدا سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو ان کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ یہ اس لئے کہ انہیں اللہ کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے پیاس کی

یا محنت کی یا بھوک کی یا وہ ایسی جگہ چلتے ہیں کہ کافروں کو غصہ آئے یا دُشمنوں سے کوئی چیز لیتے ہیں تو ہر بات پر ان کے لئے عمل صالح لکھا جاتا ہے، کچھ شک نہیں کہ اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اور (اسی طرح) وہ جو خرچ کرتے ہیں تھوڑا بہت یا کوئی میدان طے کرتے ہیں تو یہ سب کچھ اُن کے لئے (اعمال صالحہ میں) لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے"۔(التوبۃ: ۱۲۱،۱۲۰)

تو مجاہد کو اس کے ہاتھوں سر انجام پانے والے چھوٹے سے چھوٹے عمل کا بھی بدلہ ملتا ہے، جیسا کہ کسی وادی کو عبور کرنا یا کوئی چھوٹا سا ایسا کام کرنا جس سے کافروں کو غصہ آئے یا اللہ کی راہ میں اپنی دولت کا چھوٹا سا حصہ خرچ کرنا۔ یہ چیز بذات خود ہم میں سے ہر ایک کے لئے اپنے حوصلے کو بڑھانے کا ایک بڑا ذریعہ ہونا چاہیے اور ہم میں سے ہر ایک کو اس بات کی تحریض دلانے کا ذریعہ ہونا چاہیے کہ ہم اپنا کردار بھرپور انداز میں ادا کریں اور جو بھی ذمہ داری ہمیں سونپی جائے، ہم اسے بطریق احسن نبھائیں اگرچہ بعض اوقات ہم جو کام کر رہے ہوں وہ ہمیں انتہائی معمولی اور غیر اہم ہی کیوں نہ دکھائی دے۔ یہ آپ کو معمولی دکھائی دیتی ہے مگر اللہ کے نزدیک اس کی قدر بہت زیادہ ہے۔

جہاں تک بوریت، فراغت اور جذبے کی کمی کا تعلق ہے، تو میرے خیال میں یہ وہ مسئلہ ہے جو خصوصاً نئے آنے والے بھائیوں کو پیش آتا ہے کیوں کہ وہ تو یہ سوچ کر میدان جہاد میں آئے ہوتے ہیں کہ ان کا زیادہ تر وقت دشمن کے ساتھ مقابلے میں گزرے گا کیونکہ انہوں نے مجاہدین کے میڈیا میں صرف عسکری کارروائیاں ہی دیکھی ہوتی ہیں۔

لہٰذا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مجاہدین ہر وقت حالت جنگ ہی میں رہتے ہیں۔ مگر یہاں آ جانے کے بعد ان بھائیوں کا سامنا یکسر مختلف صورتحال سے ہوتا ہے۔ ان کا زیادہ تر وقت فارغ اور کسی کارروائی میں حصہ لینے کے موقع کے انتظار میں گزرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عین قتال میں حصہ لینا تو جہاد کا ایک چھوٹا سا حصہ ہوتا ہے اور مجاہد کا بیشتر وقت تو رباط میں گزرتا ہے یعنی اسلامی سرحدوں یا میدان قتال میں پڑاؤ ڈالے ہوئے اور اس کے لئے صبر اور ثابت قدمی جیسی صفات کی ضرورت پڑتی ہے۔ مجدد جہاد شیخ عبداللہ عزامؒ جہاد میں صبر اختیار کرنے اور مرابط (وہ جو رباط کی عبادت سر انجام دیتا ہے) کے ثواب کے بارے میں فرماتے ہیں:

جہاد کی سب سے اولین بنیاد تو صبر ہے اور جہاد کبھی بھی صبر کے بغیر نہیں کیا گیا اور جو شخص صبر نہیں کر سکتا وہ جہاد بھی نہیں کر سکتا اور اسی لئے رب العالمین نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

"اے اہل ایمان (کفار کے مقابلوں میں) ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو اور (مورچوں پر) جمے رہو اور اللہ سے ڈرو تاکہ مراد حاصل کرو"۔ (آل عمران: ۲۰۰)

صبر اور خود کو صبر کے لئے تیار کرنا۔

جہاد صبر پہ قائم ہے۔ جو شخص اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہو اور صبر کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو تو ایسا شخص جہاد نہیں کر سکتا، کیونکہ واحد ایک معرکے میں حصہ لینے کے لئے جو کہ ایک یا دو دن پہ یا زیادہ سے زیادہ دس دن کے عرصے پہ محیط ہوگا، آپ کو ہو سکتا ہے کہ دس ماہ کا رباط میں گزارنا پڑیں!

کالفگان[1] کی لڑائی پینتالیس منٹ تک جاری رہی مگر اس کی تیاریوں میں کئی ماہ لگ گئے۔ تو آپ کو رباط کرنا پڑے گا اور اسی لئے سرحدات پہ مرابطین موجود رہتے ہیں۔

اور لوگوں کے لئے رباط کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اسی لئے رباط میں ایک دن گزارنا ایک ہزار عام دنوں سے افضل ہے اور اس میں ایک دن گزارنا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ صدیق حسن خان کہتے ہیں کہ ایک ایسا شخص جہاد اور رباط میں کھاتا اور پیتا ہے اس شخص سے بہتر ہے جو اپنے گھر میں رہتا ہو اور روزے رکھتا ہو اور نوافل پڑھتا ہو۔

"اللہ کے راستے میں ایک دن کا رباط ان تمام چیزوں سے افضل ہے جن پہ سورج غروب اور طلوع ہوتا ہے "(رواہ مسلم)

اور

"رباط میں گزارا جانے والا ایک دن دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے"(رواہ البخاری)

اور اگر آپ حالت رباط میں وفات پا جائیں تو آپ کا عمل قیامت تک آپ کے لئے بڑھتا رہے گا۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے اعمال کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ ان میں سے ایک مرابط بھی ہے۔ اس کا ثواب لکھا جاتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز لوگوں کو جمع کر لے۔ اس سے بڑا انعام بھلا اور کیا ہو سکتا ہے۔

"اللہ کے راستے میں ایک دن کا رباط کرنا ایک ماہ کے روزے رکھنے اور نمازیں پڑھنے سے افضل ہے؛ اور جس کو اس کے دوران موت آ لے تو وہ قبر کی آزمائش سے محفوظ رہے گا اور اس کا عمل قیامت کے دن تک مسلسل بڑھتا رہے گا"(رواہ الترمذی۔ صحیح)

لہٰذا ہو سکتا ہے کہ آپ یہاں اسہال سے مر جائیں اور یہ آپ کے لئے بہتر ہو کیونکہ آپ کا عمل قیامت کے دن تک بڑھتا رہے گا۔"(شیخ عبداللہ عزام کی تصنیف "الہجرۃ والاعداد" سے اقتباس)

تو اگر آپ تمام تر مشکلات اور آزمائشوں کے باوجود میدان جہاد میں ڈٹے ہوئے ہیں، تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ کے فضل سے آپ کے اندر اتنا صبر موجود ہے جو ایک مجاہد اور مرابط کے لئے ضروری ہے۔ لہٰذا اگر ہم ان انعامات کو اپنے ذہن میں مستحضر رکھیں جن کا اللہ نے

[1] شمالی افغانستان میں تالقان اور بدخشان کے درمیان بر لب سڑک واقع ایک مقام

ہم سے بظاہر غیر اہم نظر آنے والے اعمال پر بھی وعدہ کیا ہے اور اگر ہم اپنے ذہن میں اس بات کو مستحضر رکھیں کہ اس میدان میں ہماری صرف موجودگی ہی (ان چیزوں کے علاوہ جو ہم یہاں رہنے کے دوران کرتے ہیں) کفار کو غصہ دلانے کا باعث ہے اور ان کو غصہ دلانے پر بھی اجر ملے گا۔ اور اگر ہم اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ ہمیں ہماری تھکاوٹ اور یہاں تک کہ سونے پر بھی اجر سے نوازا جائے گا بشرطیکہ ہماری نیت درست ہو، اور یہ کہ اگر ہم حالات کے ہمارے قابو سے باہر ہونے کی وجہ سے یا امیر کے امر کی اطاعت میں مجاہدین کا حصہ بننے یا لڑائیوں میں حصہ لینے سے محروم بھی رہتے ہیں تب بھی ہم اجر کے مستحق ہونگے تو میرے خیال میں ہمیں اپنے جذبوں کو بلند رکھنے اور اپنے اندر کام کرنے کی لگن بحال رکھنے میں کسی قسم کی مشکل نہیں ہونی چاہیے۔

ان چیلنجز سے قطع نظر کرتے ہوئے جن کا ہمیں لامحالہ سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ بطریق احسن اپنی عبادت کرنے کی طرف ہماری رہنمائی فرمائے اور ہمارے گناہوں اور غلطیوں سے درگزر فرمائے اور ہمیں بہترین اجر سے نوازے۔ آمین۔

ری سرجنس: گفتگو کے اختتام پہ میں یہ چاہوں گا کہ آپ امت مسلمہ کو عمومی طور پہ اور مجاہدین کو خصوصی طور پہ کوئی نصیحت کریں؟

آدم: اپنے مسلمان بھائیوں سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگرچہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو قافلے سے پیچھے وہ گئے ہیں اور دشمنانِ اسلام کے خلاف لڑنے کے لئے اپنے گھروں سے نہیں نکلے ہیں، مگر یاد رکھیئے یہ جنگ آپ کے اپنے گھروں تک ضرور پہنچ کر رہے گی، چاہے آپ اس کو پسند کریں یا نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے دشمن شیطان صفت اور اخلاقیات سے عاری ہیں مگر بہرحال وہ بیوقوف نہیں ہیں اور ان کا وطیرہ رہا ہے کہ جب کبھی بھی وہ اپنے اہداف پہ جارحیت کا آغاز کرتے ہیں تو وہ ان میں سے سب سے کمزور حصوں کو نشانہ بنانا شروع کرتے ہیں یعنی وہ اہداف جو امن پسند اور پر امن قسم کے ہوتے ہیں۔ دشمنانِ اسلام کی جانب سے کی جانے والی واضح حالیہ زیادتیوں اور ان کی جانب سے لاحق خطرات میں امن پسندی اور عدم مزاحمت کا مظاہرہ کرنا سب سے زیادہ دشمن ہی کے حق میں فائدہ مند ثابت ہوتا ہے اور اس وجہ سے ہم میں سے ہر ایک کو کل کے بجائے آج ہی لڑنے کے لئے تیار ہو جانا چاہیے۔ لہٰذا جلدی کیجئے اور قافلے میں شامل ہو جایئے۔

مجاہدینِ اسلام سے جو کہ پہلے ہی سے اسلام اور مسلمانوں کے دفاع کے فریضے کو پورا کرنے میں مصروف ہیں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں باقاعدہ بنیادوں پہ اپنا احتساب کرتے رہنا چاہیے تاکہ ہم اس بات کو یقینی بنا سکیں کہ ہماری نیتیں خالص اور ہمارے اعمال صالح ہیں۔ ہمیں اس بات کو بھی یقینی بنا لینا چاہیے کہ ہم صرف اور صرف اللہ ہی کے لئے لڑ رہے ہیں، نہ کہ کسی امیر، جماعت، عارضی قوتی یا کسی دنیاوی فائدے کے لئے۔ کیونکہ یہ چیزیں عارضی ہیں اور جلد ہی ختم ہو جانے والی ہیں۔

صرف اللہ کی ذات ہی ازل سے ہے اور ابد تک قائم رہے گی۔ ہمیں امت کے اندر اپنے مقام اور اس کے حوالے سے ہم پہ جو فرائض اور ذمہ داریاں لاگو ہوتی ہیں انکا ادراک کرنا چاہیے؛ ہمیں کمزور اور بے بس کے لئے رحم اور نرم دلی کا مظاہرہ کرنا چاہیے؛ ہمیں اپنے مسلمان اور مجاہد بھائیوں کے ساتھ برداشت اور رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہیے قطع نظر اس بات سے کہ ہمارے ان کے ساتھ کتنے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں اور ہمارے خیال میں انہوں نے ہمیں کتنا ہی نقصان کیوں نہ پہنچایا ہو؛

ہمیں تکفیری سوچ سے خبردار رہنا چاہیے جو کہ ہر کچھ عرصے بعد کبھی کہیں اور کبھی کہیں اپنا مکروہ سر اٹھانے کی کوشش کرتی ہے۔ ہمیں مسلمانوں اور مجاہدین کی تکفیر کرنے سے اور ان کے خون، مال اور عزت کو ناحق طور پہ جائز قرار دینے سے بچنا چاہیے۔

ہمیں اپنے علماء، قائدین اور بڑوں کی عزت کرنی اور ان کی جانب سے بیان کردہ احکامات، مشوروں اور ہدایات پہ عمل کرنا چاہیے سوائے ان کے جو واضح طور پہ اللہ کے احکامات کے مخالف ہوں۔

ہمیں اپنے تمام اعمال اور معاملات میں انتہائی سختی سے شریعت اور عدل کے اصولوں کی پابندی کرنی چاہیے اور ہمیں تقویٰ اور اسلامی نظریات کی ٹھوس بنیادوں پہ اتحاد کے لئے کام کرنا چاہیے کیونکہ اگر ہم بطور مجاہدین اپنی اندرونی صفوں کو ایک نہیں کر سکتے تو ہم کیسے امت کے ایک ہونے کی توقع رکھ سکتے ہیں؟

یہ تو مجاہدین کے لئے میرا ایک عمومی پیغام تھا۔ لیکن اختتام سے پہلے میں کچھ خصوصی پیغامات بھی دینا چاہوں گا:

قوقاز اسلامی امارت سے تعلق رکھنے والے تمام بھائیوں کو میری طرف سے مبارکباد اور اپنی حمایت اور خراج تحسین پیش کرنے کا پیغام جو کہ دوبارہ اپنے خونی پنجے بڑھاتی ہوئی روسی سلطنت کے آگے جہاد کا علم تھامے ڈٹے ہوئے ہیں اور بالخصوص ان کی نیک اور متقی امیر شیخ ابو محمد داغستانی (حفظہ اللہ) کو۔ ہم اللہ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کے قدموں کو راہ ہدایت پہ جمائے رکھے، ان کی صفوں کو متحد رکھے اور ان کو اپنے اور اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں پر فتح نصیب کرے۔

لیبیا کے شیر صفت مجاہدین کے نام حمایت اور خراج تحسین کا پیغام۔ جنہوں نے مرتد امریکی ایجنٹ خلیفہ ہفتر اور اسکے مختلف مسلح گروہوں پہ مشتمل جتھے کے خلاف اپنے آپ کو متحد کیا ہے۔ اس امریکی ایجنٹ کے جتھے میں تبروک کی میونسپل کونسل بھی شامل ہے جس نے حال ہی میں قومی حکومت تشکیل دی ہے۔

اللہ ہمارے بھائیوں سے ان کے نیک اعمال قبول کرے اور ان کو مزید کامیابیاں نصیب کرے اور ان کے اتحاد میں برکت دے اور وہ ان کی کامیابیوں کو ایک فیصلہ کن فتح کا تاج

پہنائے جس کے نتیجے میں ایک خالص اسلامی ریاست تشکیل پا سکے جو کہ شدت پسندی اور نام نہاد مرکزیت پسندی کی گمراہیوں سے پاک ہو۔
جہاں تک مرتد ہفتر اور اس کے سی آئی اے کے تنخواہ دار ساتھیوں کا تعلق ہے تو ہمارا پیغام ان کے لئے یہ ہے کہ یا تو ورجینیا واپس چلے جاؤ اور لیبیا کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی سے باز رہو یا پھر اس انجام کے لئے تیار ہو جاؤ جو لیبیا کے جانباز مجاہدین اور انقلابیوں کے ہاتھوں قذافی اور عبدالستار رشا کا مقدر بنا، انشاءاللہ۔
ہم ہفتر کے مغربی اور مقامی پشت پناہوں کو بھی خبردار کرتے ہیں کہ وہ فوراً سے پیشتر اپنی مداخلت اور دخل اندزیوں سے باز آجائیں، کیونکہ ان کی مسلسل مداخلت مجاہدین کو اس بات کا کافی جواز فراہم کر دے گی کہ وہ اپنی مرضی کے وقت اور جگہ پہ علم بغاوت بلند کر سکیں۔
مصر میں موجود ہمارے مسلمان بھائیوں کے لئے بالعموم اور سیناء میں موجود ہمارے مجاہدین بھائیوں کے لئے بالخصوص ہمدردی کا پیغام جو کہ طاغوت عبدالفتح سی سی اور اسکی زیر قیادت چلنے والی امریکی حمایت یافتہ مصری فوج اور دیگر امنیتی اداروں کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں۔ ہم اپنے ان تمام بھائیوں کو بتانا چاہتے ہیں: اس فرعون اور اس کے درباریوں کو ایک سیکنڈ کے لئے بھی سکون کا سانس نہ لینے دیجئے کیونکہ اگر ان کو ''استحکام'' حاصل کر لینے کا موقع فراہم کر دیا گیا تو یہ نہ صرف مصر بلکہ پورے خطے کے لئے ایک آفت ثابت ہو گا۔ اور آپ اس بات کو نہ بھولیں کہ آپ کی کارروائیوں کا بنیادی ہدف قابض یہودی ہونے چاہئیں کیونکہ مصری فرعونی سلطنت کو سب سے زیادہ جو چیز پریشان کرتی ہے اور نقصان پہنچاتی ہے وہ اس کے یہودی پشت پناہوں پہ حملہ کرنا ہے۔
یمن میں موجود ہمارے مسلمان بھائیوں کے نام ہمدردی کا پیغام جو کہ رافضی حوثی قبضے کے مقابلے کے لئے اپنی صفوں کو استوار کر رہے ہیں جو کہ ایمان و حکمت کی اس سرزمین کی اسلامی شناخت اور اسکی اسلامی شان و شوکت کے لئے خطرہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو ان کے سامنے موجود اس آزمائش میں ثابت قدمی اور استقامت نصیب فرمائے اور یمن کے باغی مسلم قبائل کا ان کے مخلص بیٹوں، القاعدہ اور انصار الشریعہ سے تعلق رکھنے والے مجاہدین سے اتحاد کرائے اور اس اتحاد کو ہمیشہ قائم رکھے یہاں تک کہ اللہ کے اذن سے ایک ایسا دور وجود میں آئے جو کہ اسلام اور مسلمانوں کے اندرونی معاملات میں کسی بھی قسم کی بین الاقوامی اور ان کے مقامی ایجنٹوں کی جانب سے کی جانے والی مداخلت سے پاک ہو۔
اور آخر میں، میں بالخصوص مجاہدین اور بالعموم مسلمانوں کو یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ اگرچہ اس سال کے شروع میں رونما ہونے والے فتنے اور اب دولت اسلامیہ کے خلاف اعلان کردہ صلیبی جنگ کی وجہ سے مجاہدین کچھ پیچھے ہٹنے پہ مجبور ہوئے ہیں اور باوجود اس کے کہ ان کو کچھ ناکامیوں کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے، ابھی بھی بشار الاسد اور اس کے خاندان، اسکے اتحادیوں اور پشت پناہوں کے خلاف شرعی بنیادوں پہ قائم صاف ستھرا پاکیزہ دفاعی جہاد جاری ہے۔ ان لوگوں کے خلاف جو کہ شام کی پاکیزہ سرزمین میں فساد برپا کرنے اور اس کے باشندوں کو انتہائی ظلم و بربریت کا نشانہ بنانے میں مصروف ہیں؛
اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ شامی حکومت کے خلاف جہاد پچھلی کئی صدیوں سے امت مسلمہ کے لئے ایک انتہائی اہمیت کا حامل رہا ہے؛ دوسری وجہ یہ ہے کہ کئی صدیوں سے یہودی اور ان کے صلیبی حلیف اس حکومت پہ دفاع کے پہلے حصار کے طور پہ بھروسہ کرے آئے ہیں اور اس لئے اس کی تباہی (انشاءاللہ) فلسطین اور مسجد اقصیٰ کا صیہونی قبضے سے آزادی کے سفر کا ایک اہم سنگ میل ثابت ہو گی۔ اسی طرح خدانخواستہ اس مبارک شامی انقلاب کی شکست تمام امت مسلمہ کے لئے ایک عظیم نقصان کا باعث ہو گی جس کی وجہ سے آنے والے کئی سالوں بلکہ دہائیوں تک اس خطے میں صیہونی صلیبی بالادستی قائم ہو جائے گی۔
اس لئے یہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس مبارک جہاد کی حمایت کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے یہاں تک کہ ظالمانہ اور انسانیت سے عاری اس اسد حکومت کا خاتمہ ہو جائے اور شام میں اسلامی نظام قائم ہو جائے۔ اس لئے ہمیں اپنی ترجیحات کو صحیح طور پہ ترتیب دینا ہو گا، اپنی سمت کو درست کرنا اور اپنی توانائیوں کو پھر سے سمیٹنا ہو گا۔ ہمیں اپنی تمام تر توجہات کو شام میں موجود ان بھائیوں کی حمایت اور دفاع کرنے پہ مرکوز کرنا ہو گا جو نصیریوں، رافضیوں اور ان کے غلاموں کے خلاف مبارک معرکے میں اپنا کردار ادا کرنے میں مصروف ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم دشمن کی جانب سے ہمیں الجھانے، گمراہ کرنے اور اس اہم اور فیصلہ کن جنگ سے ہٹا کر ادھر ادھر کی فضول لڑائیوں میں لگا دینے کی چالوں میں آکر خود کو بیوقوف بننے سے بچائیں۔ اسی طرح ہم اپنے آپ کو ان کی چالوں، دھوکہ دہی اور مکر و فریب پہ مشتمل ان کے کھیلوں اور شعبدہ بازیوں کا شکار ہونے سے بچائیں جن کے سامنے فرعون کے جادوگروں کی نظر بندیاں بھی ہیچ معلوم ہوتی ہیں۔
آخر میں، میں دوبارہ ری سرجنس میں کام کرنے والے تمام بھائیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا اور میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ وہ اس جریدے کو صیہونیوں، صلیبیوں اور ان کے ہندو اور مرتد اتحادیوں کے حلق کا کانٹا بنائے۔ آمین۔ والسلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
ری سرجنس: اللہ تعالیٰ آپ کو ریسرجنس کے قارئین کے سامنے کئی شماروں پہ محیط اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لئے اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت نکالنے پہ اجر عظیم عطا فرمائے۔ ہم اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ آدم یحییٰ غدن بھائی کی حفاظت فرمائے اور انہیں اسلام اور جہاد کے مزید فائدے کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

یہ امریکیوں کے وفادار کتے!

مصعب ابراہیم

۳۰جون۲۰۰۹ء کو افغانستان کے صوبہ پکتیکا کے ایک گاؤں یحییٰ خیل میں واقع امریکی فوجی کیمپ سے ایک امریکی فوجی شراب کے نشے میں دُھت نکلتا ہے اور طالبان مجاہدین اُسے گرفتار کر لیتے ہیں۔اس فوجی کا نام رابرٹ بوئے برگڈال تھا۔برگڈال 'امارت اسلامیہ افغانستان کے معروف اور شیر دل کمان دان ملاسنگین زردان رحمہ اللہ کے زیرِ قیادت مجاہدین کی قید میں رہتا ہے۔امریکی افواج اپنی تمام تر جدید ترین ٹیکنالوجی، فوجی و عسکری برتری اور قوت وطاقت کے باوجود اپنے فوجی کو طالبان کی قید سے چھڑانے میں ناکام رہتی ہیں۔برگڈال کی بازیابی کے لیے کئی سال تک مشرقی افغانستان میں امریکی افواج مختلف عسکری کارروائیوں کی صورت میں اپنا سر پھوڑتی رہتی ہیں لیکن سوائے ناکامی کے اُن کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آتا۔

امارتِ اسلامیہ کے سامنے مکمل طور پر بے بس ہو جانے کے بعد اپنے فوجی کی رہائی کے لیے امریکہ مذاکرات پر مجبور ہوا۔امارت اسلامیہ نے برگڈال کی رہائی 'گوانتاناموبے میں اسیر امارت اسلامیہ کے پانچ رہنماؤں کی آزادی سے مشروط کی۔امریکہ کو بالآخر امارت اسلامیہ ہی کی شرائط پر سرِ تسلیم خم کرنا پڑا اور ایک امریکی فوجی کی رہائی کے بدلے امارت کے پانچ رہنماؤں کو امریکی قید سے رہائی نصیب ہوئی،الحمد للہ علی ذالك۔امارت کے یہ پانچ رہنما ملا محمد فضل، ملا خیر اللہ خیر خواہ، ملا عبدالحق واثق، ملا نوراللہ نوری اور ملا محمد نبی عمری حفظھم اللہ ہیں۔

یہ تذکرہ ہوا اُن کا جنھوں نے يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللّهِ کے قرآنی حکم کو دل و جان سے نبھایا اور ایمان باللہ، توکل علی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ ہی کو اپنی زندگیوں کا مقصد گردان کر حصولِ رضائے الٰہی کے راستے پر استقامت سے گامزن رہے۔بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے یہ استقامت حاصل ہوتی ہے اور اسی استقامت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ اُن کے حق میں پورا ہوتا ہے کہ پوری دنیا اُنہیں فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىَ لاَ انفِصَامَ لَهَا کا مصداق بنے ہوئے دیکھتی ہے! یہ ہے غیرتِ دینی اور حمیتِ ایمانی کے پیکر 'مجاہدینِ عزام کی عالمی کفر کے سردار کو ناک رگڑنے پر مجبور کر دینے کی واضح مثال!

دوسری جانب ایک اور قبیل ہے، جس کی زندگیاں ہی اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَاۗءُ کہتے اور ہانکتے اور أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ کہہ کہہ کر کفارِ عالم کی چاپلوسیاں کرتے ہوئے گزرتی ہیں...

پاکستانی فوج کے سدرن کمان کے سابق کمانڈر اور قومی سلامتی کے مشیر لیفٹیننٹ جنرل (ر) ناصر جنجوعہ نے پاکستان نظام اور فوج کو اسی آیت کا مصداق اپنے ہی منہ اور الفاظ سے قرار دیتے ہوئے ۷اپریل ۲۰۱۷ء کو بیان دیا کہ ''امریکہ پاکستان کی قربانیوں کے باعث آج سپر پاور ہے''...اس لیے اس حقیقت سے تو انکار ممکن ہی نہیں کہ یہ کفار کی چاکری کرنے میں ہر دم پیش پیش ہوتے ہیں،امت مسلمہ کے خلاف اُن کی ہر طرح کی مدد کرتے اور دل وجان سے اُن کی ہر طرح کی خدمت بجالانے میں مصروفِ عمل رہتے ہیں۔خوئے غلامی ان کی سرشت میں شامل ہو چکی ہے اور کفار کی سیوا کر کے ذلتوں کے گھونٹ پینا ان کی فطرت میں داخل ہے۔

اس سب کے باوجود اپنے یہودی و صلیبی آقاؤں کے ہاں پالتو جانوروں (Pets) سے بھی کم حیثیت جانتے اور گردانتے جاتے ہیں...اس کے ثبوت اور مظاہر تو جابجا موجود ہیں لیکن حالیہ دنوں میں ریمنڈ ڈیوس کی ''آپ بیتی'' جو کہ ''دی کنٹریکٹر'' کے نام سے امریکہ میں شائع ہوئی ہے، میں اُس نے ان ازلی غلامانِ کفر اور صلیبیوں کے ''فرنٹ لائن اتحادیوں'' کی گردنوں میں رسوائی کے طوق ڈالنے کی تمام کسر پوری کر دی ہے!

ریمنڈ ڈیوس سی آئی اے کا ایجنٹ تھا،اس نے لاہور میں تین پاکستانیوں کو قتل کیا، گرفتار ہوا، خفیہ ایجنسیوں اور قانون نافذ کرنے والوں کا مہمان رہا، عوامی دباؤ کی وجہ سے اُس پر مقدمہ بھی قائم ہوا لیکن آئی ایس آئی کے سربراہ شجاع پاشا کو امریکی وزیر دفاع لیون پنیٹا نے پینٹاگون میں بلا کر ریمنڈ ڈیوس کی رہائی سے متعلق احکامات جاری کیے گئے، جنھیں شجاع پاشا پوری تابع داری دکھاتے ہوئے بجالایا۔

ریمنڈ ڈیوس کی رہائی اور اُس میں ''نمبر ون'' کے دعوے داروں کے شرم ناک کردار سے اہلِ خبر و نظر روزِ اول سے واقف تھے۔لیکن ہر صلیبی آقا کی طرح یہ ریمنڈ ڈیوس بھی ایسا طوطا چشم اور احسان فراموش نکلا کہ شجاع پاشا کی جس قدر خدمات تھیں،اُسی قدر اُسے بیچ چوراہے میں لا کر برہنہ پا کر دیا! لیکن یہ فوجی جرنیل 'حقیقی معنوں میں عالمی کفار کے غلامانِ بے بدل ہیں...

اسی لیے مجال ہے جو اِنہوں نے آقاؤں کی جانب سے پول کھولنے پر ذرا بھی مائنڈ کیا ہو! اِن کی اہلِ کفر کے ساتھ وفا اور تابع داری ہنوز جاری ہے اور جاری ہی رہے گی! اس کی بنیادی وجہ بریگیڈیر (ر) اسد منیر بتاتا ہے۔یاد رہے کہ ذرائع ابلاغ میں متعدد ''دفاعی تجزیہ نگار'' پاکستانی فوج کے ''غیر رسمی ترجمان'' کے طور پر موجود ہیں، جن میں سے ایک مذکورہ بالا 'ریٹائر بریگیڈیئر بھی ہے،اس نے یکم جولائی کو سلیم صافی کے پروگرام ''جرگہ'' میں صاف لفظوں میں یہ بات کہی کہ :

> ''دیکھیے! بات یہ ہے کہ پاکستان،امریکہ کے ساتھ وار آن ٹیرر میں حلیف تھا، سی آئی اے کے لوگ اِدھر تھے اور اکٹھے کام کرتے تھے...جتنے پیسے امریکہ نے وار آن ٹیرر میں پاکستان کو دیے، کسی اور نے نہیں دیے''۔

یہ ہے اصل اور بنیادی وجہ! ''ایمان برائے فروخت'' کے اشتہار بنے ساری دنیا میں پھرتے ہیں اور آقائے امریکہ اِن کے ایمان کی جو قیمت لگاتا ہے اُس پر پھولے نہیں سماتے!
اسی لیے اِن کے لیے یہ نظم لکھی گئی

یہ محلوں میں بیٹھے رضاکار کتے
یہ امریکیوں کے وفادار کتے
یہ دن رات ڈالر کی ہڈی چبائیں
ملے جو بھی جھوٹن مزے لے کے کھائیں
یہ قدموں میں اغیار کے دُم ہلائیں
یہ طاغوتیوں کے نگہدار کتے
یہ امریکیوں کے وفادار کتے
یہ ملت پہ بھونکیں یہ ملت کو نوچیں
عدو کا شکار اپنے گھر سے دبوچیں
یہ پنجوں سے دھرتی کا دامن کھروچیں
بدی کے محافظ یہ بدکار کتے
یہ امریکیوں کے وفادارا کتے
یہ لالچ کے مارے ہوس کے پجاری
یہ دنیا کے بھوکے ہیں دیں کے شکاری
ذلیلانِ فطرت کو ذلت ہے پیاری
حمیت کی دولت سے بیزار کتے
یہ امریکیوں کے وفادار کتے
مسلماں کو شدت پسندی کی گالی
ترقی پسندوں کی روشن خیالی
ہمارے وطن کی روایت نرالی
یہاں پر چلاتے ہیں سرکار کتے
یہ امریکیوں کے وفادار کتے

ریمنڈ ڈیوس پر واپس آتے ہیں... تفصیلات ذرائع ابلاغ میں تواتر سے آ بھی چکی اور مزید بھی آ رہی ہیں کہ کس طرح ریمنڈ ڈیوس بیان کرتا ہے کہ پاشا نے اُس کی رہائی کے لیے کیسا بھرپور اور فعال کردار ادا کرتے ہوئے سر توڑ کوششیں کیں... مقتولین کے ورثا کو حبسِ بے جا میں رکھ کر اور ڈرا دھمکا کر دیت لینے پر مجبور کیا... حتیٰ کہ ''نمبر ون'' کا چیف اس حد تک گرا اور گرتا چلا گیا کہ سیشن جج کی عدالت میں آخری پیشی کے موقع پر کمرہ عدالت میں موجود تھا اور عدالتی کارروائی سے لحہ بہ لحہ اسلام آباد میں امریکی سفیر (درحقیقت پاکستان میں امریکی وائسرائے) کیمرون منٹر کو موبائل فون کے ذریعے بھیجے گئے پیغامات کے ذریعے مسلسل 'اپ ڈیٹ' کرتا رہا... معاملہ بخوبی طے ہو جانے پر پاشا کو بطورِ انعام 'مدتِ ملازمت میں ایک سال توسیع مل گئی... یہ تمام تفصیلات آج کل زبانِ زدعام ہیں اور کفار کے نوکروں کی حیثیت واوقات کو بیان کرتی پھر رہی ہیں!

ہم تو صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ صلیب اور اہلِ صلیب، کفر اور اہلِ کفر کے لیے جان و دل وارنے والوں کے لیے ایسی ذلت نئی بات نہیں اور نہ ہی شجاع پاشا کے بعد ذلتوں کا یہ سفر ختم ہوا ہے! مشرف ملعون بھی کولن پاول کی ایک فون کال پر یوں ڈھیر ہوا کہ خود پاول کا منہ بھی حیرانی سے کھلے کا کھلا رہ گیا... یہ تو ماضی کے قصے ہیں، حال بھی بری طرح بے حال ہے! جولائی ۲۰۱۷ء کے پہلے ہفتے میں ہی امریکی سینٹ کا ایک وفد جان مکین کی قیادت میں پاکستان آیا... ۳ جولائی کو اس وفد کو پاکستانی فوجی جنتا نے میران شاہ کا دورہ بھی کرایا... جس کے بعد جان مکین نے میران شاہ میں پاکستانی فوجی افسران کی طرف سے دی گئی بریفنگ کی تصویر کے ساتھ ٹوئٹ کیا

Briefing on Zar-e-Azb operation in North Waziristan, Miran Shah Pakistan- Imp't force in fight against terrorism!

یاد رہے کہ جس ''ضربِ عضب'' پر ائمۃ الصلیب کو تسلسل سے 'بریف' کیا جاتا ہے یہ وہی عسکری کارروائی ہے جس کے حق میں چند ہی ہفتے قبل پاکستان بھر کے سرکاری و درباری علما نے فتویٰ صادر کر کے ''باغیوں کی سرکوبی'' کی حمایت کا اعلان کیا تھا!

صلیبی آقا، اُن کے فرنٹ لائن اتحادی اور اللہ کی بجائے اِن فرنٹ لائن اتحادیوں سے خوف کھاتے، مرعوب ہوتے اور ان سے مراعات حاصل کرتے علمائے سوء... قطار اور صف تو ایک ہی ہے! جسے توبہ کر کے اس صف سے نکلنا ہو اُس کے لیے موقع بھی ہے اور توبہ کا دروازہ بھی کھلا ہے... ورنہ یہ ساٹھ ستر اور اَسّی سال کی زندگی تو دیکھتے ہی دیکھتے اور آنکھ جھپکتے ہی اختتام پذیری کے نزدیک آن لگتی ہے! اس کے بعد کفار کی وفاشعاری' جرنیلوں کی قبروں کو آگ سے بھرنے کے لیے کافی ہوگی اور جرنیلوں کی چاپلوسی' درباری اہلِ علم کے لیے ظلماتِ قبور میں اضافے کا باعث ہوگی!

☆☆☆☆☆

پروانوں کی نادانی

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

ہم واہگہ بارڈر پر دنیا کا آٹھواں سب سے بڑا جھنڈا لگانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ۱۲۰ فٹ چوڑا ۴۰۰ فٹ اونچا۔ سبز ہلالی پرچم، سرحد پار دشمن اس کی آب وتاب دیکھے گا! لیکن حقائق نامہ کچھ مختلف کہانی سناتا ہے۔ پرچم کی سر سبزی اور شادابی گہنا چکی ہے۔ سرحد پار دشمن ہمارے دریاؤں کا پانی عفریت بن کر پی رہا ہے۔ ہمارے دریاؤں میں ریت اڑنے لگی ہے۔ ہمارے تعلیم سے فارغ ننگے پیر بچے اس ریت میں کرکٹ کھیلتے ہیں۔ زرعی اجناس ہم بہت سی بھارت چین سے درآمد کر رہے ہیں۔ بونے اگانے کی مشقت سے ہم بچ گئے ہیں! جہاں فصلیں اُگ آئیں، وہاں اب بھارت سیلابی پانی چھوڑ کر گھر آبادیاں بستیاں کھیت اجاڑ دیتا ہے۔ آپس کے سر پھٹول سے فرصت ہوتی تو کہیں ڈیم بنا کرتے! ہلالی پرچم پر سے مشرف نے ہلال اتار کر صلیب (معنوی اعتبار سے) لگا دی۔ مسجدوں کے درپے ہوا۔ لال مسجد تا قبائلی علاقہ جات۔ لاؤڈ سپیکر گھٹی گھٹی آواز میں اذان دیتے ہیں۔ 'پرچم ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا'، والے اقبال کو سنگی مجسموں میں گاڑ کر شکر پڑیاں میوزیم کی زینت بنا دیا۔ 'بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتے'، والے اقبال کو بت بنا کر قومی بت خانے میں سجا دیا!

یہ نیا پاکستان اب سترہ سال کا ہونے کو آرہا ہے۔ چمکتے دمکتے جھنڈے لہرائیں۔ اندر سے اڑی رنگت لیے فق چہرہ پاکستان۔ پیٹ خالی۔ اس کے بچے خط غربت کے نیچے ناک سڑ سڑاتے، پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس جھنڈے کو تکا کریں گے۔ نیا پاکستان خدا نا آشنا، جس کی بیٹیاں ناچتی تھرکتی بل بورڈوں پر چڑھی اودبلائیں۔ صنعتیں ٹھپ ہو چکیں۔ گیس بجلی سسک سسک کر میسر آتی ہے۔ سی پیک سے دودھ شہد کی نہریں بہنی تھیں، وہ بھی مسلسل ہچکولے کھا رہا ہے۔

ہماری ترجیحات؟ جب پرچم لگ، چڑھ، لہرا جائے گا تو لہک لہک کر لڑکے لڑکیاں مل مل کر گائیں گے... اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں! ہم ایک ہیں؟ زرداری، عمران خان، نواز شریف عسکری قیادت کیا ایک ہیں؟ اقتدار کی میوزیکل چیئرز کا کھیل سال کے بارہ مہینے مختلف ناموں سے چلتا ہے۔ دھرنے انتخابی دھاندلیاں، پاناما، اور اب یکایک رنگ میں بھنگ ڈالنے کو ریمنڈ لیکس آن وارد! افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر! لگتا ہے نواز خاندان کی آہ جا لگی ہے۔ ابھی تو یہ دال میں کالے والوں کی آہ لگی ہے۔ اگر مظلوم و مقہور اغواشدگان، لاپتگان کی آہیں جا لگیں تو کیا ہو گا۔

کچھ لوگوں کو ریمنڈ کہانی پر یہ غم ہے کہ یہ سب پاکستان کی آزادی وخود مختاری کے نام پر بٹہ لگا ہے۔ نجانے یہ کون سے خوش فہم ہیں جنہیں پاکستان ۲۰۰۱ء کے بعد بھی آزاد وخود مختار دکھائی دیا! ۴۰۰ ڈرون حملوں پر اشتراک کے بعد بھی؟ اپنی شہری آبادیاں آپریشن در آپریشن دربدر کر کے بھی؟ اب امریکہ نے خود مہر ثبت کر دی ہے کہ یہ امریکی مفادات کے تحفظ کی جنگ تھی جو پاکستان نے لڑی۔ (بس یہی خرابی امریکہ کی ہے کہ وہ نہایت مہلک رازوں سے بھری بزم میں پردہ اٹھا دیتا ہے!) ڈمہ ڈولا پر میزائل داغ کر مدرسے کے معصوم بچوں کو مارا مشرف نے امریکہ کی لاج رکھنے کو یہ الزام اپنے سر لے لیا۔ تاہم امریکہ کو مشرف، پاشا کے بھانڈے پھوڑتے لاج نہ آئی! اگرچہ ریمنڈ لیکس کا بہت کچھ اس وقت بھی لیک ہو ہی گیا تھا بالا قساط۔ ادنیٰ امریکی سی آئی اے اہلکار کے لیے پوری اسٹیبلشمنٹ تھرا اٹھی تھی۔ اس کی خاطر اذان کا لاؤڈ سپیکر بند کر دیا گیا۔ خاطر مدارات۔ خود ایجنسی کے اپنے کارندوں کا قاتل کس طرح وی آئی پی بنایا گیا۔ ہم تو اس وقت بھی خون کے آنسو روئے تھے اپنے شہریوں کی تحقیر پر۔ وہ جن کے ہاتھوں کئی نامور اپنوں کو نشانہ بنایا گیا لیکن...

؎ غیر کا ہو سامنا تو بس قلی بن جایئے

کی دکھ بھری، شرمسار کر دینے والی کہانی، خود ریمنڈ کی زبانی نے تو پانی پانی کر دیا! ہماری عدالتوں، قوانین، اداروں اور ملک و قوم کی تضحیک کرتے ہوئے کتاب کے مطابق ابھی یہ ادھورا سچ ہے۔ سی آئی اے نے بہت کچھ سنسر کیا ہے۔ ہم آخرت لیکس کے منتظر ہیں۔ یوم تبلی السرائر... سب راز جس دن منکشف ہو جائیں گے کچھ بھی چھپا نہ رہ سکے گا۔ ایسا سچ جو شواہد، ثبوتوں، آڈیو، وڈیو، جسم کی کھال، ہاتھ پیر، آنکھوں کی اپنی گواہیوں سمیت بڑی سکرینوں پر چلے گا۔ جس دن کی رسوائی سے حضرت ابراہیمؑ جیسے خلیل اللہ نے پناہ مانگی... ولا تخزنی یوم یبعثون

ایک ادنیٰ امریکی سیکورٹی گارڈ کے ہاتھوں ایٹمی پاکستان کی درگت پر ہم تڑپ اٹھے! پاکستان سے اگلے مرحلے کی خدمات وصول کرنے کی ہی یہ ایک کڑی ہے۔ آپ نے دیکھا... پہلے امریکہ نے مودی کی بلائیں لیتے ہوئے ہمیں کشمیر افغانستان پر حقیر کیا۔ امریکی مفادات کے تحفظ میں ہماری ناکامی پر غیظ وغضب دکھایا۔ امریکی اسلامی اتحاد کے سربراہ ریٹائرڈ آرمی چیف راحیل شریف ہے... اور دوسرے آل پاور فل (ہمہ مقتدر) خلیج میں امریکی چھتری تلے خدمات انجام دینے کو، پاشا صاحب قرار پائے تھے۔ اتنی خدمت گزاری پر بھی پاشا کو بخشا نہ گیا؟ وفاداری کی داستان پاکستان تادیبی چل رہی ہے اور ریمنڈ آن ٹپکا۔ کیا از خود آ گیا؟ یہ ڈنڈا گاجر کہانی ہی کا ایک کردار ہے۔

جب ڈنڈے کے صدمے سے بے حال ہو گئے تو گاجروں کا تھیلا لیے جان مکین اور دیگر امریکی سینیٹرز پوچا پھیرنے آن پہنچے۔ مکین وہ ہے جو پاکستان کے ہمدرد جانا جاتا ہے۔ لیکن اللہ کا بار بار فرمایا حرف بہ حرف سچ ثابت ہوا کہ کافر کبھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔ کشمیر پر نرم بات، افغانستان میں خدمات کا کچھ اعتراف کرتے ہوئے امریکہ کے دفاع کے لیے کی جانے والی محنتوں کے ثمرات دیکھنے یہ امریکی قافلہ وزیرستان گیا۔

(بقیہ صفحہ ۷۳ پر)

صفوی رافضی لشکروں کی محافظ... پاکستانی فوج

اسامہ سعید

۶ اپریل ۲۰۰۷ء کو پاڑا چنار میں روافض نے خمینی انقلاب کے نعرے لگاتے ہوئے اکبر روڈ مارکیٹ پر حملہ کیا، جہاں سنیوں کی آبادی اور دوکانیں تھیں۔ تمام مکانات اور دکانوں کو جلا کر مسمار کر دیا گیا اور مسلمانوں کا بے دریغ خون بہایا گیا۔ یہ اطلاع جب پاڑا چنار کے مضافاتی علاقوں میں پہنچی تو گھر گھر لڑائی پھیل گئی۔ پیوار، کرمان، علم شیر، بالش خیل، صدہ اور بھوتال میں سیکڑوں مسلمانوں کا قتلِ عام کیا گیا۔ ہر طرف لاشیں ہی لاشیں اور خون ہی خون بکھرا تھا اور آہیں اور سسکیاں سنائی دے رہی تھیں۔ لیکن ملکی ذرائع ابلاغ میں بیٹھے رافضی شیطانوں نے اس حیوانیت کی خبر کسی کو کانوں کان نہ ہونے دی۔

اب ۲۰۱۷ء ہے اور ۲۵ جون کو اسی پاڑا چنار میں رافضیوں کی لاشیں گریں تو میڈیا نے پورے ملک میں بھونچال برپا کر دیا۔ اس سے قبل کی اطلاعات ہیں کہ پاڑہ چنار میں واقع ٹریننگ کیمپ پر چھاپہ مارا گیا جس میں بڑی تعداد میں اسلحہ اور گولہ بارود برآمد ہوا ساتھ ہی ساتھ ایرانی ٹرینر کی بھی گرفتاری عمل میں آئی۔ یہاں کافی عرصے سے پاکستانی شیعہ افراد زینبون بریگیڈ اور افغانی شیعہ فاطمیون بریگیڈ کے تحت بھرتی کیے جا رہے تھے۔

آج بھی پاڑہ چنار میں دہشت گرد تنظیم ''انصار الحسین'' کے جلسے ہوتے ہیں، شام و عراق میں مسلمانوں کو قتل کرنے کے لیے روزانہ کی بنیاد پر بھرتیاں ہوتی ہیں، لڑنے والے جنگجو افراد کو ماہانہ ایک لاکھ چوبیس ہزار روپے جب کہ خاندان کے افراد کی ایران میں شہریت اور مفت تعلیم دینے کے اعلانات کیے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان اور پاکستان سے بڑی تعداد میں شیعہ جنگ جو شام اور عراق میں شیعہ ملیشیا کے ہمراہ شانہ بشانہ لڑ رہے ہیں بلکہ اب تو تواتر کے ساتھ ان جنگجوؤں کی لاشیں واپس پہنچ رہی ہیں جنھیں ایران میں مکمل سرکاری اعزاز کے ساتھ دفنایا جا رہا ہے۔

پاڑہ چنار میں ہونے والے دھماکے کے خلاف احتجاج کی آڑ میں پاڑہ چنار تا کراچی منظم دھرنوں کا سلسلہ شروع ہوا جس کو میڈیا میں خوب کوریج دی گئی۔ اس معاملے میں بھی روافض کی خصلت 'یہود ہی کی مانند ہے جو ظلم سے باز نہیں آتے لیکن دنیا بھر میں اپنی مظلومیت کا رونا روتے پھرتے ہیں۔ میڈیا اور اسمبلی ممبران سمیت وہ تمام افراد جو ان دونوں میدانوں میں روافض کی ترجمانی کے فرائض انجام دیتے ہیں، ملک بھر میں جاری ضرب عضب اور ردالفساد جیسی صلیبی کارروائیوں پر پھولے نہیں سماتے تھے اور صبح شام پاکستانی افواج کی حمایت میں نعرے لگاتے نہیں تھکتے تھے۔ اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ پاڑہ چنار میں ایک ہی چھاپے سے ان کی دم پر جیسے پاؤں آ گیا ہو۔

یہ اپنی نوعیت کا منفرد احتجاج تھے جہاں جبران ناصر جیسی میڈیا کی معروف شخصیات نے ببانگ دہل فوج کو للکارا اور شیعہ نوجوانوں کو ہتھیار اٹھانے کی ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ ان واقعات کا بدلہ کراچی میں لینے کی دھمکی دی۔ ان دھرنوں میں پاکستانی افواج کو دی جانے والی دھمکیوں اور سیکورٹی اہلکاروں پر فائرنگ کے واقعات کے باوجود حیرت انگیز طور پر پاکستانی افواج کی جانب سے کھسیانے پن کا مظاہرہ دیکھنے میں آیا حتیٰ کہ کرنل عمر کو پاڑہ چنار سے ہٹائے جانے اور محکمانہ تادیبی کاروای کے مطالبے کو بھی مان لیا گیا اور فوج کی ہائی کمانڈ بشمول قمر باجوہ کی جانب سے شیعہ رہنماؤں کو مصالحت کا پیغام دیا گیا۔

حکومت اور شیعہ رہنماؤں کے مابین ہونے والے مذاکرات کے دوران ایک طویل فہرست مطالبات کی تھمائی گئی جس میں کرنل عمر پر قتل کا مقدمہ قائم کرنے سمیت، مرنے والوں کے لیے فی کس پچاس لاکھ اور زخمیوں کے لیے پچیس لاکھ، سرکاری نوکری اور پلاٹوں سمیت مستقل بنیادوں پر سول اور سیکورٹی انتظامیہ میں شیعوں کی کوٹوں کی بنیاد پر بھرتی کا مطالبہ شامل تھا۔ ساتھ ہی ساتھ ایف سی پر براہ راست قتل عام میں ملوث ہونے کا الزام لگا کر ایف سی کی اس علاقے سے تعیناتی ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا اور سیکورٹی کے لیے تمام انتظامات شیعہ ملیشیا کے حوالے کرنے کی بات کی گئی۔ اس کے علاوہ آرمی سکول کالج اور سی ایم ایچ ہسپتال کی منظوری کا بھی مطالبہ کیا گیا۔ بیس سے پچیس کے قریب مطالبات کی اس طویل فہرست کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کہ یہ مطالبات شام کی کسی شیعہ ملیشیا کی جانب سے بشار الاسد کو پیش کیے جا رہے ہوں۔

بس شیعہ مرداروں کے لیے ایک نشان حیدر کا اعزاز مانگنے کی کمی تھی جو اس فہرست میں شامل نہ تھی۔ آخر پاکستانی افواج اور خفیہ اداروں کی شیعہ حلقوں بشمول عسکری تنظیموں کو ملنے والی غیر معمولی چھوٹ اور تعاون ہی انہیں اس نہج پر لے آئی ہے کہ وہ ایسے مطالبات کرتے نہیں ہچکچاتے۔

۲۰۰۷ء سے قبل اس علاقے میں سنی بھی آباد تھے اور رہائشی اور تجارتی املاک کے مالک تھے لیکن اہل سنہ کو بتدریج اس علاقے سے زبردستی بے دخل کیا گیا، ان کی املاک جلائی گئیں ہیں اور ان پر قبضہ کیا گیا ہے لیکن یہ واقعات کبھی بھی میڈیا کی خبروں کا حصہ نہ بن سکے۔ اگر بات دھماکوں میں مارے جانے کی یا دوسرے واقعات کی ہے جہاں انسانی جانوں کا ضیاع ہوا ہو تو کیا ایسا ہی کوئی مطالبہ ایسے کسی واقعے میں سامنے آیا جہاں اہل سنت کا خون بہا ہو۔

پشاور تبلیغی مرکز میں شب جمعہ پر حملہ ہوا کتنوں کو معاوضہ مل گیا۔ تعلیم القرآن سانحہ میں کتنوں کو مل گیا یا حالیہ مستونگ حملے میں شہید ہونے والے کتنے افراد کو معاوضہ ملا؟ شیعوں کی سرپرستی کے باعث کنگال ہونے والے راجہ بازار کے تاجر اب تک کسمپرسی اور بے بسی کی تصویر بنے ہوئے ہیں لیکن اُنہیں معاوضہ ملنا تو دور کی بات جمہوری راستوں سے

مسلمانوں کے دفاع کے دعوے دار حضرات کی جانب سے کسی قسم کے معاوضے کا مطالبہ کبھی کیا ہی نہیں گیا۔ جب کہ دوسری جانب کسی بھی ایسے دھماکے، جس میں سیکورٹی اہل کار یا شیعہ ہلاک ہوئے ہوں مطالبات سے قبل ہی صوبائی حکومتوں کی جانب سے مرنے والے اور زخمی افراد کے لیے امداد کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

پاڑا چنار کے علاقے کو چونکہ شیعوں کی عسکری طاقت میں ریڑھ کی ہڈی حیثیت حاصل ہے اس لیے احتجاج کے بہانے طویل مدتی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے مطالبات (جو حقیقتاً احکامات تھے) پیش کیے گئے۔

اور جس طرح سے فوج اور حکومت کی جانب سے ان 'مطالبات' کا جواب دیا گیا ہے کہ بلا کم وکاست ہر ہر مطالبے کو سر آنکھوں پر رکھ کر اُسے قبول کیا گیا، اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ پاڑہ چنار کے وہ تربیتی مراکز جو شام اور عراق جانے والے پاکستان افغانی شیعہ جنگ جوؤں کو تربیت فراہم کر رہے ہیں، یہ مراکز بدستور کام کرتے رہیں گے اور پاکستان میں موجود شیعہ عسکری تنظیموں کو ملنے والی چھوٹ برقرار رہے گی۔

یہ واضح رہے کہ ان ٹریننگ کیمپوں کی دریافت انہی دنوں میں نہیں ہوئی ہے بلکہ یہ مراکز شامی جنگ شروع ہونے سے بہت عرصہ پہلے سے کام کر رہے تھے اور پاکستان میں اہل سنت علما کی ٹارگٹ کلنگ میں ملوث افراد یہی کے تربیت یافتہ تھے۔ سپاہ صحابہ کی قیادت اور ان کے کارکنوں کی ایک بڑی تعداد ان رافضی ٹارگٹ کلرز کا نشانہ بنی اور وہ حق گو علما بھی ان کے نشانے پر رہے جنھوں نے پاکستانی افواج کے امریکی خوش نودی کے لیے قبائل میں کئے آپریشن کے خلاف کھل کر بات کی اور پاکستانی فوج کے ارتداد و کفر کو بے نقاب کیا۔ یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ان علما کی بطور ہدف کی بطور ہدف نشان رہی کن قوتوں کی جانب سے ان کرائے کے قاتلوں کو کرائی گئی اور تاحال وقتاً فوقتاً کرائی جاتی ہے۔

ایک سانحہ تعلیم القرآن ہی کی مثال لیں کہ جہاں عین اُس وقت کرفیو نافذ کر دیا گیا جب شیعہ خنزیر معصوم حفاظ کی بوٹیاں نوچ رہے تھے، اس واقعے میں ملوث درندوں کی واضح تصاویر اور ویڈیوز منظر عام پر آتی ہیں لیکن ملک میں انصاف اور قانون کی بالادستی کے دعوے دار یہ خاکی ہیجڑے سوئے رہتے ہیں۔ نادرا (نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی) کی جانب سے از خود اقدام لیتے ہوئے واقعے میں ملوث افراد کی شناخت بتائی جاتی ہے، جواباً نادرا کے اُن افسران کے ہی تبادلے کر دیے جاتے ہیں جو یہ efficiency دکھانے میں پیش پیش ہوتے ہیں اور اس واقعے میں ملوث درندوں کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہوتا۔

معاملہ صرف پاڑہ چنار کے ٹریننگ کیمپوں کا ہی نہیں ہے بلکہ شہر شہر قائم امام باڑوں میں اسلحہ کی ترسیل بھی ان خفیہ ایجنسیوں کی آشیر باد سے ہی ممکن ہوتی ہے۔ سوات کے بعد وزیرستان کی بستیاں بازار کھنڈر بنا دیئے گئے اور تمام آبادی کو نقل مکانی اور ہجرت پر مجبور کیا گیا۔ کیمپوں کی حالت زار بھی بیان کے قابل نہیں، جہاں بھوک پیاس سے بلکتے بچوں کی حالت دیکھ دیکھ کر اگر کوئی احتجاج کی کوشش کرے تو اس کو بھی سرکاری اہلکاروں کی جانب سے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

جنوبی وزیرستان وانا کے قبائل میں تاحال پکڑ دھکڑ کا سلسلہ جاری۔ ان حالیہ گرفتاریوں کی خاص بات یہ ہے کہ ان علاقوں سے تعلق رکھنے والے پڑھے لکھے افراد، طالب علموں حتی کہ ڈاکٹروں کو بھی گرفتار کیا گیا ہے۔ وجہ اس کی شاید یہ ہے یہ طبقہ وہاں ہونے والے ظلم کو سوشل میڈیا اور دوسرے ذرائع سے دنیا تک معلومات پہنچانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

اس سے قبل لال مسجد کا واقعہ بھی سب کے سامنے ہے کہ ریاست کی رٹ قائم کرنے کے نام پر کس طرح بچوں بچیوں سمیت اسلام کا نفاذ چاہنے والوں کو اسطرح مٹایا گیا کہ ان کی لاشیں تک نہ مل سکیں... سوات میں بچوں کو لائن سے کھڑا کر کے گولیوں سے بھون دینے کا واقعہ بھی منظر عام پر آیا، اور ایک عالم دین کو گلیوں میں گھسیٹ گھسیٹ کر گالیاں دیتے ہوئے اور شہید کرتے ہوئے ان فوجی سپوتوں کو سب نے دیکھا۔

صرف یہی نہیں بلکہ چاروں صوبوں میں قائم خفیہ جیلوں میں قید ان ہزارہا قیدیوں کے ساتھ ساتھ ہونے والا تشدد، ڈرل زدہ جسم، کچلی گئی آنکھیں، مسلے گئے چہرے اور مسخ شدہ لاشیں... ان تمام معاملات پر تو مذہبی سیاسی جماعتوں اور ان کی قیادتوں کی جانب سے ایک سکوت قائم ہے جو ٹوٹنے کا نام نہیں لیتا۔ اگر کوئی ان مظالم کے خلاف زبان کھولنے کی کوشش بھی کرے تو این جی اوز اور موم بتی مافیاؤں کو ان کے خلاف کھڑا کر دیا جاتا ہے، جن کی پشت پر میڈیا اور سیکورٹی کے ادارے کھڑے رہتے ہیں۔

ان حقائق کے باوجود یہ دینی اور مذہبی جماعتیں اور ان کی قیادتیں نہ جانے ذلت و پستی کی کس سطح تک اپنی جماعتوں اور کارکنوں کو گرانا چاہتے ہیں جہاں یہ طواغیت مطمئن ہو جائیں۔ اہل سنت والجماعت کے بے شمار کارکن لاپتہ ہیں، بہتوں کی مسخ شدہ لاشیں گرائی جا چکی ہیں اور تاحال وقفے وقفے سے گرائی جا رہی ہیں، ان میں بہت سے مخلصین وہ تھے جن کا کسی قسم کی عسکری تنظیم سے کوئی تعلق نہیں تھا اس کے باوجود صرف اور صرف ایک اقلیتی گروہ کو زبردستی اہل سنت مسلمانوں پر مسلط کرنے کے لیے یہ اسٹیج سجایا جا رہا ہے۔

اکتوبر ۱۹۸۶ء کا خونی ڈرامہ بھی کوئٹہ کی تاریخ کا خونی باب ہے۔ اس واقعے کے متعلق مقامی لوگ تو جانتے ہیں لیکن بہت کم اس بارے میں لکھا گیا ہے۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایران کی جانب سے کھیپ در کھیپ اسلحہ کوئٹہ کے امام باڑوں تک ٹرکوں میں پہنچایا گیا۔ شیعہ جلوسوں کی شکل میں شہر کے مختلف حصوں میں پھیل گئے، لڑکیوں کے سکول پر حملہ کر کے کئی لڑکیوں کو اغوا کیا، پٹرول پمپ اور دوسری سرکاری اور عام سنیوں کی املاک جلائی گئیں، کئی افراد کو زندہ جلایا گیا۔ پولیس یہ سب روکنے میں ناکام تھی۔ حتیٰ کہ کئی پولیس اہل کاروں کی لاشیں امام باڑوں سے لٹک رہی تھیں۔

اس قتل و غارت کو روکنے کے لیے پاکستانی افواج کی جانب سے بروقت کوئی اقدام نہیں اٹھایا گیا اور بہانہ اس وقت کے گورنر کا اختیارات نہ دینا بتایا جاتا ہے۔ بالآخر رافضی درندے خود ہی تھک ہار کر بیٹھ گئے جس کے بعد فوج کی جانب سے کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ اب اگر کوئی پوچھے کہ شروع پہلے دن ہی کیوں کرفیو کا نفاذ نہیں کیا گیا اور بعد میں کیوں کیا گیا تو جواب صاف ظاہر ہے کہ شروع میں اس لیے کرفیو نہیں لگایا گیا تاکہ شیعوں کا جو مقصود تھا وہ انہیں مکمل حاصل ہو جائے اور اس قتل و غارت کے بعد کرفیو اس لیے لگایا گیا تاکہ اہل سنت آبادی کی جانب سے انتقامی کارروائی نہ ہو سکے۔ یہ پالیسی ویسی ہی تھی جو تعلیم القرآن سانحے میں پاکستان کے سیکورٹی اداروں نے اپنائی جب تک شیعہ غنڈے قتل عام اور مسلمانوں کی املاک جلاتے رہے یہ بھنگ پی کر سوئے رہے، جب وہ اپنا کام مکمل کر چکے تک یہ جاگتے ہیں اور کرفیو کا نفاذ کرتے ہیں۔

اب حالت یہ ہے کہ کراچی کی ایم اے جناح روڈ جیسی مصروف ترین شاہراہ 'جس کے اطراف ایک بہت بڑی آبادی اہل سنت کی آبادی ہے' کو بند کر دیا جاتا ہے۔ محرم کے مہینے سے قبل ہی اطراف کے علاقوں میں اہل سنت کو ہراساں کیا جاتا ہے، بعض آبادیاں ایسی بھی ہیں کہ انہیں ان دنوں میں گھر چھوڑ کر کہیں اور رشتہ داروں کے پاس جانا پڑتا ہے، دکانوں کے تالوں میں ایلفیاں ڈال دی جاتی ہیں۔ اس کے باوجود یہ املاک روافض کے رحم و کرم پر ہی ہوتی ہیں کہ جب جی چاہا جلا دی جائیں۔

پاکستان میں اگر شیعوں کی اکثریت ہوتی یا تناسب نصف کا ہی ہوتا تو ان حالات کی منطق سمجھ میں آتی تھی لیکن جب اس ملک میں اہل سنت واضح اکثریت میں ہیں تو یوں شیعوں کا مختلف شعبوں میں غیر معمولی پھیلاؤ اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ پاکستانی افواج اور ان کے ماتحت خفیہ ادارے اس اقلیت کو غیر معمولی چھوٹ، اور تعاون سے اس قابل بنا رہے ہیں کہ یہ اہل سنت پر مسلط ہو سکیں۔

اگر پاکستان کے سیکورٹی ادارے شیعہ سنی تنازعات میں غیر جانبدار ہی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ پاکستان کی سول و خفیہ جیلوں میں سپاہ صحابہ اور لشکر جھنگوی سے تعلق یا شیعوں کے قتل کے مقدمات میں لاتعداد افراد قید ہیں۔ بہت سوں کو پھانسی دی جا چکی ہے۔ ملک اسحاق رحمہ اللہ کو دو جوان بیٹوں اور سید غلام رسول شاہ رحمہ اللہ سمیت جعلی مقابلے میں شہید کر دیا جاتا ہے۔ جب کہ دوسری طرف ایسے کتنے شیعہ ہوں جن کو اہل سنت علما و کارکنان کے قتل کے مقدمات میں گرفتار کیا گیا؟ ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے جبکہ سزائے موت پانے والا ایک بھی نہیں۔

یہ حقائق صاف ظاہر کرتے ہیں کہ اہل سنت کے خون کے پیاسے ان درندوں کے گلے کا پٹہ کن کے ہاتھ میں ہے۔ مجاہدین اب اس حقیقت کو پہچان چکے ہیں کہ جتنے دشمن یہ روافض ہیں اتنے ہی یہ امریکی غلام بھی دشمن ہیں بلکہ یوں کہیں کہ یہ دونوں دشمن اہل سنت کا خون بہانے کے لیے ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہیں۔

پاکستانی افواج کی اٹھان، ساخت اور نظریات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ ان کی اصلیت کو سمجھنے اور جانچنے کے لیے ستر سال کا عرصہ کافی تھا لیکن قربان جایئے اس قوم کی سادگی پر جو اپنا پیٹ کاٹ کر اپنے خون پسینے کی کمائی بذریعہ 'ٹیکس' نوالے بنا بنا کر اس فوج کے منہ میں ڈالتی، انہیں پروان چڑھاتی ہے، ان کی بھوک پھر بھی نہ مٹے تو کچھ عرصے کے لیے پاک بھارت تنازعات کی ہانڈی کو سالانہ قومی بجٹ کی تیاری سے پہلے تھوڑا جوش دیا جاتا ہے تاکہ دفاعی بجٹ کے نام پر ان امریکی غلاموں کی عیاشیوں کے لیے راستہ نکلے اور بجٹ میں غیر معمولی اضافہ ہو سکے۔ جونہی دفاعی بجٹ میں اضافے کا ہدف پورا ہوا تنازعات کی ہانڈی غیر معینہ مدت کے لیے اتار دی جاتی ہے۔ اب چاہے بھارت پانی روک دے یا سیلاب کے دنوں میں زیادہ پانی چھوڑ دے، نئے متنازعہ ڈیم بنائے، کنڑول لائن پر آئے روز گولہ باری کر کے پاکستانی عوام کو شہید کرتا رہے یا کسی بھی طریقے سے پاکستان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے...

وطن کی محبت کا ڈھنڈورا پیٹنے والے ان بے غیرتوں کی غیرت جاگے گی نہیں یہ تو طے شدہ بات ہے! ہاں پاکستانی عوام کی خون پسینے کی کمائی ڈکارنے کے بعد اگر حق ادا کرنا ہوا تو وہ بھی اسی عوام پر بندوقیں تان کر کبھی امریکی ایجنڈے کے تحت کبھی ایرانی ایجنڈے کے تحت ہونے والی منصوبہ بندیوں میں اہل سنت کے خون کا رنگ بھرنے میں پوری طرح جُت جاتی ہیں!

ایک طرف شیعہ اقلیتی گروہ ہے جو سراسر باطل پر ہوتے ہوئے بھی اپنا سب کچھ داؤ پر لگا کر میدان میں اتر چکا ہے، کیا عالم کیا جاہل، کیا لبرل کیا مذہبی، ان کا ہر شخص اپنی اپنی جگہ شیعیت کو مضبوط دیکھنا چاہتا ہے اور اس کے لیے کوشش کر رہا ہے، چاہے جس سطح پر ہو اور جس شعبے میں ہو... دوسری طرف جب ہم اپنوں کا حال دیکھتے ہیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ صلیبی صیہونی درندوں کے بعد اس لہولہان امت کے جسم پر وہ درندے سوار ہو رہے ہیں جن کے دل صلیبیوں اور صیہونیوں کے مقابلے میں بھی کہیں گنا زیادہ سفاک ہیں اور جنھوں نے ان درندوں سے امت کے اس لہولہان جسم کو بچانا تھا وہ امت کے جوانوں کو اپنی اپنی تنظیموں کے خول میں بند کر کے غیر مسلح جدوجہد کا سبق پڑھا رہے ہیں۔

انصاف کے ساتھ موازنہ تو کریں کہ حق گوئی کی جو مثال مولانا حق نواز جھنگوی رحمہ اللہ سے لے کر، مولانا ایثار قاسمی، مولانا ضیاء الرحمن فاروقی، مولانا اعظم طارق اور علامہ علی شیر حیدری رحمھم اللہ اجمعین قائم کر کے گئے کیا یہ اسی راستے گامزن ہیں؟ مولانا الیاس بالاکوٹی، علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''واللہ العظیم! میں نے آخری غسل دیتے وقت خود دیکھا کہ میانوالی جیل میں ہونے والے تشدد کی وجہ سے پیٹھ کی کھال ادھڑی ہوئی تھی، گوشت نہ تھا اور گڑھے پڑے ہوئے تھے مگر عمر بھر نہ کپڑا ہمارا سامنے ہٹایا اور نہ کبھی اس کا ذکر کیا، راز ہی رہا، یہ میرا حلفیہ بیان ہے''۔

آج جمہوری اور پرامن راستوں سے امت اور ناموس صحابہؓ کی حفاظت کے دعوے دار ذرا سچے دل سے خود سے سوال کر کے دیکھیں، طواغیت کے خوف نے ان کی ہاں میں ہاں ملانے والے، اہل سنت کی نسل کُشی کے قانون کے لیے ترمیمیں پاس کروانے والے اس قابل ہیں کہ صحابہؓ کی غلامی اور حق نواز جھنگویؒ کی جانشینی کا دعویٰ کر سکیں۔ خود مولانا اعظم طارق رحمہ اللہ بھی خود کو شیخ اسامہ کا سپاہی کہتے اور اس خواہش کا اظہار کرتے رہے کہ ان کا ہر کارکن شیخ اسامہ رحمہ اللہ کا سپاہی بنے۔

وہ ادارے جو غداری کی تاریخ رقم کرنے والی لعینوں کی اولادوں کو اداروں کا سربراہ بناتے نہیں ہچکچاتے ان ہی سے امید لگانا، ان کی خوشامدیں کرنا کیا آنے والے وقت کو روک پائے گا جب عراق و شام کی مانند یہ پاکستان میں بھی اہل سنت کے خون کی ندیاں بہانے لگیں۔

کیا یہ محض اتفاق تھا کہ میر صادق (جو شیعہ تھا) نے ٹیپو سلطانؒ سے غداری کرتے ہوئے انگریزوں کا ساتھ دیا اور ٹیپو سلطانؒ کی شکست کا باعث بنا۔ کیا یہ بھی محض اتفاق تھا کہ جنگ پلاسی میں عین فیصلہ کن مرحلے میں میر جعفر نجفی نواب سراج الدولہؒ سے غداری کر کے انگریز کمانڈر لارڈ کلائیو سے جاملا اور نواب کو اس جنگ میں شکست ہوئی۔ یا یہ محض اتفاق ہے کہ اسی میر جعفر کا پوتا میجر جنرل اسکندر مرزا، پاکستان کا سیکریٹری دفاع، بنگال کا گورنر جنرل اور پھر بالآخر صدارت پر قابض ہوا۔ یہ تاریخی حقائق ایک جاہل شخص کو بھی موجودہ حالات کے متعلق حقیقت پسندانہ تجزیے کا فہم دے سکتے ہیں چہ جائیکہ وہ اشخاص نہ سمجھ سکیں جو امت کے دفاع اور نگہبانی کے دعوے دار ہوں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: پروانوں کی نادانی نہیں جاتی

سلامی دینے کو، مکین کے جانے سے چند گھنٹے پہلے پاکستان کی سرحد پر ڈرون حملہ کر کے چار افراد کو نشانہ بنایا گیا۔ (ڈان رپورٹ: ۴جولائی) قومی خود مختاری کے مرثیے پڑھنے والوں نے دیکھا نہیں کہ کس خندہ پیشانی سے (ہمیشہ کی طرح)... ہم ہنس دیئے ہم چپ رہے... منظور تھا پردہ تیرا... کہانی دہرائی گئی!

تاہم اسی مکین نے کابل پہنچتے ہی پھر سے ڈنڈا اٹھا کر پاکستان کو بدترین لہجے میں دھمکانا شروع کر دیا! قومی غیرت کا کڑوا گھونٹ نگل جایئے۔ اس غیرت کے ساتھ جینا دوبھر ہے۔ قومی وقار کے تاج کی جگہ مشرف بوتل سر پر رکھ کر ناچتا رہا۔ قوم نے جب یہ سب گوارا برداشت کر لیا تو اب۔؟

ع کریدتے ہو جواب راکھ جستجو کیا ہے!

ریمنڈ ڈیوس کے ہاتھوں بے توقیر کیے جانے، ٹرمپ مودی جپھیاں، امریکہ کے بعد مودی کا اسرائیل کا گرم جوش دورہ... ان کا برا کیا منانا۔ یہ گریڈ اسرائیل، اکھنڈ بھارت منصوبوں کی کڑیاں ہیں۔

عبرت کا مقام تو یہ ہے کہ امریکہ اپنے ادنیٰ قاتل اہلکار کو بچانے کی خاطر اعلیٰ ترین سطح سے (اوباما، ہلیری، سفیر، قونصل خانہ) پاکستان کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ ہم اپنے چار مظلوم شہریوں، مقتولوں اور ان کے ورثاء کو رگید ڈالتے ہیں۔ ہراساں کرنے، دباؤ میں لانے کا ہر حربہ استعمال کرتے دھمکاتے ہیں! امریکہ کی سہولت کاری اس ملک میں اعزاز بن چکا ہے۔ جو حسین حقانی، زرداری، پاشا، مشرف سبھی کو حاصل ہوا۔ وہی جو ملک عزیز میں بگڑتی معاشرتی اقدار کو سنبھالا دینے... گھر کا یونٹ بچانے، عورت کی تعلیم و تربیت دینے والی مدارسات خواتین کا تعاقب کرتے، فائلیں کھول کر صفحے کالے کرتے، دھمکاتے ہیں... ریمنڈ ڈیوسوں کے آگے یوں پانی بھرتے ہیں؟ اللہ، رسول، دین، شریعت کا سہولت کار ہونا جرم ہو اور مسلم کش کفریہ طاقتوں کی آلہ کاری میں کوئی عار نہ ہو؟

اب جب ملک میں احتساب کا دروازہ کھولا گیا ہے اور دودھ کا دودھ، پانی کا پانی ہو ہی رہا ہے... تو باقی گوالوں کو بھی چیک کیا جانا چاہیے۔ دیت کے پیسے کس نے دیئے۔ ؟عوام کی معاشی حالت بتاتی ہے کہ ہر پیسہ عوام ہی کی پھٹی جیب پھاڑ کر مزید روپیہ دو روپے کر کر کے نچوڑا جاتا ہے۔ مگر یہ کیسے ہوا۔ ؟امریکی قاتل کے گناہ کا کفارہ پاکستان نے کیوں ادا کیا۔ ؟امریکی خزانے پر آنچ نہ آنے دی گئی؟ سی آئی اے کے بدمعاش کے کالے کرتوت ڈھانپنے کو خط غربت کے نیچے بیٹھنے والوں کے تن کی آخری چادر بھی نوچ ڈالی گئی! تف ہے! تفو بر تو... کہ یہ دن بھی ہم نے دیکھنا تھا۔ اس سب کے باوجود ہم پھر امریکہ کے حضور خدمت گزاری پر کمربستہ ہیں جوں کے توں۔ ڈرون حملے کھا رہے ہیں۔ وزیرستان اجاڑ کر امریکی سینیٹروں سے تھپکی لے رہے ہیں۔

حضور شمع پروانوں کی نادانی نہیں جاتی!

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

استشہادیوں کا منتظر ہندوستان

سیف الدین رفیع آبادی

"دو نو عمر لڑکے اپنے گاؤں جانے کے لیے ٹرین پر سوار ہوتے ہیں...انہیں ہریانہ کے بلبھ گڑھ اترنا ہے جہاں سے وہ اپنے گاؤں کھنڈاولی جائیں گے...دو دن بعد عید ہے جس کے لیے وہ نئے کپڑے اور جوتے خریدنے دہلی گئے تھے...انہیں کیا خبر تھی کہ یہ ٹرین ان میں سے ایک کا مقتل بن جائے گی...اور جس منزل کے لیے وہ سوار ہوئے ہیں وہ منزل کبھی نہیں آئے گی۔ دہلی کے صدر بازار سٹیشن سے وہ دونوں بھائی ٹرین میں بیٹھے...دونوں روزے سے تھے...ٹرین خالی تھی دونوں بھائی وقت گزاری کے لیے لڈو کھیلنے لگے...سٹیشن آتے رہے...مسافروں کی تعداد بڑھتی رہی...اوکھلا سے کافی لوگ سوار ہوئے...ایک عمر رسیدہ شخص نے ان دونوں سے جگہ دینے کے لیے کہا...سولہ سالہ جنید اپنی جگہ سے اسی وقت کھڑا ہوا اور اس شخص کو جگہ دے دی۔

اسی دوران کسی نے اسے دھکا دیا...پہلے تو وہ یہ سمجھا شاید غلطی سے ایسا ہوا ہے...دوبارہ پھر اسے دھکا دیا گیا...تب اس نے نرمی سے کہا کہ "ہمیں دھکا کیوں دے رہے ہو"؟...اس کا یہ کہنا تھا کہ دونوں بھائیوں کی داڑھی اور ٹوپی کو لے کر لعن طعن شروع ہوگئی۔"دیش دروہی...پاکستانی...کٹ ملا...کٹن"، وغیرہ ناموں سے انہیں نوازا گیا...کہا گیا تم گائے ماتا کا گوشت کیوں کھاتے ہو؟تم بھارت میں کیوں ہو پاکستان جاؤ... کچھ بہادروں نے زبان ہی سے ان کے دل چھلنی نہیں کیے بلکہ اُنہیں باقاعدہ زدو کوب کرنا شروع کردیا۔ ان کے سر سے ٹوپی گرادی...ان کی داڑھی کھینچی گئی...صورت حال بگڑتی دیکھ کر جنید نے زنجیر کھینچی لیکن گاڑی نہیں رکی...شاکر نے گھبرا کر اپنے بھائی ارشاد کو فون کیا کہ وہ بلبھ گڑھ سٹیشن پر آجائے...بلبھ گڑھ پہنچنے تک پندرہ سے بیس لوگ ان کو اچھی طرح پیٹ چکے تھے کئی لوگوں نے چاقوؤں سے وار کیے...جنید اور شاکر کے خون سے بوگی لالہ زار بن گئی۔

لوگ تماشائی بنے رہے...کسی ایک نے بھی مارنے والوں کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش نہیں کی... ہاتھ پکڑنا تو دور زبان سے بھی نہ روکا۔ حتیٰ کہ ان میں سے کوئی دوسری طرف گرتا تو وہاں بیٹھے یا کھڑے لوگ انہیں پھر بھیڑ کی طرف دھکیل دیتے...گویا وہ بھی یہی چاہتے تھے کہ ان کٹ ملاؤں کو آج اچھی طرح سبق سکھا دیا جائے...بلبھ گڑھ سٹیشن پر ان کا تیسرا بھائی منتظر تھا...

یہ دونوں وہاں اترنا چاہتے تھے مگر انہیں اترنے نہ دیا گیا...تیسرا بھائی ان کو تلاش کرتا کرتا بالآخر ان تک پہنچ گیا...بھیڑ نے اس کو بھی اندر گھسیٹ لیا اور اسے بھی پیٹنا شروع کردیا...جب تک گاڑی اگلے سٹیشن تک پہنچی یہ تینوں بچے بری طرح لہو لہان ہوچکے تھے...جنید کچھ زیادہ ہی زخمی تھا...بھیڑ نے انہیں پلیٹ فارم پر پھینک دیا...انہوں نے مدد کے لیے آواز لگائی...نہ سٹیشن کے عملے کا کوئی فرد آیا...نہ پولیس آئی...نہ عام آدمیوں میں سے کوئی آگے بڑھا...شاکر نے کانپتے ہاتھوں سے ایمبولینس کو فون کیا...آدھے گھنٹے بعد اس کے دیدار ہوئے...اس وقت تک جنید زخموں کی تاب نہ لاکر دم توڑ چکا تھا۔ شاکر خود زخمی تھا اور مقتول بھائی کا سر اس کی گود میں...وہ پانی پانی چلا رہا تھا۔ کباڑ چننے والا ایک لڑکا پانی کا ایک پاؤچ خرید کر ان کے پاس لایا...شاکر نے اپنے بھائی کو پانی پلانے کی کوشش کی مگر وہ تو اس سے بے نیاز ہو چکا تھا...

یہ کوئی فرضی کہانی یا افسانہ نہیں ہے...نہ کسی فلمی سین کی منظر کشی...یہ واقعہ راجدھانی دہلی کی ناک کے نیچے ہوا ہے جہاں صدر و وزیر اعظم سمیت سول و فوجی حکام کی بڑی تعداد رہتی ہے...اور نہ ہی یہ وحشیانہ واردات کوئی نئی ہے...دادری میں اخلاق کے قتل سے جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ ۲۶ بے گناہ انسانوں کے قتل کے بعد بھی جاری ہے...آج بھی اخبارات میں دو خبریں ہیں...بہار میں انیس سالہ مسلم نوجوان کو پولیس والے نے گھر سے گھسیٹ کر گولی ماردی...دوسری خبر مغربی بنگال سے جہاں تین مسلمانوں کو بھیڑ نے تشدد کرکے ہلاک کردیا۔

ان تمام واقعات میں چند قدریں مشترک ہیں کہ داڑھی...ٹوپی اور کرتے والوں کو دیکھ کر ہندوؤں کے جذبات ان کے قابو میں نہیں رہتے...ان کی زبانیں بے لگام ہو جاتی ہیں اور ہاتھ بھی ان کے بس میں نہیں رہتے...گالم گلوچ اور مار پیٹ کے واقعات عام ہیں...اور ان واقعات میں بے قصور مسلمانوں کی جانیں بھی چلی جاتی ہیں...دوسری بات یہ کہ نہتے اور بے قصور مسلمانوں کے لیے کوئی آگے نہیں بڑھتا...لوگ کھڑے ہو کر تماشہ

دیکھتے ہیں یا موبائل سے ویڈیو بنانے لگ جاتے ہیں...اکثر مجرم گرفتار نہیں ہوتے اور جو گرفتار ہو جائے وہ ناکافی ثبوتوں کی بنا پر رہا ہو جاتا ہے"۔

احباب! درج بالا کلمات ہندوستان کے ایک پرامن نظریات کی بنیاد پر تحریک چلانے والے اور سول سوسائٹی کے ایک عالم دین کے ہیں... گو کہ آنجناب کی اس تحریر کے اگلے حصے میں ہندوستانی مسلمان نوجوانوں کو (پرامن) رہنے کا وہی گمراہ کن اور فاسقانہ پاٹ پڑھایا گیا ہے مگر اس سب کے باوجود تحریر کا یہ حصہ ہندوستان میں آپ کے مستضعفین بھائیوں کی موجودہ حالت کا اندازہ لگانے کے لیے کافی ہے...ہندوستانی مسلمان جو کہ مدتِ مدیر سے مشرک ہندوؤں کا ظلم سہتے آرہے ہیں، ان کا دوسرا سب سے بڑا مسئلہ گمراہ اور احمق قائدین کا ہے...اور بدقسمتی سے یہی مسئلہ پاکستان، بنگلہ دیش اور برما سمیت بالعموم پورے برصغیر کا ہے۔ ہندوستان کے ایک عالم دین ٹی وی پروگرام میں عبادتِ جہاد کو فقط اس لیے ناقابل عمل بتا رہے تھے کہ اقوام متحدہ کے قیام سے اب ساری دنیا کے ممالک ایک دوسرے سے معاہدے کر چکے ہیں...ولا حول و قوۃ الا باللہ...

غلامی کو قبول کر چکی، شجاعت و دلیری سے عاری یہ کھوکھلی قیادت اس قدر مظلومیت میں مسلمانوں کی شہادتوں کے باوجود عملی اقدامات کے بجائے مسلم ملت ہی کو امن و آشتی اور صبر و مصلحت کے مشوروں سے نواز رہی ہے...

حتیٰ کہ مسلم نوجوانوں کی مشرکین سے مزاحمت کے بعد شہادتوں پر لیڈران بجائے اظہارِ تعزیت کے 'نوجوانوں کو اللہ سے باغی کفریہ نظام جمہوریت کو اپنانے کے مشورے دیتے نظر آتے ہیں۔ جس کی واضح مثال لکھنو میں شہید ہمارے معزز بھائی سیف اللہ رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد ان سیاسی قائدین کا طرز عمل ہے۔ جب کہ دوسری جانب ہندو شر پسند کھل کر اسلام اور اہل اسلام کے خلاف صف آرا ہو چکے ہیں۔ ایک عرصہ آر ایس ایس کے تربیتی کیمپوں سے عسکریت سیکھ کر نکلنے والے لاکھوں ہندو جوان ہی اب گاؤ رکشکوں کی صورت ہر جگہ تاک تاک کر اہل ایمان پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ پورے ہندوستان میں کوئی بھی ایک شہر مشرکین کے ہاتھوں بہائے جانے والے خونِ مسلم کی سرخی سے محروم نہیں رہا۔ تمام مسلم دشمن کارروائیوں کی پشت پناہی کرتے حکمران جماعت بی جے پی کے اعلیٰ و مقامی عہدے داروں کو پورا ہندوستان نام و شکل سے پہچانتا ہے۔ اس سب کے باوجود اگر چند مسلم نوجوان معاشرے میں عَلَم جہاد بلند کریں تو تمام کفریہ اعلام و عسکر، خواص و عوام بمع نام نہاد مسلم قائدین ان پر چڑھ دوڑتے ہیں... جب کہ بحمد للہ عام ہندوستانی مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ جہاد اور قائدینِ جہاد سے بے پناہ محبت کرنے والے... اپنی امت کے احوال سے واقف... اپنی مظلومیت اور محکومی پر متفکر اور جمہوری و سیکولر کفریہ نظاموں سے بری ہیں... یہاں تک کہ ہندوستانی مسلمانوں نے دیگر خطوں میں موجود اپنے مظلوم مسلمانوں کی مدد و اعانت کو بھی اپنا شیوہ بنا رکھا ہے... کشمیر جہاد تک میں ہندوستانی انصار کی افرادی و مالی نصرت کے بعد سرزمین شام و خراسان میں موجود کثیر ہندوستانی مجاہدین ہی ہندوستانی مسلمانوں کے بالاصل نمائندگان ہیں...

اگر یہ گمراہ قیادت راستے کی رکاوٹ نہ بنے تو باذن اللہ آج ہندوستانی مسلمان 'کفریہ نظام اور اس کے ظلم سے جس قدر بے چین ہے اتنا اس سے قبل کبھی نہ تھا... گائے کے گوشت پر پابندی کے بعد تو کلکتہ کے ایک سیاسی مولوی صاحب کو بھی جہاد اور افغانستان یاد آنے لگے۔ جب کہ امن و آشتی اور برابری و مساوات کے بودے علمبردار جمہوری و سیکولر اس ظالمانہ کفری قانون کے تحت بھی مسلمانوں کے کسی بھی جائز احتجاج کو جہاد و دہشت گردی سے تعبیر دیتے ہیں اور بلوے اور ہجومی حملوں میں مسلمانوں کے قتل عام کو تو باقاعدہ وزیر اعلیٰ تک کے سرکاری پلیٹ فارم سے معمولی بات قرار دیا جا چکا ہے۔ آر ایس ایس کے آخری مرکزی اجتماع میں تین لاکھ سے زائد کافروں کی شرکت ہندوستانی مسلمانوں پر ان کا مستقبل واضح کر چکی ہے۔ جب کہ مودی کے بعد آدتیاناتھ کا چناؤ کسی بھی مسلمان کے لیے اس ظالمانہ جمہوری نظام سے اعتماد اٹھانے کے لیے کافی ہو سکتا ہے۔

جب کہ پنجاب کے مسلمان بھی تکبیر کے سائے تلے 'سرکاری دہشت گردی کا باقاعدہ مقابلہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ ہندوستان میں ہمارے علمائے کرام و طلبائے عزام جہاد میں شمولیت کے لیے ترساں و کوشاں ہیں۔ اور وہ یہ بات جانتے ہیں کہ مسلم سلطنتوں کا سقوط یا اسلام دشمن اقوام متحدہ کے ظالمانہ معاہدے کسی صورت بھی اسلام کی چوٹی (کوہان) یعنی جہاد فی سبیل اللہ کو موقوف نہیں کر سکتے کیونکہ آقا مدنی صلی اللہ عیہ وسلم کا فرمان ہے

الجہاد ماض الی یوم القیامہ

ان تمام کفری اور بودے نظریات و نظام سے بالا اور بری ہے۔ اور اہل اسلام چاہے وہ خواص ہوں یا عامی، سب یہ جانتے ہیں کہ اسلام کی سربلندی اور اور اپنے جائز بنیادی حقوق کبھی بھی ٹوئٹر کی مہمات یا سیاہ پٹیوں کے خاموش احتجاجوں سے نہیں حاصل ہو سکتے...بقول شیخ اسامہ رحمہ اللہ:

"ظلم و جبر اور استحصالی نظام سے چھٹکارے کا صرف ایک راستہ ہے...اور وہ ہے جہاد، گولی اور فدائی حملہ"۔

اور یقیناً آج جب کہ نجس و پلید ہندو بالعموم ہندوستان کے اہلیانِ اسلام پر جنگ ہی مسلط نہیں کر چکے بلکہ برصغیر سے باہر تک اسلام اور اہلِ اسلام سے جنگ میں بھارت سر فہرست آ چکا ہے... صومالیہ کے مسلمانوں کی اقتصادیات و وسائل پر کاری حملوں، ظالم کفریہ ایتھوپین حکومت سے معاہدے... صحابہؓ جیسی حکومت قائم کرنے والے بت شکن، امارت اسلامیہ افغانستان کے بھائیوں سے جنگ کرنے کے لیے امریکہ سے ہزاروں بھارتی فوجی افغانستان بھیجنے کا معاہدہ... مسلمانوں کے قاتل اور قبلہ اول پر قابض اسرائیل کا دورہ اور یہودیوں

عہدے داروں سے ملاقاتیں اور معاہدے... تو کیا ان مشرک اور ظالم ہجوموں اور براہ راست پوری امت مسلمہ سے برسر جنگ مشرک فوج و حکومت کے سامنے بند باندھنے کے لیے استشہادی حملوں سے بہتر بھی کوئی حل ہو سکتا ہے... کہ اہل ایمان کا قتل کرنے والوں کا قتل عام کیا جائے اور ہمیں زندہ جلانے والوں کو بھی شمشان گھاٹ ہی زینت بنادیا جائے۔

واللہ! ہم عالم اسلام بالخصوص آزاد خطوں میں بسنے والے مسلمان بھائیوں کو کہنا چاہتے ہیں کہ اگر ہتھیاروں اور تداریب کے بندوبست ہو تو یہاں ہمارے سربکف نوجوان 'آر ایس ایس کے تربیتی و عسکری مراکز کی ریکی تو پہلے ہی مکمل کر چکے ہیں۔ اور ہند میں آپ کے بھائی ماضی سے اب تک مسلسل ایسی چھوٹی اور انفرادی کوششیں کرتے آئے ہیں... سارا ہندوستان ''دی بیس'' کے نام سے عسکری کارروائیاں سرانجام دیتے اس اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں کے ایک غیر منظم اور کمزور مجموعے سے واقف ہے جو کسی منہجی اور عسکری قیادت کے نہ ہونے سبب اپنی جُہد کو کوئی مناسب راہ نہ فراہم کر سکے... جب کہ تمام منظم کاوشوں کو نقصان پہنچانے میں اور کسی کا نہیں بلکہ پڑوس کے ملک کی آئی ایس آئی نے بہت بڑا کردار ادا کیا۔ اللہ پاکستان میں موجود ہمارے بھائیوں کو امت سے کیے گئے ان جرائم کا خوب بدلہ لینے کی توفیق دے... اور ہمیں ہندوستان میں قید تمام مسلمانوں کو رہا کروانے والا بنادے... آمین۔

ہندوستان سے فقط راہِ جہاد میں ہجرت کر کے افغانستان میں خلعتِ شہادت سے سرفراز ہوتے حیدرآباد کے قاری عمر شہیدؒ ہوں یا برصغیر کے شیروں کی قیادت کرتے مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ یا دور دراز سے ہندوستان میں علَم اسلام کی سربلندی کے لیے جانیں دیتے شہید بابری مسجد کمانڈر حذیفہ شہیدؒ جیسے دیگر دسیوں نوجوان یا ایک مدت تک ہندوستان کی سرزمین کو اپنے وجود سے معطر کرنے والے شہید الیاس کشمیریؒ... ان سب کے معاون و انصار ہندوستان ہی کے مقامی مسلمان تھے۔ جو کہ آزاد خطوں میں ہندوستانی مسلمانوں کے بارے میں پھیلے بزدلی و غلامی پر راضی ہونے کے تصور کی صریح نفی ہے۔

ہم مجاہدینِ عالم کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ ہندوستانی مسلمان فقط آپ کی قلیل ترین کمک کے منتظر ہیں... مسلمانوں پر ظلم کرنے والے ان جتھوں پر استشہادی حملے کرنے کے لیے کرنے مسلم نوجوان راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگتے ہیں اور سالوں سے اس بات کے منتظر ہیں کہ ارجا اور غلو سے پاک علی منہاج النبوۃ مجاہد بھائیوں سے ہم کب مربوط ہو پائیں گے۔ ہندوستانی مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کی ایک واضح مثال ہمیں بنگلور کی مسجدِ اقصیٰ سے اپنے ایمان اور اور مسلمان بھائیوں کی حفاظت کو اٹھے پانچ بھائیوں کے ایک مجموعے سے ملتی ہے... جنھوں نے کمال مہارت سے پورا ایک ماہ ایک مشہور زمانہ اسلام دشمن بھیڑیئے کی ریکی کی اور اسے جہنم واصل کر دیا... اللہ اس مجموعے کو بھی ہمارے ہاتھوں کفار کی قید سے رہائی عطا فرمائے... ان میں سے دو بھائیوں نے گوریلا کارروائی کرتے ہوئے بنگلور شہر کے شیواجی نگر سے آر ایس ایس کے قائد کو سر بازار دن دیہاڑے ہزاروں لوگوں کے سامنے خنجروں کے وار کر کے قتل کر دیا اور یہ کام فقط ایک بھائی نے کیا جب کہ دوسرا موٹر سائیکل پر سوار رہا تا کہ کارروائی کا مقام چھوڑنے میں کسی دقت کا سامنا نہ ہو... اور ان بھائیوں کی عسکری مہارت کا یہ عالم کہ کارروائی کے لیے وقت اور مقام کا تعین بھی ایسا کیا گیا تھا اس عملیہ کے اثر سے دشمن کے قائدین و کارکنان کے دلوں ایک رعب بیٹھ جائے... اور جب اللہ کی طرف سے آزمائش آن پہنچی تو ان بھائیوں نے بغیر کسی پس و پیش کے اس بات کا اقرار کیا کہ اس مردار سے ہماری کوئی ذاتی دشمنی نہ تھی، اس کے قتل کے مقاصد میں حکم ربی جہاد اور مسلمانوں کا تحفظ پیش نظر تھا۔ اس کے علاوہ غازیوں کی سرزمین کیرالہ میں بھی بی جے پی کے دفتر پر پٹرول بم سے حملہ کیا گیا ہے۔ یہ تو چلیے کچھ مخصوص واقعات تھے... عمومی طور پر ہندوستانی مسلمان اور کفریہ حکومت کا آپسی تعلق کیسا ہے؟ اس کا اندازہ یعقوب میمن جن کو خطرناک دہشت گرد قرار دے پھانسی دے دی گئی تھی... ان کے جنازے میں مسلمانوں کی کثیر تعداد میں شرکت سے لگایا جا سکتا ہے... بلاشبہ یعقوب میمن کا جنازہ ہندوستان کے تاریخی جنازوں میں سے ایک تھا۔

یہ وہی ہندوستان ہے جہاں سے برما و غیرہ و دیگر خطوں کے مستضعفین کی مدد کو لشکر روانہ ہوا کرتے تھے... اور آج نہ صرف ان لشکروں کی نسلیں خود محکوم ہو چکی ہیں بلکہ اب اسی ہندوستان سے پوری دنیا کے مسلمانوں پر ظلم و تشدد کے لیے لشکر روانہ ہو رہے ہیں... اور ہم پر یہ ذلت فقط جہاد چھوڑنے کی وجہ سے مسلط ہوئی ہے۔

آج مقبوضہ ہندوستان اپنی سابقہ شان و شوکت، امن و امان اور خوش حالی جیسی نعمتوں کے لیے ترس رہا ہے جو کہ ظاہر ہے اسلامی نظام کے سبب اس کی قسمت میں آئیں تھیں اور وہ اسلامی نظام اپنا بے وقعت ووٹ کانگریس اور دیگر جمہوری پارٹیوں کی جھولی میں ڈالنے سے نہیں بلکہ تلوار کی قوت سے نافذ کیا گیا تھا۔ اللہ پاک ہندوستانی مسلمانوں کو بھی اپنے افغانی، شامی، شیشانی، یمنی، اردنی، صومالی اور الجزائری بھائیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی کوششوں میں حصہ دار بننے کی توفیق دے...

اور ہر آزاد اور خوش حال مسلمان کو بھی ہندوستان میں ضعیف اور کمزور مسلمانوں کی مدد و نصرت کرنے کی توفیق دے... آمین۔

☆☆☆☆☆

''ہم نے اپنی ترجیحات کا تعین صحیح نہیں کیا، ہمیں معمولی مسائل کے بارے میں مباحثے اور جذباتی گفتگو میں الجھنے سے اجتناب کرنا چاہیے جب کہ امت کافی اہم مسائل و مشکلات سے دوچار ہے''۔

شیخ انور العولقی رحمہ اللہ

اے ہندوستانی بہن! ہم شرمندہ ہیں

سلیم اللہ ہاشمی

ماہِ جولائی بھی برصغیر کی عسکری و جہادی تاریخ میں اہم یادداشتوں کا حامل بن چکا ہے... یہ ماہ خلافت کے سپاہی برہان وانیؒ اور امامِ برحق مرشد غازی رحمہ اللہ کی شہادتوں سے خود کو مزین کیے ہوئے ہے... یہ نفاذِ اسلام کے طریق کا ایک ایسا موڑ بھی ہے کہ جس کے بعد اسلام آباد، سری نگر، دہلی اور ڈھاکہ سمیت پورے خطے میں نفاذ اسلام کے لیے جہد کرتے تھکے ماندے سپاہیوں کو ان کی منزل بھی روشن مہتاب کی طرح سامنے نظر آنے لگی۔ یہ عظمت و عزیمت کی وہ داستان بھی ہے کہ جب شریعت یا شہادت کا نعرہ مستانہ بلند کرتے ہوئے ایک قلندر مزاج قائد فقط اٹھارہ کلاشنکوفوں کے ساتھ ایک ایٹمی طاقت سے ٹکرا گیا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس جنگ میں لشکرِ اسلام کی ظاہری و مادی شکست ہر دنیا پرست کو واضح نظر آرہی تھی۔

مگر کون جانے کے سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے بیٹے فقط اللہ کے حکم سے اور اسی پر توکل کرتے ہوئے لڑتے ہیں... فتح و شکست سے ماورا، ان کا مقصد صرف اللہ کے حکم پر عمل کرنا ہوتا ہے کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ معرکوں کے نتیجوں کا مالک صرف اور صرف اللہ واحد القہار ہے... اگر اس نے فتح دی تو ہم ان کے جاں باز و فرماں بردار نائب ہوں گے اور یہ خوش قسمتی بھی ہمارے ہی حصے میں آئے گی کہ اس کے کلمے کو اپنے تمکن پر غالب کر دیں گے... اور اللہ کے یہ بندے اس بات سے بھی واقف ہیں کہ اس راستے میں کچھ نقصان ہو گیا تو بھی سودا خسارے کا نہیں ہے... کیونکہ اگر قید کر دیے گئے تو اللہ اعمال کو تول لے گا اور اگر جان لگ گئی تو ہماری اس سے بڑی کوئی خواہش، اور مالک کا اس سے بلند کوئی انعام نہیں ہے!

امام برحق مرشد غازی رحمہ اللہ کا خون خطے میں اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کر گیا اور آج وادی کشمیر میں ان کے عملی و غائبانہ شاگرد بھی "شریعت یا شہادت" کا مبارک منہج اپنا کر خطوں کی تقسیم کا انکار کر چکے ہیں... تمام وطنی و قومی، جہالت سے مزین نعروں کو مردود بنا چکے ہیں... اپنے ہی دشمنوں اور اسلام سے غداروں کے مفادات کا انکار کر چکے ہیں اور بحمد اللہ برصغیر میں طاغوت اکبر امریکہ کے اہم اتحادی اور اسلام دشمن ملک ہندوستان کا مقابلہ کے لیے بھی اس کے راستوں پر ناکہ زنی کرنے لگے ہیں۔

یہ عالی منہج چونکہ ہے ہی آزمائشوں سے مزین، تو اگر اسلام اور اہل اسلام کی غربت کا منظر دیکھنا ہو تو کشمیر چلے آیئے۔ کہ ایک مجاہد نے وطنیت و عصبیت کے پنجرے توڑ کر "شریعت یا شہادت" کی آزاد فضاؤں میں سانس لینا شروع ہی کیا کہ اس کو، اس کے لشکر کو حتی کہ پورے جہاد کشمیر کو طرح طرح کے مصائب نے آن گھیرا۔ اور ایسا ہو بھی کیوں نہ کہ اہل ایمان کو ہمیشہ ہی فتح سے قبل آزمائشوں کی بھٹی سے گزارنا اللہ پاک کی مبارک سنت ہے کیونکہ یہی سخت تربیت اس پر کٹھن راہ کو سہل کرنے کا سبب بنتی ہے۔

عظیم مجاہد سبزار احمد بھٹ رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد ایک مصیبت میڈیا کی شکل میں نمودار ہوئی... پاکستان ہی کی طرح ہندوستانی میڈیا نے بھی تمام صحافتی اقدار کو پامال کرتے ہوئے ہندوستانی خفیہ اداروں کی بی ٹیم کا کردار ادا کیا اور یہ مجاہدین کشمیر میں تفرقہ پیدا کرنے کی ایک لاحاصل جدوجہد میں لگ گئے۔

ستم تو یہ کہ ذاکر موسیٰ حفظہ اللہ پر ان کے ہی قریبی ساتھی سبزار رحمہ اللہ کی شہادت کا الزام لگایا جانے لگا... اس پر کبھی آپ حفظہ اللہ کی فون کال ٹریس کرنے کے دعوے کیے گئے تو کبھی کچھ... گفتگو تک کے اسلوب سے ناآشنا نقاب پوشوں کی ویڈیوز جاری کی گئیں اور ان کو پوری طاقت سے پھیلایا گیا... یقیناً دشمن، مجاہدین اسلام میں تو نہ کبھی پھوٹ ڈال پایا اور نہ ہی اپنے اس قبیح عمل میں باذن اللہ کامیاب ہو گا مگر یہ تمام مہم عامۃ المسلمین کو مجاہدین سے ضرور متنفر کرنے کا سبب بن سکتی۔

ایسے میں جہاد و مجاہدین کے محبین سے بھی گزارش ہے کہ آپ محض تھوڑی سی مشقت برداشت کر کے، مجلہ ھذا جیسی کاوشوں کو عامۃ المسلمین تک پہنچا کر امت کی نظریاتی عمارت کی حفاظت میں اپنا اہم ترین کردار ادا کر سکتے ہیں کیونکہ اب نہ تو مجاہدین کے پاس اللہ کی نصرت کے علاوہ اس قدر بڑی طاقت موجود ہے جو گھر گھر بیٹھے میڈیا کے اس جھوٹے خدا کا رد کر سکیں اور نہ ہی یہ قوت کہ اپنی آواز ایک ایک شخص تک پہنچا سکیں۔ اللہ ہی اپنے مخلص مجاہد بندوں کو دشمن کی یہ تمام چالیں توڑنے کے اسباب فراہم کریں۔ آمین

وہیں اس عرصے میں پاکستان سے وادی کشمیر میں داخل ہونے کی کوشش کرنے والے مجاہدین کے کئی قافلوں کو ہندوستانی فوج نے شہید کیا، مگر پاکستان کے ناپاک مرتد نظام، اس کے حواری و محافظ عسکری اداروں اور بکرم سنگھ کے مامور باجوہ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ مجاہدین اور عامۃ المسلمین تمہاری ہر چال اور حفاظت کرتی ہر ڈھال سے واقف ہیں، ہم نے ہندوستان کے ان تہنیتی پیغامات کو بھی اپنے پاس محفوظ کر رکھا ہے جو تمہاری ہی مخبریوں پر مجاہدین کی شہادتوں کے بعد تم نے وصول کیے... اور اللہ کی قسم وادی میں تمہاری حقیقت کا واضح ہونا اور تمہارے تسلط و سرپرستی کا انکار کرتے ہوئے تم سے بغاوت کرنا تو ایک آغاز ہے...

ابھی اللہ والے تم سے کس طرح اور کہاں کہاں اپنے بھائیوں کی شہادتوں اور اسلام سے غدر و خیانت کا بدلہ لیں گے... یہ تو فقط تمہیں آئندہ وقت ہی بتلائے گا کیونکہ تم سے انتقام لینا اور تمہارے وجود سے اس زمین کو پاک کرنا اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کر دیا ہے... جس طرح برطانیہ کے بعد امریکہ، یکے بعد دیگرے تمہارے ان خداؤں کا تسلط اللہ کے بندوں نے توڑ کر رکھ دیا... بالکل اسی طرح اب تمہارا جدید اور جھوٹا خدا چین اور تمہارا

مشرک و بزدل حلیف وہمسایہ ہندوستان بھی تمہارے وجود کو دوام نہیں بخش سکتے اور نہ ہی ان کی طاقت نے سدا ان کا ساتھ دینا ہے...

یاد رکھو! کام فقط مجاہدین کی ایک ضرب ہی میں ہو جاتا ہے کہ سپین جیسا ملک بھی ہم سے جنگ کرنا بھول جاتا ہے وگرنہ اگلی ضربیں حربی کافروں اور سپاہیوں کی لاشوں کے انبار لگانے والی ہوتی ہیں... جس کی واضح مثالیں فرانس وامریکہ کی صورت تمہارے سامنے موجود ہیں۔ جب کہ تم خود بھی اپنے چالیس پچاس ہزار سپاہی پہلے ہی ہمارے ہاتھوں مروا چکے ہو۔

اور یقیناً وادی میں داخل ہوتے مجاہدین کی تمام شہادتوں کے ذمہ دار پاکستان میں بیٹھے وہ بکے ہوئے قائدین بھی ہیں جو مرتدین کی تمام غداریوں اور مظالم کو جاننے کے باوجود انہی کی اسلام دشمنوں کی پالیسیوں سے چمٹے بیٹھے ہیں... ہم اللہ کے سامنے اپنے مخلص بھائیوں کی شہادتوں کی شکایت کرتے ہیں اور ان بزدل و دھوکے باز قائدین کے اقدامات سے برات پیش کرتے ہیں۔

یہ صعوبتیں کیا کم تھیں کہ ساری دنیا میں جہادی تحریک کو ان گنت نقصانات پہنچانے والی احمقوں کی جماعت الدولہ کو بھی شیطان نے کشمیر کا راستہ دکھا دیا... آج وہی جماعت کشمیر میں پنجے گاڑنے کو پھرتی ہے کہ جس نے اپنی بے وقوفی اور سرابوں کی دنیا پر نائیجیریا، لیبیا، سینا اور شام کی تحاریک جہاد کی پشت میں خنجر گھونپے... جس نے افغانستان، صومالیہ اور یمن میں کفار کے بجائے مضبوط اسلامی جہادی تحریکوں سے جنگیں کی... مگر کشمیر کے مسلمان ان کی تمام حماقتوں، بے وقوفیوں اور غلو سے واقف ہیں۔

کون شخص یہ بات نہیں جانتا کہ جب نائیجیریا میں ایک متعد بہ رقبے پر قابض مجاہدین 'اپنے وجود تک کو کھو چکی خلافت کے دھوکے میں آئے تو بجائے ان کے اپنے خطے میں اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کی جہد میں مدد کے، ان کی تشکیل لیبیا میں کر دی گئی اور نائیجیریا کا تمام تمکن شدہ علاقہ بغیر جنگ کے مرتدین کے حوالے کر دیا گیا... لیبیا میں بھی یہ غالی وہاں شوریٰ مجاہدین بنغازی سے برسرپیکار رہے اور لیبی مجاہدین کی وہ جماعت آسمان سے عرب امارت کی مرتد فضائیہ اور زمین پر ہفتار اور بغدادی کے سپاہیوں کے خونی حملوں کا شکار رہی۔ اس کے بعد اس نائیجیرین خلافتی گروہ کو بھی آپس میں لڑوا کر مقامی مرتدین اور ان کے عالمی طاغوت آقاؤں کا راستہ صاف کر دیا گیا۔

کیا کشمیری مسلمان اس بات سے انجان ہیں کہ کس طرح پوری قبائلی پٹی پر پاکستانی فوج سے لڑتے نوجوانوں میں سے کچھ کو خلافت کا جھانسہ دے کر ننگرہار لے جایا گیا اور وہاں انہیں امریکی طیاروں کی چھاؤں میں امارت اسلامیہ سے لڑوادیا گیا۔ اور تو اور اب اس ننگرہاری ولایت کے گروہ بھی آپس میں لڑنے لگے ہیں۔

کشمیری مسلمان اس خلافت کے مطلب تک سے عاری ٹولے سے یہ سوال پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ کیسی خلافت ہے کہ جو اپنے تمام علاقے تک کھو چکی ہے، اس گمراہ ٹولے کے زیر تسلط علاقوں میں اہل سنت پر کفار کے مظالم اللہ کی قسم! اہل ایمان کے دل چھلنی کیے جا رہے ہیں... موصل اور رقہ میں امت کی بیٹیوں کے دامانِ عصمت رافضی شیطان تار تار کر رہے ہیں اور "خلافتِ بغدادی" کے علم بردار انہیں رافضی درندوں کے ہاتھوں بے یار و مددگار چھوڑ کر فرار ہو رہے ہیں ... سلطان نورالدین زنگی رحمہ اللہ کی تعمیر کردہ اسلامی اقدار و فتوحات کی امین موصل کی مرکزی النوری مسجد کا امریکی بمباری شہید کر دیا جانا، اور ستم تو یہ کہ اب تک ان جنگ زدہ علاقوں کو چھوڑنے کی کوشش میں سیکڑوں اہل سنت ان خارجیوں ہی کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ تو پھر یہ کس منہ سے اسلامیانِ کشمیر کو خود کی طرف دعوت دے رہے ہیں؟ جس مجلے میں ان ظالموں نے اہلیانِ کشمیر کو مخاطب کیا ہے، اسی میں انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کے غموں کا مداوا اور تمام دنیا کے مجاہدین کے مرکز و محور امارت اسلامیہ افغانستان کو مرتد کہا اور مجاہدین طالبان پر کیے گئے اپنے حملوں کی پوری بے شرمی اور ڈھٹائی سے ذمہ داری بھی قبول کی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

وادی میں تو اللہ والے دین کی خاطر قربانیوں کی طویل داستان رقم کرتے چلے جا رہے ہیں مگر وہیں "بیس کیمپ" میں نجس و پلید مذہب جمہوریت بھی اپنے رنگ کھل کر دکھانے لگا ہے۔ اور اس کے پیروکار وادی میں اپنے اس پار ہم وطنوں کی مدد و نصرت کے اقدامات اٹھانے کے بجائے وطنیت و عصبیت کی نئی داستانیں اور امت کو تقسیم کرنے کی جدید سازشیں رقم کر رہے ہیں۔ بلتستان و پاکستانی زیر قبضہ کشمیر میں شہدا کے خون کے سوداگر وطن پرست آزادی کی نئی تحریک شروع کر چکے ہیں۔ یقیناً پاکستانی کفریہ نظام کا مقدر ہی ذلالت و رسوائی ہے مگر مجاہدین جاہلی بنیادوں پر امت کی تقسیم کو بھی کسی صورت قبول نہیں کر سکتے۔ اور اس سب غدر و فساد کا ذمہ دار خود یہ کالا نظام ہی ہے اور ساتھ ہی یہ کفریہ تحریک جی ایچ کیو مار کہ مجاہدین کے لیے بھی عبرت کا سامان ہے۔

جہاں وادی کے مجاہدین کو پاکستان کی سمت سے تنہائیاں و طعنے اور غداریاں ملیں تو وہیں ہند بھی فدائیان کتاب و سنت کے گرد شکنجہ کسنے کی ناکام کوششوں میں جتا ہے... بھارتی میڈیا، تجزیہ نگار و دانش گرد حکومت کو مجاہدین کے خلاف کسی بڑے آپریشن پر اکسانے کی کوشش کر رہے ہیں... جس کی ایک مثال تجزیہ نگار اجے شرما کی یہ ٹویٹ ہے:

> "جموں کشمیر حکومت کے پاس ہندوؤں کی واپس بحالی کا کوئی منصوبہ نہیں اور نہ ہی حکومت اس میں کوئی، حقیقی دلچسپی، دکھا رہی ہے۔ جہادی (مقامی مسلمان) تیزی سے ہندوؤں کی زمینوں پر قبضے کر رہے ہیں، جہادیوں کو

پوری حمایت حاصل ہے جب کہ ہندو تنہا اپنی زمینوں کو دفاع کر رہے ہیں''۔

اور بھارت بھی امرناتھ یاتریوں کی آڑ میں مزید ستائیس ہزار فوجی وادی بھیج رہا ہے۔ مگر اب کی بار ان مقابلہ بزدل وطن پرستوں یا آپریشن منی پر بنگلے بنانے والوں کے ساتھ نہیں بلکہ امیر المومنین نصرہ اللہ کے مامورین کے ساتھ ہے، جو باذن اللہ بھارتی فوجوں کو یہ بتلانے کی ہمت رکھتے ہیں کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسوہ اور دلیری کیا تھی اور ان کے روحانی فرزند کیا ہیں اور کیا کچھ کر سکتے ہیں!

دوسری جانب اس تمام عرصے میں غاصب مشرک فوجوں کی جانب اہلِ اسلام پر ظلم وستم میں بھی شدید اضافہ دیکھنے میں آیا ہے... کئی عام مسلمان شہید کر دیے گئے اور سیکڑوں کو زخمی کیا گیا، جب کہ مجاہدین کی لاشوں کے مثلے کا بھی ایک نیا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔

ان تمام مصائب وتکالیف اور آزمائشوں کے باوجود اللہ کے مجاہد بندے (لا یخاف من لومۃ لائم) کا عملی مصداق بنے ہیں۔ اور دنیا سے بے آشنا یہ لوگ دعوت وجہاد کے مبارک کلمے والے پرچم کی چھاؤں میں اپنی منزل کی طرف بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں... بقول شہید شیخ احسن عزیز رحمہ اللہ

پریشان ظلمت کا پالا ہی ہوگا

فتح یاب آخر اجالا ہی ہوگا

اور پھر بالآخر کشمیری مسلمانوں کے محبوب قائد، شریعت یا شہادت کے علمبردار برادر ذاکر موسیٰ حفظہ اللہ کا جدید صوتی پیغام بھی آن پہنچا۔ جو کہ نہ تو دشمن کے کسی پروپیگنڈا پر اپنی صفائی میں تھا اور نہ ہی تنظیمی ومقامی معاملات پر بلکہ یہ پیغام خالصتاً ہندوستانی مسلمانوں کے نام تحریض وتعزیت کے کلمات پر مشتمل تھا۔ یہ بیان ہندوستان میں اس افسوس ناک واقعے کے متعلق تھا کہ جب ایک ہندو پولیس اہل کار نے چلتی ٹرین میں ہماری ایک عفت مآب روزہ دار مسلمان بہن کی عصمت دری کی۔

بے شک یہاں بھائی ذاکر موسیٰ نے خطوں کی تقسیم کا انکار کرتے تمام شریعت کے سپاہیوں کی برابر ترجمانی کی۔ اس سے قبل ایک سابقہ پیغام میں آپ کشمیر آنے والے مسلمان برمی مہاجرین کو تنگ کرنے والے افراد اور اداروں کو بھی تنبیہ جاری کر چکے ہیں۔ آپکی تمام جدید گفتگو درج ذیل ہے:

حمد وصلاۃ کے بعد

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوشل میڈیا پر پچھلے کچھ دنوں سے ویڈیوز وائرل ہو رہی ہیں کہ کچھ نقاب پوش یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہم ذاکر موسیٰ کے گروپ سے ہیں اور سبزار بھائی رحمہ اللہ کو شہید کروانے میں انکا کردار ہے... الحمد للہ مجھے اس سلسلے میں کسی قسم کی صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے البتہ ان لوگوں کو میرا یہ پیغام ہے کہ اگر آپ سچے ہیں تو کبھی ہتھیاروں سمیت ہمارا سامنا کیجیے اور ہمیں اپنی ''خدمت'' کا موقع دیجیے۔

آج کے میرے آڈیو میسج کا ایک ہی مقصد ہے کہ آپ سب لوگ بھی جانتے ہوں گے کہ بنگلور میں ہماری ایک مسلمان بہن جو کہ روزے کی حالت میں تھی، چلتی ٹرین میں ایک پولیس والے نے ان کی عصمت دری کی۔

اے بہن! ہم آپ سے بہت شرمندہ ہیں کہ ہم آپ کے لیے کچھ نہیں کر پائے، بہت شرمندہ ہیں ہم اس بہن سے کہ ہم اس کے لیے کچھ نہیں کر پائے۔ اور ہندوستان کے مسلمان کس قدر بے حس ہو چکے ہیں، ہماری بہنوں اور بیٹیوں کی عزتیں پامال کی جا رہی ہیں اور ان میں سے کچھ لوگ ''اسلام از پیس'' کے نعرے بلند کیے جا رہے ہیں... ان لوگوں کو خود کو مسلمان کہتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔ کیا یہ سب سے زیادہ بے حس ہیں کہ جو ظلم خلاف اٹھنا تو در کنار اس پر آواز تک بلند نہیں کر پا رہے۔

کیا ہمارے اسلاف نے ہمیں یہی سب سکھایا ہے؟ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے یہی سکھایا ہے۔ انہوں نے تو اسلام کے لیے اور بہنوں کے تقدس کے لیے اتنی شہادتیں دی۔

میرے ہندوستان کے مسلمان بھائیو!

ابھی بھی موقع ہے اٹھ جایئے۔ اس ظلم کے خلاف اٹھ جایئے، ہمارا ساتھ دیجیے۔ غزوہ ہند کے معرکے میں ہمارے ساتھ شمولیت اختیار کر لیجیے۔ آپ سب بھی یہ بات جانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وعدہ کیا ہے کہ جو بھی غزوہ ہند میں شامل ہوگا وہ جنت کا حقدار ہے، وہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا۔ اس لیے اب بھی موقع ہے اٹھ جایئے قبل اس کے بہت دیر ہو جائے۔

کیا آپ جانتے نہیں کہ (گاؤ رکشا) کے نام پر ہمارے مسلمان بھائیوں کا کتنا خون بہایا جا رہا ہے۔ اور یہ جنگ ان شا اللہ کشمیر اور بھارت کی جنگ نہیں بلکہ اسلام اور کفر کی جنگ ہے۔ اور ہم پورے ہندوستان میں تو کیا ان شا اللہ پوری دنیا میں شریعت نافذ کر کے ہی دم لیں گے۔

ہاں اس کے لیے فقط کرنا یہ ہوگا کہ دنیا کی محبت چھوڑ کر دین کی محبت کو دل میں جگہ دینا ہوگی۔ پیسے اور دنیا کی محبت ہی بے غیرت بنا دینے والی چیز ہے جب کہ ہماری بہنوں کی عزتیں لوٹی جا رہی ہیں اور مسلمان خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ کیا ہو چکا ہے آج کے مسلمان کو کہ آج بدکاری، فسق وفجور اور

منشیات کی لت اختیار کر چکا ہے۔ کیا ہمارے اسلاف نے ہمیں یہی کچھ سکھایا ہے۔ ہم کل اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟۔

اور جتنی بھی مسلمان بہنوں کی عزتیں لوٹی گئی ہیں، کفار سے ہر ایک ظلم کا حساب لیا جائے گا ان شااللہ، ہم ہر ایک خون کا بدلہ لیتے رہیں گے۔

جب کہ ہم اس بات پر بہت شرمندہ ہیں کہ ہم اپنی اس بہن کے لیے کچھ نہیں کر پائے۔

اے ہندوستان کے مسلمانو! اٹھ جایئے، اپنے اپنے لیول پر گروپ بنایئے۔ کفار کے خلاف جہاد کا آغاز کیجیے۔ ان گاؤ رکشکوں کو بتادیجئے کہ مسلمان کس کو کہا جاتا ہے۔ اپنے اسلاف کو یاد کیجئے۔ جنگ بدر کو یاد کیجئے، وہ تین سو تیرہ تھے تو لرزتا تھا زمانہ جب کہ ہم کروڑوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود غلامی کرتے ہیں۔ اپنے اندر کی ایمانی غیرت کو جگایئے۔ اور رمضان کے اس مبارک مہینے میں ہمیں بھی اپنی دعاوں میں یاد رکھیے گا۔

فی امان اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''

احباب! یہ معطر کلمات ہر طرف سے مصائب میں گھرے ایک ایسے مجاہد کے ہیں کہ کیا اپنے اور کہاں غیر، تمام ہی دشمن ہوئے بیٹھے ہیں۔ مگر اسلام کی حقانیت پر دلیل تو دیکھئے کہ تمام تکالیف کے باوجود اپنی ایک ہندوستانی بہن کا غم، برمی مہاجرین کی حفاظت کا جذبہ اور تمام مظلوموں کا انتقام لینے کا عزم، اپنے مٹھی بھر ساتھی لیے ہندوستان تو کیا پوری دنیا پر شریعت نافذ کرنے کا عہد!

اللہ کی قسم! جہاد سے متعلق اس پاکیزہ و معطر اور فتح اور نصرت سے مزین زمانے میں ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کے مسلمانوں کو بھی فیصلہ کر ہی لینا چاہیے کہ ہم کس کی صف میں کھڑے ہیں...؟ ایک جانب صف باندھے دلبیر سنگھ، قمر باجوہ، شفیق الحق، نریندر مودی، نواز شریف، حسینہ واجد اور ان کے دستار و جبہ میں لپٹے حواری موجود ہیں اور پوری قوت سے برصغیر کے اہل شریعت سے نبرد آزما ہیں...

جب کہ دوسری صف لاشوں سے اٹی اور زخموں سے بھری ہے۔ اس صف کے قائدین کے پاس نہ تو مادی وسائل ہیں اور نہ ہی سر چھپانے کی کوئی جگہ، اس صف کے سپاہی وزیرستان سے نکال دیے گئے، پاکستان میں پھانسیوں اور جعلی مقابلوں کے حق دار ٹھہرے، ہندوستان میں زندانوں کی زینت بنے، بنگلہ دیش سے شہادتوں کا تاج پہنے رب کی ملاقات کو روانہ ہوئے اور کشمیر میں مشرکین کے مقابلے میں تنہا کر دیے گئے۔ مگر ان کا عزم، ولولہ اور جوش کم ہونے کے بجائے اور بڑھتا گیا اس لیے کہ یہ جانتے ہیں کہ کفار کی مدد و نصرت کرنے والا کوئی نہیں جب کہ اہل جہاد کی نصرت و فتح کا ذمہ خود خالق ارض و سماء کی حیی القیوم ذات نے اٹھا رکھا ہے! اور ایسا ہو بھی کیوں نہ، آیئے ذرا ملاحظہ تو کیجئے کہ ماہ رمضان کی مبارک ساعتوں میں اللہ کے ان سپاہیوں نے کفار پر کس قدر گہری اور زیادہ ضربیں لگائیں... بھارتی فوج کے قافلوں پر کمین ہو، یا تیز طرار نوجوانوں کی جانب سے پے در پے گرنیڈ حملے... یا پھر خود مجاہدین کا دشمن کی چوکیوں پر تعارض... گو ماہ رمضان ہر طرح سے کشمیر اور جہاد کشمیر کے لیے مبشرات سے بھرپور رہا

دنیا بھر کے اپنے مجاہد بھائیوں کی طرح کشمیر میں شریعت کے سپاہیوں نے یوم البدر پر دشمن کو اپنا منہج و عقیدہ یاد دلا دیا، صرف یوم البدر پر مجاہدین نے ایک گھنٹے میں سات حملے کیے، اور کثیر تعداد میں ہتھیار بھی غنیمت بنائے۔ شہید مجاہدین کے جنازوں عامۃ المسلمین کے ساتھ ساتھ مجاہدین اسلام کی شرکت بھی ایک حسین منظر پیش کرتی نظر آتی ہے، اور ایسے مواقع پر خود ذاکر موسیٰ کا ہزاروں مسلمانوں کی جانب سے بھی کمال استقبال اور حمایت کی یقین دہانیاں مجاہدین، ذاکر موسیٰ یا کسی شخصیت کی خوبی نہیں بلکہ عامۃ المسلمین کی شریعت یا شہادت کے مبارک منہج سے محبت کی عکاس ہیں۔

اس تمام عرصے میں کشمیر کی غیور عامۃ المسلمین اور دلیر سنگ باز نوجوانوں نے بھی بھارتی سامراج کو دھول چٹائے رکھی، اور اپنی مال و جان سے قربانیاں بھی پیش کیں، بھارتی فوج کے گھیرے اور محاصرے میں ظلم و جبر کا شکار مگر کفر کے سامنے آہنی چٹان کی طرح ڈٹی اور شیروں کی طرح بڑھ کر حملے کرتی خراج صد تحسین کے قابل کشمیری قوم اور نہتے سنگ باز نوجوان پورے برصغیر میں ظلم جبر کا شکار اہل ایمان اور ان کی قیادتوں پر اتمام حجت کر رہے ہیں!

اور ایک اللہ ہی کے واحد سہارے پر برصغیر کے مجاہدین اس عالمی طاغوتی طوفان کے سامنے اپنے گرم، سرخ اور قیمتی لہو سے چراغ روشن کیے کھڑے ہیں کہ ہماری محبوب امت کسی صورت اپنی گمشدہ میراث، شریعت سے معطر اپنے رہنے کی پرامن پاکیزہ بستی یعنی اپنے زخموں کا ازالہ اور اپنے دکھوں کا مداوا (خلافت علی منہاج النبوۃ) کو پالے۔ مگر ان کے تھکاوٹ سے کملائے چہرے اور زخموں سے چُور بدن تو دیکھئے کہ ان کی گہری اور خشک آنکھیں ٹھنڈی چھتوں اور پرامن معاشرے میں رہتے اپنے مسلمان بھائیوں کو مخاطب کر کے کہتی ہیں:

تمہیں بھی غم ہمارا ہو

☆☆☆☆☆

عقل والوں کے لیے نشانیاں!

خباب اسماعیل

امریکی سینٹ ممبران کے پانچ رکنی وفد نے سابق امریکی صدارتی امیدوار جان مکین کی قیادت میں پاکستان اور افغانستان کا دورہ کیا۔ پاکستانی دورے کے دوران میں آرمی چیف نے جان مکین سمیت تمام وفد کو شمالی و جنوبی وزیرستان کا معائناتی دورہ کروایا اور اپنی ''حسنِ کارکردگی'' کے مظاہر دکھائے... جس پر جان مکین سمیت پورا امریکی وفد نہال ہو گیا... سینیٹر شیلڈن نے (پاکستانی میڈیا رپورٹس کے مطابق) خوشی سے پھولے نہ سماتے ہوئے کہا:

> میں نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں جنوبی وزیرستان کا دورہ کروں گا، اس لیے میں یہاں امن قائم کرنے کے لیے پاک فوج کا شکریہ ادا کرتا ہوں''۔

جب کہ سینیٹر گراہم نے کہا:

> میں یہ بیان نہیں کر سکتا کہ میں دو سالوں کے دوران ہوانے والی پیش رفت سے کتنا متاثر ہوا ہوں اور اس میں پاکستانی آرمی اور خطے کے عوام کا بڑا کردار ہے''۔

۴جولائی کو یہی وفد کابل کے دورے پر گیا اور وہاں جا کر صلیبی کفار کی پاکستان کے لیے ساری سپاس گزاریاں اور ممنونیت ہوا ہو گئی...کابل پہنچتے ہی اشرف غنی سے ملاقات ہوئی اور اس کے بعد پاکستانی غلاموں سے متعلق اعلان کیا گیا کہ

> ''پاکستان پر واضح کر دیا ہے کہ رویہ بدلے، دہشت گردی بالخصوص حقانی نیٹ ورک کے خاتمے میں پاکستان کے اقدامات پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اسلام آباد نے اپنا رویہ نہ بدلا تو بطور قوم شاید ہم اپنا رویہ تبدیل کر لیں''۔

پاکستانی فوج 'اپنے صلیبی آقا کے سامنے جتنی وفاشعاری دکھاتی اور دُم ہلاتی ہے، جواب میں آقا کی طرف سے ہلکی سی شاباشی اور تھپکی کے بعد ایک زوردار جھانپڑ بھی رسید ہوتا ہے کہ Do More! یہ بے ''ڈومور'' کر کر کے زندہ در گور ہوتے چلے جارہے ہیں لیکن صلیبی آقا کے احکامات کم ہونے ہی کو نہیں آرہے! یہی وجہ ہے کہ امریکہ میں پاکستانی سفیر اعزاز چوہدری نے میڈیا بریفنگ میں ممیاتے ہوئے کہا:

> ''عالمی طاقتوں نے یہی رویہ اپنائے رکھا تو اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا۔ آپ کن پناہ گاہوں کی باتیں کر رہے ہیں؟ ماضی کو نہیں دیکھتا تو حال کو کبھی حل نہیں کر پائیں گے۔ حقانی و طالبان نہ تو پاکستان کے دوست ہیں اور نہ ہی یہ پاکستانی پراکسیز ہیں''۔

امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین، جنود الحقانی سے جس قدر امریکی خائف اور پریشان ہیں، اُن کی کسمپرسی بیان کرتی یہ حالت بلاوجہ نہیں ہے... جنود الحقانی نے افغانستان کے طول و عرض میں اور خصوصاً مشرقی اور جنوب مشرقی افغانستان میں امریکی کافروں اور اُن کے کٹھ پتلی افغان حکمرانوں کا حقیقی طور پر ستیاناس کر رکھا ہے...اسی لیے اِن مجاہدین کے لگائے زخم جیسے جیسے ٹیسیں مارتے ہیں ویسے ویسے کافر سردار بلبلا کر ہاہاکار مچاتے رہتے ہیں۔

اپنے آقاؤں کی تکلیف اور کرب بھلا وفادار غلاموں سے کہاں دیکھا جاتا ہے...اسی لیے پاکستانی فوج نے شمالی وزیرستان میں ضرب کذب شروع کرتے ساتھ ہی اعلان کیا تھا کہ ''یہ کارروائی حقانی نیٹ ورک سمیت ہر دہشت گرد گروہ کے خلاف ہے''...اور حقیقتاً ہوا بھی یہی کہ تمام کے تمام مجاہدین (بشمول مولانا جلال الدین حقانی حفظہ اللہ) کے ٹھکانوں، مراکز اور مساکن کو جیٹ طیاروں، بھاری توپ خانے اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کی مسلسل، بے دریغ اور کارپٹ بم باریوں سے ملیامیٹ کر کے رکھ دیا گیا...

اگرچہ مجاہدین نے ان نقصانات کے بعد داخل افغانستان میں اللہ تعالیٰ نصرت اور فضل سے پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط اور مربوط ترتیبات اور انتظامات کے تحت اپنی گرفت کو مضبوط کیا لیکن پاکستانی فوج اِن مجاہدین کے خلاف جو کچھ اور جتنا کچھ کر سکتی تھی اور جتنی طاقت جھونک سکتی تھی وہ جھونک چکی ہے! اس کے باوجود مجاہدین نے افرادی قوت سے لے کر وسائل اور سامانِ حرب تک کو محفوظ کیا ہے تو یہ محض اللہ تعالیٰ کی مدد اور اُس کے کرم کے طفیل ہی ہوا ہے! اسی چیز کا غصہ امریکی کافر اب پاکستانی فوج پر نکال رہے ہیں... لیکن یہ جرنیل اب جتنا بھی سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور جتنی بھی منصوبہ بندیاں کر لیں، مجاہدین کے لیے مزید کچھ نیا وار نہ یہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی نیا وار موجود ہی ہے!

اب امریکی خواہش اور حکم سے مجبور ہو کر ان کے پاس ایک ہی راستہ بچا ہے اور اُسی راستے کو اختیار کرنے کا فیصلہ اشرف غنی نے جان مکین کی موجودگی میں کیا اور پاکستان نے بھی امریکی ڈنڈے سے بچاؤ (کہیں جرنیلوں کا تورا بورا ہی نہ بن جائے) کے لیے اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کی حامی بھری ہے...اسی فیصلے کی رُو سے اول تو ڈیورنڈ لائن پر باڑ لگائی جا رہی ہے، دوسرا یہ کہ امریکی سرکردگی میں ڈیورنڈ لائن کی دونوں طرف پاکستانی اور افغان افواج مجاہدین کے خلاف آپریشن کریں گی، جنہیں مشترکہ امریکی فضائی مدد بھی حاصل ہو گی...

امریکہ کی زیر نگرانی ان ''مشترکہ انسداد دہشت گردی آپریشنز'' کو امریکہ کی عملی حمایت تو ظاہر ہے حاصل ہو گی اس کے ساتھ ساتھ فکری حمایت کے لیے دونوں ممالک کے علمائے سرکار و دربار بھی اپنے چغے اور دستاریں درست کر کے میدان میں موجود ہوں گے! اس کی ایک ''روشن مثال'' اسلام آباد میں ہونے والی اکتیس علما کی ''ایمان کُش'' سرگرمی کی صورت میں پہلے سے ہی پیش کی جا چکی ہے!

اِن ''مشترکہ آپریشنز'' کے علاوہ ٹرمپ انتظامیہ نے مزید چار ہزار امریکی فوجیوں کی افغانستان میں تعیناتی کا فیصلہ کیا ہے... لیکن اس سب کے باوجود ایک واضح زمینی حقیقت یہی ہے کہ امارت اسلامیہ کو شکست دینا امریکہ اور اُس کے تمام حواریوں کے بس سے باہر ہے ! اس حقیقت کا انکار امریکہ بھی نہیں کر سکتا لیکن اپنی ناک بچانے، عالمی چوہدراہٹ کا پاس رکھنے اور کم سے کم سُبکی میں افغانستان سے جان چھڑانے کے لیے یہ سارے پاپڑ بیلے جا رہے ہیں... اسی لیے امریکی محکمہ خارجہ کی ترجمان ہیتھر ناؤٹ نے ۱۱ جون کو امریکی تھنک ٹینک ''اٹلانٹک کونسل'' کے اجلاس میں شرکت کے بعد میڈیا سے بات کرتے ہوئے کہا:

> ''ہم امن کے لیے سیاسی حل کی جانب ہی دیکھتے ہیں، فوجی حل سے امن بحالی مشکل ہوگی''۔

یہی بات ایک اور پیرائے میں رینڈ کارپوریشن کہتی ہے کہ

> ''ٹرمپ کے سامنے افغانستان کی جنگ جیتنے کا معاملہ نہیں ہے بلکہ معاملہ ہارنے یا نہ ہارنے کا ہے''۔

ایک دردِ دل رکھنے والے تجزیہ نگار کے بقول: گویا اب معاملہ نسبتاً محدود ہوا ہے، اگلے مرحلے میں یہ ہوگا کہ ہارنا اِتنے ہی نقصان پہ ہے یا مزید نقصان کے بعد !

یہ تو امریکہ اور اُس کے شکست خوردہ حواریوں کے احوال ہیں کہ وہ اس سولہ سالہ جنگ میں بُری طرح ناکامی کے باوجود اپنے اندر اتنا حوصلہ اور ''سپورٹس مین سپرٹ'' بھی نہیں پاتے کہ اپنی ذلت اور شکست کو کھلے بندوں تسلیم کر کے ناکامی کا اعتراف کریں... کیوں کہ ایسا کرنے کی صورت میں عالمی کفری سرمایہ دارانہ نظام کس کی آغوش میں پناہ لے گا کہ اُس کو پناہ فراہم کرنے والے تو پوری دنیا کے سامنے بے سروسامان مٹھی بھر اہل ایمان کے ہاتھوں رسوائی سمیٹ چکے ہیں !

جب کہ دوسری طرف امارت اسلامیہ افغانستان کی قیادت اور مجاہدین ہیں جو امریکہ اور اُس کے غلاموں کا عسکری میدانوں میں بھی بھرپور مقابلہ کر کے اُن سے زمین پر لکیریں نکلوا رہے ہیں، اُن کی سازشوں اور مکروفریب سے بھی نبرد آزما ہیں، اُن کے کھڑے کیے گئے فتنۂ داعش اور جہادی صفوف میں انتشار کی خاطر پیدا کیے گئے غلاۃ سے بھی نمٹ رہے ہیں... جب کہ سیاسی وسفارتی محاذ پر پوری بصیرتِ ایمانی سے موجود ہیں... اس کے ساتھ ساتھ ایک حقیقی امارت اسلامیہ کا کردار نبھاتے ہوئے عامۃ المسلمین کی فلاح و بہبود کی خاطر اور اُن کی دینوی و دنیاوی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بھی اپنے محدود ترین وسائل کے باوجود ہر لحاظ سے برسر عمل ہیں۔

امارت اسلامیہ نے امیر المومنین شیخ الحدیث ملا ہبۃ اللہ دامت برکاتہم العالیہ کے حکم پر رمضان المبارک اور عید الفطر کے موقع پر غریب و لاچار مسلمانوں کے لیے افغانستان بھر میں ضروریات زندگی بہم پہنچانے کے لیے وسیع پیمانے پر مہم شروع کی۔ جس کے نتیجے میں قندھار، زابل، ارزگان، بادغیس، قندوز، لوگر، غزنی، کنڑ، نورستان اور پکتیا میں ایک لاکھ سے زائد خاندانوں میں بنیادی اشیائے ضروریہ پہنچائی گئیں... امارت اسلامیہ کے زیر انتظام ملک کے مختلف شہروں میں جنگ سے تباہ حال سڑکوں اور پلوں کی تعمیر و مرمت کے کام تیزی سے جاری ہیں... ہسپتالوں اور شفاخانوں کو قائم کرنے اور پہلے سے موجود ہسپتالوں کے انتظام کو عامۃ المسلمین کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کے لیے ہنگامی اور مستقل نوعیت کے اقدامات اٹھائے جارہے ہیں... امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ کے مطابق:

> ''رمضان المبارک کے پہلے عشرے میں عالی قدر امیر المؤمنین شیخ الحدیث والتفسیر مولوی ھبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کے خصوصی فرمان کے مطابق مجاہدین نے مختلف علاقوں میں دوبدو لڑائی کے دوران گرفتار ہونے والے کٹھ پتلی انتظامیہ کے ۶۲ فوجی، پولیس اہلکار، مقامی جنگجو اور دیگر اہلکاروں کو رہا کردیے۔ رہا ہونے والے اہلکار ملک کے مختلف علاقوں کے باشندے تھے اور رہائی کے وقت انہیں کرایہ اور خرچہ بھی دیا گیا''۔

امیر المومنین دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے عید الفطر کے پیغام میں اسی حوالے سے فرمایا کہ:

> ''اسلامی نظام کے زیر سایہ صلح، حقیقی امن و امان اور اہل وطن کا سکون ہمارے بنیادی مقاصد ہیں۔ ہم پر عزم طور پر اپنے عوام کی معاشی، تعلیمی اور ہمہ پہلو تعمیراتی ترقی کے پابند ہیں۔ امارت اسلامیہ تعمیر نو کے منصوبوں کا خیر مقدم کرتی ہے۔ اپنے مقررہ اصولوں کی روشنی میں اس مد میں ہر قسم کی سرگرمیوں کی حمایت اور ان کے تحفظ کو اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے۔ مجاہدین اپنے اپنے علاقوں میں دینی و عصری علوم اور عوامی مطالبات کے مطابق تعمیر نو اور دیگر امور میں راہ ہموار کرنے کا سلسلہ جاری رکھیں''۔

اس سارے منظر نامے میں دیکھ لیجیے کہ افغانستان میں محض اللہ پاک کی طرف سے عطا کی جانے والی نصرت، مدد اور اُسی کے فضل واحسان کی بدولت پاکیزہ اور مبارک جہاد کی برکات سمیٹتے ہوئے بے سروسامان امارت اسلامیہ افغانستان کس طرح سرخروئی کی منازل طے کر رہی ہے... جب کہ دشمنانِ دین اپنے سردار امریکہ لعین سمیت ہر طرح کے وسائل کھپا دینے اور ہر قسم کا اسلحہ و ٹیکنالوجی آزمالینے کے باوجود کس طرح ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں !

نشانیاں ہیں اور کھلی نشانیاں ہیں، لیکن صرف عقل والوں کے لیے !

☆☆☆☆☆

منصوری آپریشن کی پہلی کامیابی

بشکریہ: امارت اسلامیہ کی رسمی ویب سائٹ 'الامارہ اردو'

ایک ہفتے میں تین اسٹریٹجک اہم اضلاع کو فتح کر کے ان پر مکمل کنٹرول قائم کرنا منصوری آپریشن کی کامیابی کی کھلی دلیل ہے۔ منصوری آپریشن کی کامیاب کارروائیوں نے دشمن کے تمام حفاظتی انتظامات کو ناقص ثابت کر دیا ہے، جس سے کٹھ پتلی حکومت کے آقا بھی ہل کر رہ گئے ہیں۔

جان کیری کے ہاتھوں بننے والی بدعنوان حکومت کے دفاعی اور سکیورٹی اداروں نے اپنے آقا کو یقین دلایا تھا کہ قندوز اور بغلان کے گورنروں کی شہادت کے بعد شمالی صوبوں میں ان کے خیال کے مطابق مجاہدین کمزور ہو گئے ہیں۔ اب ان کے حوصلے پست ہیں۔ فی الوقت مجاہدین اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ وہ بڑے پیمانے پر عسکریت کا استعمال کرتے ہوئے کسی علاقے، ضلع اور شہر پر قبضہ کر لیں۔

امریکی کاسہ لیس اور ظالم حکمرانوں کا تمام اعتماد امریکا کی جدید جنگی ٹیکنالوجی، ڈالر اور جنگی وسائل کی فراہمی پر ہے، وہ۔ امریکا کے بغیر ایک دن لڑنے کی صلاحیت اور حوصلہ بھی نہیں رکھتے۔ ان کا خیال تھا کہ امارت اسلامیہ کی فوجی و ہمہ جہت منصوبہ بندی اور حکمت عملی کا انحصار بھی وسائل اور افراد پر ہے، لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔ مجاہدین نے عملی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ وہ ماضی کی طرح نئے عزم اور استقامت کے ساتھ دشمن پر حملے کر رہے ہیں۔

یقیناً قندوز اور بغلان کے گورنروں کی شہادت سے مجاہدین کو بڑا صدمہ ہوا تھا اور جو کارنامے انہوں نے اپنے دور میں انجام دیئے تھے، وہ ناقابل فراموش ہیں۔ تاہم یہ بات بھی حقیقت ہے کہ مجاہدین ایک مقدس نظریے اور جذبے کے تحت قربانی دے رہے ہیں۔ وہ اس میدان میں سرخ رو ہو رہے ہیں۔ اگر ایک مجاہد شہید ہوتا ہے تو دوسرے مجاہدین کا اعتماد متزلزل اور حوصلے پست نہیں ہوتے، بلکہ ان کے حوصلے مزید بلند ہو جاتے ہیں۔ وہ مزید پر عزم ہو کر اپنے شہداء کا بدلہ لینے کے انتقام کے جذبے سے سرشار ہو کر ایمانی قوت اور ولولے سے میدان کارزار میں ڈٹ جاتے ہیں۔ وہ اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ اپنے پیش رو کے نقش قدم پر چل کر ان کی امنگوں کو پورا کریں گے۔

اگر ایسا نہیں ہے تو مجاہدین کے پاس جو ہتھیار اور جنگی آلات ہیں، وہ دشمن کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔

مجاہدین کے پاس ہیلی کاپٹر ہیں نہ کوئی ڈرون ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں ہے، جو عملی یا اخلاقی طور پر مجاہدین کی حمایت کرے۔ میڈیا مکمل طور پر امریکا کے زیر اثر ہے۔ وہاں وہی کچھ کہا جاتا اور شایع ہوتا ہے، جو امریکا کی مرضی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں امریکا ہر دن مختلف شعبوں میں مجاہدین کے خلاف لاکھوں ڈالر خرچ کرتا ہے۔ اس کے باوجود مجاہدین خالی ہاتھ اور وسائل کے بغیر ہر روز پیش رفت کیے جا رہے ہیں۔ فتوحات حاصل کرتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مجاہدین کا عقیدہ اور عزم مضبوط ہے۔ جہاد اور شہادت کے جزبے سے مسلح ہیں۔ انہوں نے ذاتی خواہشات اور مفادات کو پاؤں تلے روند دیا ہے۔ ان کی گفتار اور کردار میں تضاد نہیں ہے۔ وہ گفتار اور کردار دونوں کے غازی ہیں۔ اسلامی اقدار، ملکی آزادی، قومی مفادات اور ملی روایات کے دفاع کے لیے مخلص ہیں۔ حتیٰ کہ قربانی دے رہے ہیں۔ نسلی، لسانی، علاقائی اور قومی تعصب کی برائیوں سے بہت دور ہیں۔ اس لیے اللہ تعالی بھی ان کی مدد کر رہا ہے۔ اللہ تعالی نے افغان عوام کے ذہن میں یہ بات ڈال دی ہے کہ وہ جان و مال سے مجاہدین کی مدد کریں۔

مجاہدین نے صوبہ بدخشان کے ضلع زیباب، قندوز کے ضلع قلعہ ذال اور فاریاب کے ضلع غورماچ پر اپنا مکمل کنٹرول قائم کر لیا ہے۔ شہید امیر ملا اختر محمد منصور نوراللہ مرقدہ کے نام کی مناسبت سے شروع ہونے والا منصوری آپریشن اپنے ایک سال دورانیے میں جارحیت پسندوں اور کٹھ پتلی حکومت کے ان تمام اڈوں اور ٹھکانوں کو تباہ کر کے رکھ دے گا، جہاں دشمن شیطانی منصوبے اور پروگرام بناتے ہیں۔ آخرکار ایسی صورت حال بنے گی کہ افغانستان سے اسلام دشمن راہ فرار اختیار کریں گے یا حق و انصاف کے کٹہرے میں حاضر ہو کر سرنڈر کر جائیں گے۔

وما ذالك على الله بعزيز

☆☆☆☆☆

قابلِ تعریف

علی بن منصور

میں اسے ذاتی طور پر نہیں جانتا... میں نے اس کی کہانی کسی اور کی زبانی سنی...اب نجانے یہ سنانے والے کا کمال تھا یا کہانی ہی ایسی تھی کہ میں چونک اٹھا...سادہ سے واقعاتِ زندگی تھے جو نہایت عام انداز میں ایک عام سے فرد کو پیش آئے... مگر یہ واقعات اپنی تمام تر سادگی اور عمومیت کے باوجود ایک بے حد خاص کہانی میں ڈھل گئے، ایک نہایت منفرد، نہایت خاص شخصیت کا عنوان بن گئے...

کہتے ہیں کتاب آپ کی بہترین دوست ہوتی ہے...ایک اچھی کتاب کی موجودگی میں کم ہی کسی اور چیز کی ضرورت پڑتی ہے... مگر مجھے لگتا ہے کہ کتابوں سے دوستی میں احتیاط لازم ہے...کیونکہ بعض اوقات یہ دوستی بہت ظالم ثابت ہوتی ہے...کتابیں آپ کو، آپ کے گرد و پیش، آپ کی دنیا سے کاٹ کر اپنے اندر سمو لیتی ہیں، اور ایک ایسی طلسماتی دنیا کی سیر کراتی ہیں جہاں آپ رہنا تو چاہتے ہیں مگر رہ نہیں سکتے...آپ اسے تصوّر کی آنکھ سے دیکھ تو سکتے ہیں مگر جی نہیں سکتے...یہ ایسے ہی ہے کہ گویا پیاسے کو پانی دکھایا جائے مگر پینے کی اجازت نہ ہو...بھوکے کو لذیذ کھانوں کی اشتہا انگیز خوشبوئیں تو سنگھائی جائیں، مگر ایک نوالہ بھی حلق سے اتارنے کا اذن نہ ہو...

میرا بچپن اسی تلخی میں گزرا...کیونکہ میرا بیشتر وقت ایک ایسی دنیا میں گزرتا جہاں تلواریں ٹکراتی تھیں، تیر سنسناتے تھے، کہیں بہادری و سرفروشی کی داستانیں رقم ہوتیں تو کہیں محبت و ایثار کی لازوال مثالیں... کہیں جانثار وفا کی نت نئی مثالیں قائم کرتے اور کہیں شجاعت کے ایسے نمونے پیش کیے جاتے کہ دنیا دنگ رہ جاتی...'ہیروز'، ابطالِ زمانہ........ انہی ابطال میں میرا دل اٹکا رہتا اور انہی کے درمیان میرا وقت گزرتا، مگر جب مجھے حقیقت کی دنیا میں واپس آنا پڑتا تو مجھے محسوس ہوتا کہ اب دنیا میں ان باتوں، ان قصّوں اور کہانیوں کی کوئی وقعت نہیں...جس دنیا میں، میں سانس لیتا ہوں، جس سے میری حوائج وابستہ ہیں، وہ بہت آگے بڑھ چکی ہے...اس میں شجاعت و دلیری، مہر و وفا، ایثار و قربانی جیسی چیزیں اب قدرے دقیانوسی اور افسانوی حیثیت کی حامل ہو چکی ہیں...ایسی چیزیں جن کے بارے میں سننا تو اچھا لگتا ہے مگر جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں...جو بس کتابوں میں ہی اچھی لگتی ہیں...میری دنیا میں اب ابطال نہیں رہے، وہ فسانوں میں ڈھل چکے ہیں...

ایسے میں جب میں نے اس کی کہانی سنی تو میری حیرت فطری امر تھا...مجھے ایسا لگا جیسے میں نے یہ کہانی پہلے بھی سن رکھی ہے... مگر کسی اور زمانے، کسی اور دنیا میں...کیونکہ وہ، اس کی شخصیت، اس کا کردار اس دنیا کا نہ تھا، اس وقت کا نہ تھا...وہ شاید میرے بچپن کے قصّے کہانیوں کا ہی کوئی افسانوی کردار تھا، جو نجانے کیسے بھٹکتے بھٹکتے آج کی دنیا میں نکل آیا تھا...

وہ اسلام آباد کے ایک متوسط گھرانے کا ایک عام سا فرد تھا...والدین نے اس کا نام محمد رکھا تھا........محمد خالد... نجانے کیا سوچ کر یہ نام رکھا...جس وقت انہوں نے اسے قابلِ مدح و تعریف اور دائمی زندگی کی صفات سے موسوم کیا ہو گا، اس وقت تو یقیناً ان کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو گا کہ وہ کیسے اپنے نام کی عملی تفسیر بن کر دکھائے گا...

کچھ وقت گزرا...اور وہ بچہ بڑا ہو گیا، جوان ہو گیا...ایک عام سا نوجوان...بظاہر اس میں کوئی بھی خاص بات نہ تھی...نہ تو تعلیمی اعتبار سے کوئی ایسی غیر معمولی یا قابلِ رشک کارکردگی تھی جو اسے متاثر کن بناتی، نہ دین سے ہی کوئی رغبت تھی جو جوانوں میں ممتاز کرتی...وہ ایک اوسط درجے کا نوجوان تھا...شاید اوسط سے بھی کم...فطرتاً حد درجہ لاابالی اور اپنے آپ میں مگن و مست... گردن میں زنجیر ڈالے وہ اوباش نوجوانوں کا سا حلیہ بنائے رکھتا جنہیں بھری دنیا میں کسی چیز کی فکر ہوتی ہے نہ پروا...ہاں مگر بے غم وہ بھی نہیں تھا...کیونکہ غم تو شاید اس دنیاوی زندگی کا ایک جزوِ لاینفک ہے...جسے کوئی غم نہیں ہوتا، اس کا دل خود اپنے لیے غم تراش لیتا ہے...ایسا ہی ایک غم اس کے سینے میں بھی پنہاں تھا...ہمارے معاشرے کے ہزاروں بے مقصدیت و بے کاری کا شکار نوجوانوں کی طرح، وہ بھی بیمارِ عشق تھا...قصّہ مختصر، مجموعی طور پر وہ ایک ایسا نوجوان تھا کہ بقول راوی:

> "میں اس جیسے لڑکوں کو ناقابلِ علاج تصوّر کرتا تھا اور دیگر نوجوانوں کے لیے اس کی صحبت کو مضر سمجھتا تھا...اسی لیے جب ایک دوست نے مجھ سے اس کے بارے میں بات کی کہ اسے سمجھانا چاہیے تو میں ہنس پڑا اور بولا "آپ اسے جانتے نہیں، وہ ایک gangster قسم کا لڑکا ہے، اسے آپ کے پند و نصائح سننے میں کوئی دلچسپی نہیں ہو گی"، مگر جب اللہ کو کچھ منظور ہوتا ہے تو وہ خود ہی راہیں کھول دیتا ہے.........دلوں کی بھی، اور قسمت کی بھی...اور ابھی اس بات کو چند دن نہ گزرے تھے کہ میں نے محمد کو دورۂ شرعیۃ میں اپنے ہمراہ پایا"...

ساری رات دروس کا سلسلہ چلتا رہا... صحابہ کے واقعات، اسلاف کے ایمان افروز تذکرے، قرآن و حدیث سے دلائل اور احکام کی تشریح و توضیح اور آج کے حالات اور ان میں امّتِ مسلمہ کی زبوں حالی جیسے سنجیدہ موضوعات زیرِ بحث رہے... محمد خالد بھی اس محفل کا حصّہ تھا، مگر وہ وہاں موجود ہوتے ہوئے بھی پوری طرح حاضر نہیں تھا، کیونکہ ساتھ ساتھ موبائل پر محبوبہ سے پیغامات کے لین دین کا سلسلہ بھی جاری و ساری تھا... صبح ہوئی، تمام شرکا نمازِ فجر کے لیے اٹھ گئے... نماز کے بعد محمد نے امیرِ مجلس سے ایک سوال پوچھا: "بھائی میری ایک لڑکی سے دوستی ہے...میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور موبائل کے ذریعے

رابطے میں رہتا ہوں... کیا آپ کے خیال میں میرا یہ فعل درست ہے؟''... سادہ سا سوال تھا... مسئول نے بھی حیرت سے اس کی جانب دیکھا ہوگا اور سوچا ہوگا کہ کیا یہ نوجوان واقعی اس سوال کا جواب نہیں جانتا؟ کیا ساری رات قرآن و حدیث کی تعلیم کے بعد اسے یہ سوال پوچھنے کی ضرورت ہے؟ ''بھلا یہ فعل کیسے درست ہو سکتا ہے؟''... انہوں نے جواباً اسی سے پوچھا: ''آپ خود بتائیے، بغیر کسی شرعی رشتے کے، کسی غیر محرم سے ایسا تعلق و رابطہ رکھنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟'' اور محمد خالد نے اس سوال کا یوں جواب دیا: ''اچھا بھائی جان، پھر میں نے آج سے اسے چھوڑ دیا''...

اور اس نے واقعی چھوڑ دیا... نہ کوئی بحث نہ تمحیص، نہ دلائل نہ حجّت بازی، اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے تاویلیں گھڑیں نہ گنجائشیں تلاش کیں... ایک سادہ سا سوال تھا... صاف اور سیدھا کہ کیا میرا یہ فعل اللہ کی نظر میں درست ہے؟ اور نفی میں جواب پا کر اس کا سیدھا سادہ فیصلہ... فیصلہ بھی کیا... ترکِ محبت کا... ایک عرصے کے تعلق کو محض لمحوں میں ختم کر دینے کا... اور پھر کبھی پلٹ کر نہ دیکھنے کا... اور یہی اس کی عادت تھی... وہ ایک بار کوئی کام کرنے کا فیصلہ کر لیتا تو پھر کر کے ہی دم لیتا... پھر اس کے فیصلے میں ردّ و بدل کی گنجائش نہ ہوتی... چاہے وہ فیصلہ اس پر کتنا ہی بھاری کیوں نہ ہوتا...

شاید آپ کہیں کہ گو اس کا یہ فعل قابلِ مدح ہے، مگر ایسا کوئی غیر معمولی بھی نہیں... بہت سے نوجوان توجّہ دلانے پر غلط مشاغل سے تائب ہو جاتے ہیں... مگر یہ اس کے فیصلے کی بے ساختگی ہے جو مجھے چونکاتی ہے، ششدر کر دیتی ہے... کیونکہ یہ مجھے کسی اور کی یاد دلاتی ہے... کتنے ہی اوراق الٹتے چلے جاتے ہیں اور ایک دوسرا کردار میری نظروں میں گھوم جاتا ہے... یہ ایک میدانِ جنگ کا منظر ہے، سامنے معرکہ گرم ہے... حق و باطل آپس میں نبرد آزما ہیں... اہلِ حق کی قیادت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں... ایسے میں ایک صحابی کھجوریں کھا رہے ہیں... وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنّت مجھ سے کتنی دور ہے؟''... اور نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں: ''بس ان کھجوروں جتنی''، بس اتنا سا ہی فاصلہ ہے تمہارے اور جنّت کے مابین کہ تم یہ کھجوریں ختم کرو اور میدان میں اتر جاؤ، اور لڑتے لڑتے جنّت کو پا لو... اور یہ سننا ہے کہ وہ صحابی بے ساختہ ہاتھ میں پکڑی کھجوریں پھینک دیتے ہیں... اتنا انتظار نہیں کرتے کہ وہ چند کھجوریں ہی کھا لیں... اور وہ انتظار کرتے بھی کیسے؟ جنّت ہو منتظر گر........ پھر انتظار کیسا؟ لپک کر آگے بڑھتے ہیں اور دشمن سے بِھڑ جاتے ہیں... اور محض چند لمحوں میں اپنی جنّت کو پا لیتے ہیں...

کچھ اور ورق پلٹتے ہیں... منظر بدل جاتا ہے... رات کا وقت ہے... مدینہ کی گلیوں میں سناٹا ہے... یہ سیدنا حنظلہؓ کی شبِ عروس ہے... وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ گھر میں آرام کر رہے ہیں، اچانک باہر سے کچھ شور کی آواز آتی ہے... تھوڑا سا غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کے جہاد کے لیے پکارا جا رہا ہے... اور حنظلہؓ بے ساختہ اٹھ بیٹھتے ہیں... وہ جانتے ہیں انہیں کیا کرنا ہے، فوری طور پر اسلحہ سے لیس ہو کر نکل پڑتے ہیں اور ایک لمحے کے لیے بھی توقف نہیں کرتے، حتیٰ کہ میدانِ جنگ میں جامِ شہادت نوش کرتے ہیں اور غسیل الملائکۃ[2] کا خطاب حاصل کرتے ہیں...

منظر ایک بار پھر بدلتا ہے... یہ ابو درداءؓ ہیں... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے لیے اجر و ثواب کی بشارت دیتے ہیں اور یہ اس اجر کا مستحق بننے کے لیے اپنا گھر اور باغ راہِ خدا میں لٹا دیتے ہیں... وہ باغ جس پر وہ اور ان کے اہلِ خانہ انحصار کرتے ہیں... وہ گھر جس میں ان کی بیوی اور بچّے رہتے ہیں... اور پھر وہ دوبارہ اس باغ میں داخل نہیں ہوتے، باہر سے ہی بیوی کو آواز دیتے ہیں: ''اے امّ درداء! باہر آ جاؤ! کہ میں نے اپنے ربّ سے اس گھر اور باغ کا سودا کر لیا ہے''، اور وہ اللہ کی بندی شوہر سے یہ نہیں پوچھتی کہ یہ تو بتاؤ اب ہم کہاں رہیں گے؟ بلکہ بے ساختہ کہہ اٹھتی ہیں کہ کیا بہترین سودا کیا ہے!...

یہ عجیب لوگ ہیں... یہ سوچتے نہیں ہیں... یہ فوری اور بے ساختہ فیصلے کرتے ہیں... یہ عقل سے کام نہیں لیتے... یہ پاگل ہیں، دیوانے ہیں... اور میں سمجھتا تھا کہ اب یہ اس دنیا میں ناپید ہیں... مگر آج... اتنی صدیوں کے فاصلے پر... یہ پھر وہی بے ساختگی ہے جو ایک بار پھر اپنی چھب دکھاتی ہے... جو اس نوجوان کی شخصیت کا خاصّہ ہے... یہ بے ساختگی... جو فوری فیصلے کرواتی ہے، جو سوچنے سمجھنے کی گنجائش نہیں چھوڑتی، جو یک لخت اور یکسر تبدیلی لاتی ہے... عقل کو مات کرنے والی بے ساختگی... وہ بے ساختگی جو عشّاق کی طبیعت کا لازمہ ہوا کرتی ہے... کیونکہ یہ عشق ہی تو ہے جو حوصلہ دیتا ہے، ہمّت دیتا ہے، ایک بار فیصلہ کروا لے تو اس پر ڈٹنے اور جمنے کا حوصلہ دیتا ہے... کبوتر کے تنِ نازک میں شاہیں کا جگر پیدا کرتا ہے... عقل کو مفلوج کر کے کبھی ابراہیمؑ کو آگِ نمرود میں اتار دیتا ہے تو کبھی محمد خالد کو پر تعیش زندگی سے نکال کر ارضِ جہاد کے بے آب و گیاہ پہاڑوں میں لا کھڑا کرتا ہے... محبت کرنے والے خاندان اور سنہرے مستقبل کی امید سے منہ موڑ کر رضائے ربّ کے حصول کی خاطر ہجرت کرنے پر مجبور کر دیتا ہے...

وہ نوجوان جو کل تک گردن میں زنجیر ڈالے، ہاتھ میں موبائل تھامے، بے فکری سے اسلام آباد کی کشادہ سڑکوں پر آوارہ گردی کرتا تھا، جسے دنیا کی تمام سہولیات و آسائشات میسّر تھیں، جس کے والدین نے اس کے مستقبل کے لیے نجانے کیا کیا منصوبہ بندیاں کر رکھی تھیں، جو عیش و آرام کی زندگی گزارا کرتا تھا، ایک معمولی سے حادثے نے اسے سر تا پا بدل کر رکھ دیا... اور وہ حادثہ کیا تھا، کہ وہ ربّ جس کی دو انگلیوں کے درمیان اس کے بندے کا دل ہے، اس ربّ نے اس کا دل پلٹ دیا تھا... اور ایک انقلاب رونما ہو گیا تھا... اس کے ربّ نے اس کا دل بدل دیا، اور اسے محبت ہو گئی... بندے کو اپنے ربّ سے محبت ہو گئی...

---

[2] جس کو فرشتوں نے غسل دیا ہو...

ربّ سے ملاقات کا شوق پیدا ہو گیا... اس کی حسین جنّتوں کے وعدے سے محبت ہو گئی...اور وہ سرتاپا اپنے ربّ کی پسند کے مطابق ڈھلتا چلا گیا...

اب وہ موٹا جھوٹا لباس پہنتا... بعض اوقات اپنا کوئی ذاتی لباس میسّر نہ ہوتا تو مانگ کر بھی پہن لیتا... مجاہد ساتھیوں کے ساتھ مل کر کھانا پکاتا، برتن دھوتا، خدمت کرتا، راتوں کو جاگ کر پہرا دیتا، دن بھر جہاد کے لیے جسم کو تیار کرنے کے لیے سخت ورزش کرتا، اور اپنے پیاروں سے دور، وہ اپنے ہی جیسے مہاجرین و مساکین کے ساتھ اپنے ربّ کی رضا کے حصول میں مشغول رہتا...

میدانِ جہاد میں اس کا نام عیسیٰ تھا... وہ اپنی پچھلی زندگی کی بیشتر عادات ترک کر چکا تھا، البتہ اس کی ایک عادت برقرار تھی...ایک بار فیصلہ کر لینے کے بعد اس پر جم جانے والی عادت...پلٹ کر دیکھنا تو شاید اس کی فطرت میں ہی نہ تھا...وہ تو بس فیصلہ کرنے اور اس پر مضبوطی سے ڈٹ جانے کا عادی تھا...کوئی اسے کہتا: ''بھائی آپ کو ایک نصیحت کروں؟ نمازِ تہجد کا اہتمام کیا کیجیے''، اور وہ سنتا، کچھ دیر غور کرتا، بات دل کو لگتی اور بس فیصلہ ہو جاتا... آج سے میں تہجد پڑھا کروں گا، اور پھر دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جاتی مگر عیسیٰ تہجد کے وقت اپنے ربّ کے حضور حاضر ہونا نہ بھولتا...کوئی اور کہتا: ''بھائی جان آپ سے ایک گزارش ہے، آپ کی فلاں عادت اچھی نہیں، اس سے چھٹکارا حاصل کیجیے''، اور اگر عیسیٰ فیصلہ کر لیتا کہ ہاں اب یہ عادت ترک کرنی ہے تو چاہے وہ کتنی ہی پرانی اور پکی عادت کیوں نہ ہوتی، وہ اسے دوبارہ نہ دہراتا...

جہاد فی سبیل اللہ...نیک اعمال کی چوٹی...بلاشبہ یہ ایک مشکل طرزِ زندگی ہے...لیکن شاید مجاہدین کی زندگی کا سب سے مشکل اور تکلیف دہ پہلو اپنوں سے کٹنا ہوتا ہے...بالخصوص آج کی رابطوں کی دنیا میں، کہ جب دنیا کے دو متضاد کونوں میں بیٹھے ہوئے افراد، ہزاروں میل کی دوری کے باوجود، منٹوں، سیکنڈوں میں باآسانی آپس میں رابطہ قائم کر سکتے ہیں، وہاں ان فقرا و مساکین کا یہ حال ہوتا ہے کہ مہینے اور سال گزر جاتے ہیں اور انہیں اپنے پیاروں کی کوئی خیر خبر نہیں ملتی...سوچتا ہوں یہ بیٹے کیسے ترس جاتے ہوں گے ماں باپ کی آواز سننے کو، بھائی بہنوں سے ملنے کو...اپنا حال سنانے کو اور ان کا سننے کو...اور جن کو پیچھے چھوڑ آتے ہیں، کچھ ایسا ہی حال ان کا بھی تو ہوتا ہو گا...مائیں سوچتی ہوں گی کہ جس کے ہزاروں ناز نخرے اٹھائے جاتے تھے، نجانے اب وہ لاڈلا کس حال میں ہو گا...باپ سوچتے ہوں گے کہ جس کو اعلیٰ سے اعلیٰ کھلاتا پلاتا تھا، بہترین کپڑے پہناتا تھا، وہ اب کیسے رہتا ہو گا...وہ اب کیسا دِکھتا ہو گا...جانے اب کب اس سے ملاقات ہو سکے گی، ہو گی بھی یا نہیں...

مگر جس ربّ کی خاطر یہ مہاجرین سب کچھ چھوڑ کر آتے ہیں، وہ ربّ پھر انہیں تنہا نہیں چھوڑتا...ہر مشکل میں آ کر یوں ساتھ دیتا ہے، ایسے دل تھام لیتا ہے کہ کوئی ماں بھی اپنے بچّے کا ایسے خیال نہیں رکھ سکتی...اپنے گھر کو چھوڑے ہوئے عیسیٰ کو ابھی سال بھی نہ گزرا تھا کہ اس کے والد کے حوالے سے ایک اندوہناک خبر عیسیٰ کے امیر تک پہنچی...اس کے والد چند مکار اور خائن لوگوں کے جھانسے میں آ کر وزیرستان آئے تھے اور قتل کر دیے گئے تھے...اب یہ خبر وہ عیسیٰ کو کیسے دیتے؟ باپ کے قتل کی خبر بیٹے کو کیسے دی جائے؟ مگر بتانا تو تھا، انہوں نے عیسیٰ کو بلا بھیجا...وہ عیسیٰ جوان کا بہت پیارا ساتھی تھا...جواُن کا فرماں بردار ماموں تھا...جوان کا ایک محبوب سپاہی تھا...مگر جو فقط ایک سترہ اٹھارہ سالہ نوجوان تھا...جو اپنے ماں باپ اور گھر والوں سے بھی بہت محبت کرتا تھا...

عیسیٰ نے ان کی پوری بات نہایت صبر وضبط سے سنی...حادثہ بڑا تھا، صبر بھی مشکل تھا...مگر صبر تو پھر وہی ہوتا ہے جو پہلی چوٹ پر کیا جائے...وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تو سبھی کو صبر آ جاتا ہے...رات ہو چکی تھی...عیسیٰ نے اس رات پہرہ دینے کی ذمہ داری قبول کر لی... وہ ساری رات روتا رہا...اس باپ کو یاد کر کے روتا رہا جس نے انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا تھا... اس شفیق باپ کی یاد میں روتا رہا جسے رات کو اسے دیکھے بغیر نیند نہیں آتی تھی...وہ باپ جس نے اسے ساری زندگی کھلایا تھا، پلایا تھا، بہترین تربیت کی تھی، جس نے اس پر اپنی خون پسینے کی کمائی لٹائی تھی...اس باپ کے لیے روتا رہا جس نے تمام عمر بغیر کسی لالچ کے اس سے شدید محبّت کی تھی...اس ماں اور ان چھوٹے بہن بھائیوں کو یاد کر کے روتا رہا جو شدید صدمہ اور پریشانی کی اس حالت میں اکیلے تھے...جن کی کوئی مدد تو دور کی بات، جنہیں وہ کوئی دلاسہ تک نہ دے سکتا تھا...اور وہ ساری رات عیسیٰ اپنے ربّ کے حضور سربسجود رہا...تمام رات نوافل اور تہجد پڑھتا رہا...کیونکہ حالات جیسے بھی تھے، مگر وہ تو اپنے ربّ کا بندہ تھا...اس کی رضا میں راضی تھا...اس کی لکھی ہوئی تقدیر پر قانع تھا...اسے اپنے ربّ سے کوئی شکوہ نہیں تھا...ہاں مگر دل کا کیا کیجیے...کہ غم دل کو کھاتا ہے...اور آنکھ آنسو بہاتی ہے...مگر اللہ کے بندے زبان سے کچھ ایسا نکلنے نہیں دیتے جو ربّ کو ناپسند ہو...اللہ! اللہ! یہ تیرے پاکیزہ بندے...یہ سمندر سا ظرف رکھنے والے بندے... یہ تیری محبت میں دیوانے بندے...

اس واقعے کو ابھی ایک ماہ بھی نہ ہوا تھا کہ عیسیٰ چند ساتھیوں کے ہمراہ ایک کارروائی کے لیے کرم ایجنسی روانہ ہوا...چند دنوں سے ساتھی اسے بہت بدلا بدلا سا محسوس کر رہے تھے... چہرے پر ایک نور سا چھایا ہوا تھا یا آنکھوں میں ایک نئی چمک تھی... ''بہت چمکتے جا رہے ہو، خیریت تو ہے؟''، ایک بھائی نے اس سے مسکراتے ہوئے پوچھا... وہ اپنی خوب صورتی کا کیا راز بتاتا... کہ یہ خوب صورتی تو آتی ہے رات رات بھر جاگ کر ربّ سے راز و نیاز کرنے سے...اپنے دل کو ربّ کی خوشی میں خوش و مطمئن کر لینے سے...یا شاید جب بندہ اپنے محبوب سے ملنے والا ہو تو ایسی ہی نورانیت و شادمانی اتر آتی ہے چہرے پر...

کرم ایجنسی میں وہ سب ایک مسجد میں ٹھہرے...بعض ساتھی کچھ دیر سستانے کے لیے مسجد کے اندر چلے گئے...جبکہ عیسیٰ دیگر ساتھیوں کے ساتھ وہیں برآمدے میں بیٹھ کر خوش

گپّیوں میں مصروف ہو گیا...اتنے میں ایک بھائی غسل کی پوری تیاری کیے ان کی جانب آئے...

''عیسیٰ بھائی آپ ذرا میری یہ عطر کی شیشی سنبھال سکتے ہیں، میں بس ابھی نہا کر آتا ہوں''... وہ شیشی عیسیٰ کے حوالے کر کے چلے گئے...

''بھائی ذرا یہ عطر دکھایئے گا''، اس کے ساتھ بیٹھے ساتھی نے عیسیٰ سے کہا...

''نہیں بھائی! نہیں دکھا سکتا...وہ فلاں بھائی امانتاً رکھوا کر گئے ہیں''، اس نے جواب دیا...

''ارے بھیّا میں صرف سونگھنے کے لیے مانگ رہا ہوں، لگاؤں گا نہیں''، پہلے ساتھی نے وضاحت کی...

''بھائی جان سونگھنے کے لیے بھی نہیں دے سکتا، وہ میرے پاس امانت ہے ناں''...

''بھلا صرف سونگھنے سے امانت میں کیا خیانت ہو جائے گی؟'' ساتھ بیٹھے دوسرے ساتھی نے استفسار کیا...

''بھائی واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ بیت المال کے معائنے کے لیے تشریف لے گئے...بیت المال کی خوشبو آپ کی ناک میں پہنچی تو آپ نے اپنی ناک بند کر لی... لوگوں نے پوچھا: ''کیا ہوا؟''، تو امیر المؤمنین نے فرمایا: ''مجھے خدشہ لاحق ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مجھ سے یہ نہ پوچھ لے کہ تم نے بیت المال کے اندر مسلمانوں کی خوشبو کیوں سونگھی تھی؟''...

''لیجیے آپ میرا عطر لگا لیجیے''، یہ کہہ کر عیسیٰ نے جیب میں ہاتھ ڈالا... شیشی تو ہاتھ نہ آئی البتہ نماز کے لیے پہنی جانے والی جالی دار ٹوپی ہاتھ میں آ گئی...وہ کسی چیز کے ساتھ اٹکی ہوئی تھی...ایک جھٹکے سے کھینچ کر اسے نکالا...ایک بار پھر عطر کی تلاش میں جیب میں ہاتھ ڈالا... اب کی بار ہاتھ چھوٹی سی گول عطر کی شیشی سے ٹکرایا، شیشی کا ڈھکن اس نے بے دھیانی میں جیب میں ہی کھول لیا...اب ہاتھ نکالا تو ہاتھ میں عطر کی شیشی کے بجائے دستی گرنیڈ تھا...

یہ چینی ساختہ چھوٹا سا بم شیطانی گرنیڈ کہلاتا ہے...اس کے تین حفاظتی لاک ہوتے ہیں... ایک چھوٹی سی رِنگ جسے پہلے نکالا جاتا ہے تو ایک لاک کھل جاتا ہے...یہ رِنگ نکالے بغیر ڈھکن نہیں کھلتا...رِنگ نکالنے کے بعد ڈھکن اتارا جاتا ہے جس سے دوسرا لاک بھی کھل جاتا ہے...اس کے بعد گرنیڈ کو جھٹکا لگنے سے تیسرا لاک کھل جاتا ہے اور گرنیڈ پھٹ جاتا ہے... عیسیٰ نے جب ٹوپی نکالی تو وہ شاید گرنیڈ کی رِنگ کے ساتھ الجھی ہوئی تھی... کھینچ کر نکالنے سے بم کی رِنگ نکل گئی... عطر کی شیشی سمجھ کر ڈھکن اس نے خود اتار دیا، جیب سے ہاتھ نکالا تو بم کو ایک جھٹکا لگا، اب اس کے ہاتھ میں وہ آگ کا گولہ تھا جو کسی بھی لمحے پھٹنے والا تھا اور اس کے گرد اس کے مجاہد ساتھی بیٹھے تھے... محض چند لمحوں کی مہلت تھی...کچھ سوچنے سمجھنے کا وقت تو تھا ہی نہیں... مگر وہ عیسیٰ تھا، اسے پہلے کب کوئی فیصلہ کرنے کے لیے بہت سا وقت درکار ہوتا تھا... وہ تو لمحوں میں فیصلے کرنے کا عادی تھا...اس نے بس ایک نظر ہاتھ میں پکڑے بم کی طرف دیکھا، اور اگلے لمحے وہ اس پر پیٹ کے بل لیٹ گیا...

ایک دھماکہ ہوا...آگ کا وہ گولہ پھٹ گیا...دھماکے کی شدّت ایسی تھی کہ ارد گرد کے لوگ سمجھے کہ شاید ڈرون نے میزائل داغا ہے... مسجد کے اندر موجود ساتھی جلدی سے باہر نکل آئے...سب پوچھ رہے تھے، آخر ہوا کیا ہے؟ گرد و غبار تھا، خون تھا اور آگ...اور میں تصوّر کی آنکھ سے دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں...ایک خالی احاطہ سا ذہن میں ابھرتا ہے، ایک دیوار ہے جس سے ایک زخمی ٹیک لگائے بیٹھا ہے، اس کا جسم اس کے اپنے ہی خون سے رنگتا جا رہا ہے مگر اس جان کنی کی حالت میں بھی اس کی زبان پر ایک ہی کلمہ جاری ہے:

''أشهد أن لآ إله الّا الله و أشهد أنّ محمد رسول الله''

اس کے دونوں ہاتھ دھماکے میں اُڑ چکے ہیں، پیٹ کے گہرے زخم سے اندرونی اعضاء جھانک رہے ہیں، مگر نہیں... یہ تو کوئی اور منظر ہے، یہ کوئی اور زخمی ہے... پانی پلانے والا اس کے ہونٹوں سے مشک لگاتا ہے، ابھی ایک قطرہ بھی ہونٹوں سے گزر نہیں پاتا کہ کسی اور زخمی کی پانی کے لیے فریاد کانوں سے ٹکراتی ہے، اور پہلا زخمی چہرہ موڑ لیتا ہے، پہلے میرے بھائی کو پلاؤ... پانی پلانے والا دوسرے زخمی کے پاس جاتا ہے، اتنے میں ایک تیسرے کی کراہ سنائی دیتی ہے اور دوسرا زخمی بھی خود پر اپنے بھائی کو ترجیح دیتا ہے، میں ٹھیک ہوں، پہلے میرے بھائی کو بچاؤ...وہ تیسرے کے پاس جاتا ہے، مگر تیسرا دم توڑ چکا ہوتا ہے... وہ پہلے کے پاس پہنچتا ہے، مگر وہ تو اب موجود ہی نہیں...وہ جلدی سے دوسرے زخمی تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے، مگر دوسرا بھی پانی کی حاجت سے آزاد ہو چکا ہے...دوسرا بھی اور تیسرا بھی... مگر یہ میں کہاں نکل گیا... یہ تو کوئی اور زخمی ہیں، یہ تو کوئی اور کہانی ہے... مگر اس کہانی جیسی ہے... یا شاید... یہ سب ایک ہی کہانی ہے...

ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ ہماری دنیا میں ابطال نہیں رہے...وہ قصّہِ پارینہ ہو چکے...اگر آپ ان کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں تو آپ کو کتابوں سے دوستی کرنی پڑے گی... مگر اس میں آپ کو احتیاط کو لازم پکڑ لینا چاہیے... یہ نہیں کر سکتے تو پھر دیکھیے، نظر دوڑایئے...دور کہیں... پہاڑوں کی اوٹ میں، سنگلاخ چٹانوں اور بے آب و گیاہ میدانوں کی طرف... جہاں صبح و شام ڈرون پھرتے ہیں، آسمان سے آگ و خون کی بارش ہوتی ہے...اس جانب دیکھیے... کیونکہ وہاں کچھ ایسے لوگ بستے ہیں...جو بظاہر تو میرے اور آپ جیسے ہی ہیں... مگر جتنی دیر میں، میں اور آپ اس ادراک کو دل میں جگہ دیں کہ شاید موت قریب ہے، یہ دیوانے بھاگ کر موت کو سینے سے لگا لیتے ہیں...اور یوں محمد خالد بن جاتے ہیں... ہمیشہ زندہ رہنے والے، قابلِ تعریف...

☆☆☆☆☆

مولوی محمد عالم کلیم حیات اور کارناموں پر نظر

ابو عابد

۶ جنوری ۲۰۱۶ء کو امارت اسلامیہ افغانستان کے ایک عظیم اور تاریخ ساز مجاہد شہادت کے رتبے پر فائز ہو گئے۔ جی ہاں مولوی محمد عالم کلیم وہ مجاہد تھے جو مجاہدین کے درمیان ایک قابل فخر اور مخلص مجاہد تھے۔ انہوں نے کفار اور حق کے دشمنوں کو تگنی کا ناچ نچایا۔ مولوی محمد عالم کون تھے؟ انہوں نے زندگی کیسی گذاری؟ اسلامی نظام کی راہ میں کون سی جہادی خدمات انجام دیں؟ ذیل کی تحریر میں آپ پڑھیں گے۔

مولوی محمد عالم کلیم ۱۳۴۳ھش سال کو صوبہ زابل ضلع میزان کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام محمد اصغر تھا۔ ان کا تعلق افغانستان کے قبیلے اندڑ سے تھا۔

مولوی محمد عالم کلیم نے کم عمری ہی میں دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے پاکستان، صوبہ بلوچستان پشین میں حاصل کی۔ بعد ازاں مزید علوم حاصل کرنے کے لیے آزاد قبائل گئے۔ وہاں شمالی وزیرستان میران شاہ میں ممتاز جہادی رہنما مولوی جلال الدین حقانی صاحب حفظہ اللہ کے قائم کردہ مدرسہ منبع العلوم میں داخل ہوئے اور دینی علوم کا آغاز کر دیا۔

چونکہ مولوی جلال الدین حقانی صاحب حفظہ اللہ کا مدرسہ تعلیمی خدمت کے علاوہ جہادی فکر کا مدرسہ بھی تھا اس لیے ان کی تربیت جہادی ماحول میں ہوئی۔ بعد ازاں مولوی جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کی قیادت میں افغانستان کے جنوب مشرق اور پکتیا میں عملی طور پر جہاد میں شریک ہو گئے۔ اور جہاد کے ابتدائی سفر کا آغاز یہیں سے کیا۔

خوست میں کچھ عرصہ جہاد کے بعد وہ زابل آئے اور اپنے علاقے ضلع میزان میں امیر ملا ظریف کی قیادت میں سرخ لشکر کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔

مولوی محمد عالم کلیم نے جہاد کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ لورالائی، کوئٹہ اور دیگر مختلف علاقوں میں دینی مدارس میں دینی تعلیم حاصل کی۔ کمیونزم کے خاتمے تک ہمیشہ جہاد پر گئے مگر خانہ جنگی اور طوائف الملوکی کے دور میں اپنی ساری توجہ صرف دینی تعلیم پر مرکوز رکھی۔

انہوں نے اپنی دینی تعلیم کا سلسلہ امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں پایہ تکمیل کو پہنچایا اور پاکستان کے علاقے مردان میں مشہور عالم مولوی حمد اللہ جان داجوی صاحب سے اجازت حدیث اور فراغت کی سند حاصل کی۔

مولوی محمد عالم صاحب اس وقت طالبان تحریک میں شامل ہوئے جب تحریک کا قندھار سے نیا نیا آغاز ہوا تھا اور ابھی قندھار شہر پر ان کا قبضہ نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے زابل ضلع دایچوپان میں ایک گروپ کمانڈر مولوی عبدالخالق کی قیادت میں اسلامی تحریک میں جہاد کا آغاز کیا۔ کابل کی فتح کے بعد بھی پروان، کاپیسا اور افغانستان کے شمالی علاقوں میں بہت سی جنگوں میں ایک مخلص اور اطاعت شعار مجاہد کی حیثیت سے حصہ لیا۔

۱۹۹۸ء میں جب طالبان کا ایک لشکر درہ سالنگ کا ٹنل عبور کر کے افغانستان کے شمالی علاقے میں داخل ہوا تو اس وقت مولوی محمد عالم جبل السراج کے علاقے میں شوریٰ نظار کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور کئی ماہ ان کی جیل میں رہے۔

مولوی محمد عالم شوریٰ نظار کے جس کمانڈر کی قید میں تھے اس کمانڈر کا بھائی امارت اسلامیہ کی قید میں تھا۔ اس کمانڈر نے مولوی محمد عالم سے کہا کہ اگر تم میرے بھائی کو رہائی دلواؤ گے تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ مولوی محمد عالم صاحب ایک ضامن کے ساتھ کابل آئے اور جہادی خط کے کمانڈر سے کہا کہ انہیں مشروط طور پر رہائی ملی ہے اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ فلاں کمانڈر کے بھائی کو رہائی دلائے گا۔ اگر آپ حضرات کی مرضی ہو تو اس کے بھائی کو رہا کر دو ورنہ میں واپس دشمن کے پاس جا رہا ہوں۔

اس وقت پہلے مرحلے میں کمانڈر کے بھائی کی رہائی پر اتفاق نہ ہو سکا، اس لیے مولوی محمد عالم صاحب نے واپس دشمن کے پاس لوٹ جانے کا ارادہ کیا۔ ان کی واپس روانگی کے بعد مجاہدین رہنماؤں نے فیصلہ کیا کہ شوریٰ نظار کے کمانڈر کے بھائی کو رہا کر دیا جائے۔ اس طرح مولوی محمد عالم آدھے راستے سے واپس لوٹ آئے۔ دشمن کے پاس واپس لوٹنے اور دشمن سے وعدہ کی پاسداری کا ان کا یہ ایک بے مثال کارنامہ تھا۔

امریکہ کے خلاف جہاد:

کابل سے طالبان کی عقب نشینی اور امریکی حاکمیت کے قیام کے بعد مولوی محمد عالم صاحب ان بہادر اور شیر صفت مجاہدین میں سے تھے جنہوں نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ زابل میں جہاد کا آغاز کر دیا۔ زابل کے ضلع شاہ جوئی میں ان کا شمار صف اول کے اول ترین مجاہدین میں ہوتا تھا۔ ان کے ایک قریبی ساتھی مولوی محمد انور کا کہنا ہے کہ

''وہ وقت انتہائی غربت اور تنگ دستی کا دور تھا۔ مولوی صاحب اور دیگر مجاہدین کے گھروں کی حکومت نے تلاشی لی تھی اور سارا اسلحہ لے کر چلے گئے۔ یہاں تک کہ ایک عدد گن کا ملنا مشکل تھا۔ مولوی محمد عالم نے مجھے ایک طالبان حکومت کے ایک کمانڈر کے پاس بھیجا کہ ان سے کہہ دیں کہ ایک کلاشنکوف کا انتظام کہیں سے کردیں۔ میں اس کے پاس گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ مولوی عالم سے کہو پوری امارت ختم ہو چکی ہے اب ایک کلاشنکوف پہ دوبارہ قائم نہیں ہوگی۔ میں نے آکر مولوی محمد عالم سے ایسا ہی کہا۔

مولوی صاحب نے قسم کھا کر کہا کہ اگر تمام کے تمام مجاہدین بھی ہتھیار ڈال دیں میں پھر بھی آرام سے نہیں بیٹھوں گا اور ایک کلاشنکوف بھی نہ ملے تو خالی ہاتھ بھی جہاد جاری رکھوں گا''۔

مولوی عبدالحلیم منصور جو اس وقت گروپ کمانڈر تھے کہتے ہیں :

''ان کے ساتھیوں میں پہلے پہل ہم تین آدمیوں یعنی مولوی محمد عالم، اسد اللہ جمشید شہید اور میں تھا جنہوں نے خفیہ طور پر جہادی کاموں کا آغاز کیا۔ شروع میں صرف ضلع شاہ جوئی میں کارروائی شروع کی بعد میں دائیچوپان، خاکران اور ارغنداب تک ہم نے کارروائیوں کا آغاز کیا۔ انہوں نے بتایا ہم نے ۵۴ عدد گنیں تقسیم کیں اور نوجوانوں کو جہاد کے لیے تیار کیا۔ بعد میں اس پورے گروپ کا کمانڈر مولوی محمد عالم کو متعین کیا گیا جنہوں نے تشکیلات مزید وسیع کردیں۔

عبدالحلیم منصور ان ابتدائی سخت ترین دنوں کی تصویر کشی ان الفاظ میں کرتے ہیں :

''وہ انتہائی شدید حالات تھے۔ کوئی خوف سے مجاہدین کو شب بسری کے لیے ٹھکانہ فراہم کرنے کو تیار نہیں تھا۔ ہم شہر میں آکر تندور سے بہت سی روٹیاں لے کر جاتے اور کئی کئی دن پہاڑوں میں اسی پر گذارہ کرتے۔ گرمی اور سردی کی بہت سی راتیں ہم نے پہاڑوں میں کھلے آسمان تلے بسر کیں۔ یہاں تک کہ شدید سردی کے دنوں میں ریگستانوں میں قبر کی طرح گڑھے کھود اس میں لیٹ جاتے اور اپنے اوپر ریت ڈال دیتے۔ شدید سردی سے ہمارے چہرے ایسے سیاہ پڑ گئے تھے کہ قریبی جان پہچان والے لوگ پہچان نہ پاتے تھے۔ سردی اور بھوک سے بہت سے ساتھی بے سدھ ہو کر بے ہوش جاتے۔

ایسے ہی آزمائشی حالات سے گزر کر مولوی محمد عالم صاحب نے جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔ مگر تمام مجاہدین کی طرح ان کے ساتھ بھی اللہ کی مدد شامل حال تھی۔ ان کے ساتھیوں کی تعداد میں بہت جلد اضافہ ہو گیا۔ اللہ تعالی نے انہیں غنائم عطا فرمائے، ان کا حلقہ کار وسیع ہوا۔ زابل کے مختلف اضلاع کے علاوہ غزنی اور قندہار میں بھی جہادی خدمات کا آغاز کردیا۔ یہاں تک کہ حالیہ سالوں میں ان کے اپنے گروپ کے مجاہدین کی تعداد ایک ہزار مسلح مجاہدین تک پہنچ گئی''۔

جہاد کے ابتدائی سالوں میں مولوی محمد عالم کا مشہور کارنامہ اس اطالوی افسر کا قتل تھا جو چاہتا تھا کہ قندہار سے کابل تک موٹر سائیکل پر سفر کرے۔ بازرگان کے علاقے میں مولوی صاحب کی قیادت میں مجاہدین نے اس پر حملہ کر کے اسے ہلاک کردیا۔ اس حملے سے میڈیا پر ایک بار پھر مجاہدین کی موجودگی کی خبریں گرم ہو گئیں۔

اس کے بعد ان کی قیادت میں ارغنداب کے پولیس سربراہ عبدالمحمد کو مجاہدین نے سیاگزبند کے علاقے میں ایک گھات حملے میں ہلاک کردیا۔ اس کے بعد تازی کے علاقے میں عمومی شاہراہ پر دشمن سے پورے دن تک لڑائی جاری رہی اس طرح اعلانیہ طریقے سے جہادی کارروائیوں کا آغاز ہو گیا۔ اعلانیہ جہاد کے بعد ابتدائی سالوں میں وہ کارروائیاں جن میں مولوی صاحب اپنے ساتھیوں سمیت شریک تھے وہ حسب ذیل تھیں۔

ارغنداب، باغ میں چیک پوسٹ کا مکمل خاتمہ، ضلع خاکران کے مرکز کی فتح، ضلع ارغنداب میں چیک پوسٹیں اور میونسپل کارپوریشن کے مرکز پر قبضہ، امریکی فوجیوں کے ساتھ ارغنداب میں شدید لڑائی جس میں پہلی بار امریکہ کے دس فوجی ہلاک اور چار ٹینک تباہ ہو گئے۔ غزنی سے آنے والی فوجی کانوائے کو پسپا کرنا، جس میں جاوید نامی ایک کمانڈر کو گاڑی میں بیٹھے بیٹھے مولوی محمد عالم نے راکٹ سے اڑا دیا۔

مذکورہ کارروائیوں کے علاوہ مولوی محمد عالم نے اور بھی جہادی کارروائیاں سرانجام دیں، یہاں سب کا تذکرہ ناممکن ہے۔ مگر مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ زابل کی حد تک وہ ایک

عظیم اور فعال مجاہد تھے۔ان کا اکثر وقت محاذوں پر گزرتا تھا۔ گذشتہ ۱۴ سالوں میں ان کے ایک ہزار مجاہدین کے گروپ میں سے ۲۰۳ مجاہدین شدید لڑائیوں میں شہید ہوگئے۔ مولوی محمد عالم صاحب امریکہ کے خلاف جہاد میں ۳ بار زخمی ہوگئے۔انہوں نے زابل، ارغنداب، شہر صفا، شملزو، نوبہار، شینکی، میزان اور دائی چوپان کے اضلاع میں عسکری ذمہ داریاں سرانجام دیں۔اسی طرح زابل کے صوبائی کمیشن کے رکن اور کچھ عرصہ اس کے سربراہ بھی رہے۔

مولوی محمد عالم کلیم کی شخصیت کے حوالے سے:

مولوی محمد عالم کلیم ایک سچے فداکار اور سرفروش مجاہد تھے۔ وہ ایک قابل عالم اور مدرس تھے۔انہوں نے اپنے گھر کے قریب دو مدارس قائم کیے ایک طلبہ اور دوسرا طالبات کے لیے۔ جس میں سیکڑوں بچے اور بڑے پڑھتے ہیں۔اس کے علاوہ ان کی اصل مصروفیت اللہ کی راہ میں مسلح جہاد تھا۔

وہ جس طرح بیرونی کافروں کے شدید دشمن تھے۔ انہوں نے داخلی کٹھ پتلیوں اور جاسوسوں کے خلاف موقف اپنایا۔ ملا احمد اللہ وثیق کہتے ہیں کہ

> ''مولوی صاحب اس آیت سے زیادہ استدلال کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صفت یہ تھی کہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔اسی وجہ سے وہ کفار اور ان کے ساتھیوں کے خلاف بہت جرات سے کام لیتے۔ ان کی اسی تیز ترین کارروائی کی بدولت زابل میں دشمن کے ساتھیوں خصوصا جاسوسوں کا خاتمہ ہوگیا اور جو موجود تھے وہ فرار ہونے پر مجبور ہوگئے''۔

مولوی صاحب کے ایک قریبی ساتھی یحییٰ کہتے ہیں کہ

> ''مولوی صاحب ہر وقت قرآن کریم کی تلاوت کرتے۔ دس منٹ کا وقت ملتا بھی تو مصحف اٹھا کر تلاوت شروع کر دیتے''۔

جنید نام کے ایک مجاہد کہتے ہیں کہ

> ''کثرت تلاوت کے باعث بہت مرتبہ سوتے میں بھی قرآن کریم کی آیت کی تلاوت کرتے۔ تلاوت کے علاوہ تہجد کی نماز کا بھی ان کا معمول تھا۔ شدید سے شدید حالات میں بھی اسے قضا نہیں کرتے تھے''۔

فاروق نام کے ایک مجاہد کہتے ہیں کہ

> ''زخمی ہونے کے دوران مولوی صاحب ہمارے ساتھ موٹر سائیکل پر گشت کرتے، ایک رات موسم بہار کے ابتدائی ایام کی بارش تھی اور شدید سردی تھی۔ شاہ جوئی کے علاقے کرتو میں میرے اور مولوی صاحب کی رات پہاڑوں میں تھی۔آدھی رات میں نے کھنکنے اور برتنوں کی آوازیں سنیں۔ گھبرا کر میں اٹھا کہ کہیں امریکی تو نہیں آئے۔ مگر جب دیکھا کہ مولوی صاحب زخمی بھی تھے بارش اور شدید سردی میں اٹھے تھے اور ٹھنڈے پانی سے وضو بنا کر نماز ادا کر رہے تھے''۔

ان کے ساتھیوں کے بقول مولوی صاحب کی ایک اور صفت یہ تھی کہ جماعت کی نماز قضا ادا نہیں کرتے تھے۔ حتی کہ دو افراد بھی ہوتے تب بھی نماز باجماعت ادا کرتے۔ وہ ساتھیوں سے کہتے کہ

> '' موٹر سائیکل پر بیٹھتے وقت ایک طالب اور ناخواندہ مجاہد بیٹھا کرو اور جماعت کی نماز مل کر ادا کیا کرو جہاں بھی نماز کا وقت ہو جایا کرے''۔

شہادت:

مولوی محمد عالم کلیم رحمہ اللہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بار بار دشمن کے چھاپوں اور حملوں میں نجات دی بالآخر کٹھ پتلی دشمن کے ایک بزدلانہ حملے میں ۶ جنوری ۲۰۱۶ء کو شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہوگئے۔

ان کی نماز جنازہ میں امارت اسلامیہ کے رہنماؤں اور ہزاروں مجاہدین اور عام مسلمانوں نے شرکت کی۔ان کی روح شاد اور یادیں تازہ رہیں۔

رحمہ اللہ تعالیٰ

☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ ماہِ مئی میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیشِ خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.urdu-alemarah.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم مئی:

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع پچیر آگام کے قریب صبر کے علاقے گنڈیری میں امریکی بکتربند ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار غاصبوں میں سے 3 موقع پر واصل جہنم جب کہ 2 شدید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ روزگان کے ضلع دہراود کے شین غولی کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس اہل کاروں کے تین مراکز پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تینوں مراکز فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 15 ہلاک جب کہ دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، پانچ کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

۲ مئی:

☆صوبہ بدخشاں کے ضلع اشکاشم میں بازیر، زرخان اور خشپاک کے علاقوں میں مجاہدین نے دشمن کے مراکز پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت تینوں وسیع علاقے فتح اور لڑائی کے دوران 20 کمانڈوز، فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک ہوئے جب کہ ایک رینجر گاڑی اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر کے مربوطہ ابراہیم خیل کے علاقے میں مجاہدین نے زرمت جانے والے فوجی کاروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، ایک فوجی اور ایک سپلائی گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 3 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

۳ مئی:

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں شلغمی ماندہ کے علاقے میں واقع جنگ جوؤں اور پولیس اہل کاروں کی دو چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے دونوں چوکیاں فتح اور وہاں تعینات کمانڈر سرحدی سمیت 10 ہلاک دیگر فرار اور 2 ٹینک ایک گاڑی تباہ ہوئی۔ مجاہدین نے ایک 82 ایم ایم توپ، 3 ہیوی مشین گنیں، 4 راکٹ لانچر، ایک رائفل، 6 کلاشنکوفیں، ایک پستول، 2 دوربین اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع درہ بوم میں خوشنو کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات کمانڈر احمد سمیت 5 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے، اس کے علاوہ مجاہدین نے دو موٹر سائیکلیں، تین کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی میں مجاہدین نے زوری کے علاقے میں فوجی کاروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 فوجی رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی کے وچہ ژورہ کے علاقے میں مجاہدین نے اعلیٰ حکام پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 اہل کار ہلاک جب کہ ڈسٹرکٹ پولیس چیف کمانڈر صفر سمیت 5 اہل کار زخمی ہونے کے علاوہ 9 گاڑیاں بھی تباہ ہوئی۔

۴ مئی:

☆صوبہ قندھار میں قندہار شہر کے دارالمعلمین کے علاقے میں سفاک ظالم پولیس کمانڈر منگنی کی گشتی پارٹی پر فدائی حملہ ہوا۔ کمانڈر 8 محافظوں سمیت ہلاک ہوگیا۔

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر کے ملرغی، کتہ خیل، باغ میری، خواجہ پستہ اور لودین کے علاقوں میں واقع دشمن کے مراکز، چوکیوں اور تازہ دم اہل کاروں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 29 اہل کار ہلاک اور زخمی ہونے کے علاوہ 2 فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہوئی۔ مجاہدین نے ایک فوجی ٹینک، ایک رینجر گاڑی اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی سازوسامان اور اسلحہ غنیمت کرلی۔

۵ مئی:

☆صوبہ بدخشاں کے ضلع اشکاشم کے مربوطہ علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا، جس کے نتیجے میں 26 کمانڈوز ہلاک جب کہ 5 گرفتار ہونے کے علاوہ مجاہدین نے ایک فوجی رینجر گاڑی، 8 عدد لیزر دوربین، 8 عدد ایم فور امریکی گنیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ روزگان کے ضلع دہراود میں مجاہدین نے زرتالی کے علاقے میں واقع پولیس چوکی پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات 7 اہل کار ہلاک ہوئے، اس کے علاوہ مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی، دو موٹر سائیکلیں، ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، پانچ کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان مجاہدین نے غنیمت کرلیا۔

۶ مئی:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع سنگ آتش میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک رینجر گاڑی اور 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ فوجی

کمانڈر احمد سمیت 4اہل کار ہلاک جب کہ 4زخمی اور دیگر ضلعی مرکز کی جانب فرار ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر کے قریب مختار کے علاقے میں دو رابط مجاہدین نے وہاں تعینات اہل کاروں پر اندھادھند فائرنگ کی، جس کے نتیجے میں 7اہل کار ہلاک ہوئے اور دونوں رابط اہل کار ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، پانچ کلاشنکوفوں اور دیگر فوجی ساز وسامان کے ہمراہ مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

۷ مئی:

☆صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد کے چار سرائے کے علاقے میں دشمن کے مراکز پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا جس کے نتیجے میں کمانڈر نیاز سمیت 16 جنگ جو ہلاک جب کہ 2 گرفتار ہوئے ہیں۔اس کے علاوہ مجاہدین نے ایک ٹینک تباہ اور دو کو مجاہدین نے کافی اسلحہ وغیرہ سمیت غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فاریاب میں ضلع پشتون کوٹ کے آقچہ اور آقدرہ کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 8اہل کار ہلاک جب کہ 10 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع لولاش کے شورہ کے علاقے میں نام نہاد قومی لشکر کے جنگ جو کمانڈر سید علاء نے 29 مسلح افراد کے ہمراہ مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، جنہوں نے 2 ہیوی مشین گنیں، دو راکٹ لانچر، 36 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی ساز وسامان بھی مجاہدین کے حوالے کر دیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں ملنگ کے علاقے میں واقع جنگ جوؤں کی چوکی پر شدید حملہ کیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات جنگ جوؤں میں سے 11 اہل کار ہلاک ہوئے، جن میں 3 کمانڈر بھی شامل ہیں، اس کے علاوہ مجاہدین نے ایک مارٹر توپ، ایک کلاشنکوف اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کر لی۔

۸ مئی:

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندہار شہر کے لووالہ کے علاقے میں گورنر ہاؤس انفارمیشن مشیر اور اسلام کے دشمن عبدالغفور پیروز کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا گیا۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندہار شہر کے حکیم پٹرولیم سروس کے علاقے میں مجاہدین نے جنگ جو کمانڈر عبدالظاہر کو محافظ سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر کے مشرقی دروازے کے مربوطہ چرخاب، حوض، باغ میری اور کنہ خیل کے علاقوں اور اسی طرح ضلع خان آباد کے مربوطہ دکان آدم خان، عکس داؤد، نوآباد اور چار سرے کے علاقوں میں واقع دشمن کے مراکز اور چوکیوں پر وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 11 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ معروف وحشی جنگ جو کمانڈر نیاز محمد سمیت 52 فوجی، مقامی جنگ جو اور پولیس اہل کار ہلاک وزخمی، جب کہ 2 گرفتار ہوئے اور دوران کمانڈر نیاز کی چوکی بھی رات کے وقت فتح ہوئی۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر کے شہباز کے علاقے میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں کو 82ایم ایم توپ کا نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 2 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پروان کے صدر مقام چاریکار شہر کے مربوطہ غوربند روڈ پر مجاہدین نے امریکی جاسوس ڈرون طیارے کو مار گرایا

۹ مئی:

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر کے بٹی کے علاقے میں تازہ قائم کردہ پولیس چوکی پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 9 ہلاک جب کہ ایک زخمی ہونے کے علاوہ ایک ہوی مشین گن اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت ہوا۔

۱۰ مئی:

☆صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد کے نوآباد کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ انسداد دہشت گردی کمانڈر بشرمل سمیت 3 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے مختلف النوع فوجی ساز وسامان واسلحہ غنیمت کر لی۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد میں مجاہدین کے حملے میں 2 فوجی ٹینک تباہ اور 12 اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع مہمند درہ کے مربوطہ طورخم، جلال آباد قومی شاہراہ پر ہزارناؤ کے علاقے میں واقع جنگ جوؤں کی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 8اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

۱۱ مئی:

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر کے گلستان قبر کے علاقے میں اس وقت لڑائی میں شدت آئی، جب مجاہدین نے جنگ جو کمانڈر بختیار کی چوکیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 8اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

۱۲ مئی:

☆صوبہ بغلان کے ضلع برکہ میں مجاہدین نے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر، آس پاس دفاعی چوکیوں اور فوجی مراکز پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے تمام چوکیاں فتح اور ضلعی مرکز شدید محاصرے کی حالت میں ہے۔ دو کمانڈروں حسین

اور جمیل سمیت 18 اہل کار ہلاک جب کہ تین کمانڈروں خالد، سبز اور بشیر کے ہمراہ 24 اہل کار شدید زخمی ہوئے ہیں۔

☆صوبہ روزگان کے روز صدر مقام ترینکوٹ شہر کے خانقی اور سر مرغاب کے علاقوں میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان شدید لڑائی لڑی گئی، جس کے نتیجے میں 15 اہل کار ہلاک اور زخمی ہونے کے علاوہ 4 فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں نانی کے علاقے میں مجاہدین نے سپلائی کانوائے پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 7 اہل کار بھی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ سمنگان کے ضلع رود و آب کے ضلعی مرکز پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے ضلعی مرکز کی تمام دفاعی چوکیاں اور وسیع علاقے فتح ہوئیں، اور کمانڈر حبیب اللہ اندرابی سمیت درجنوں اہل کار ہلاک اور زخمی ہونے کے علاوہ ایک فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

۱۴ مئی:

☆صوبہ بغلان کے صدر مقام ضلع مرکزی بغلان جانے والے کارروان پر بلادوری کے مقام اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک، 3 فوجی اور 3 سپلائی گاڑیاں تباہ ہوئیں اور اہم کمانڈر سمیت 2 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام کے نصرو قلعہ کے مقام پر امریکی فوجوں کا ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 4 امریکی فوجی واصل جہنم ہوئے۔

☆صوبہ پروان کے ضلع سیاہ گرد کے تگاب کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس ٹینک کو راکٹ لانچر کا نشانہ بنا کر تباہ کر دیا اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب ایئرپورٹ کے اندر کمانڈوز پر حکمت عملی کے تحت دھماکہ ہوا، جس سے 4 اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع شاہ ولیکوٹ کے ژڑی کے علاقے میں واقع چوکی پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات 8 اہل کار ہلاک ہوئے اور ساتھ ہی مجاہدین قریبی چوکی پر حملہ کر کے اس پر قابض ہوئے اور وہاں موجود 3 اہل کار ہلاک ہوئے، ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی اور مجاہدین نے 8 عدد مختلف النوع ہلکے و بھاری ہتھیار اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کیا۔

☆صوبہ فراہ کے صدر مقام فراہ شہر میں زرعی بینک کے سامنے سفاک ظالم چیف پراسیکیوٹر غلام یحییٰ کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا گیا۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زازئی آریوب میں علی خیل کے علاقے میں پولیس رینجر گاڑی دھماکہ سے تباہ اور اس میں سوار اعلیٰ افسر سمیت 8 اہل کار ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

۱۵ مئی:

☆صوبہ فاریاب کے جمعہ بازار اور شیرین تگاب اضلاع کے سرحدی علاقے گورزاد اور سرائے قلعہ کے علاقوں میں مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ ایک جنگ جو ہلاک جب کہ دوسرا زخمی ہوا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار کے نودرہ کے علاقے میں مجاہدین کے حملے میں ایک ٹینک تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع پٹھان کے مقبل تنگی اور شپولی کے علاقوں میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان چھڑنے والی لڑائی دیر تک جاری رہی، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی اور دیگر فرار ہو گئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع سمکنی کے کوٹکی کے علاقے میں گشتی پارٹی پر ہونے والے دھماکہ نے 7 فوجیوں کی جان لی۔

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر کے ڈبر شیخان گاؤں میں شرپسندوں کے مراکز اور چوکیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے تمام علاقہ اور مرکز سے جنگ جوؤں کا صفایا ہوا اور اس دوران کمانڈر شمود سمیت 6 جنگ جو ہلاک ہوئے، مجاہدین نے 3 ہیوی مشین گنیں، 3 کلاشنکوفیں، 2 توپیں، 2 راکٹ لانچر، 2 دوربین، ایک لیزر گن، 2 موٹر سائیکلیں اور دیگر فوجی ساز و سامان مجاہدین نے غنیمت کیا۔

☆صوبہ ہرات کے صدر مقام ہرات شہر میں ایئرپورٹ کے قریب مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس اہل کار اور معروف مخبر کرنل عبدالرحمن زابلی کو ہدفی کارروائی میں قتل کر دیا۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر کے نوغی کے علاقے میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع مقر کے ابول کے علاقے میں مجاہدین نے سفاک جنگ جو کمانڈر حبیب الرحمن کو حکمت عملی کے تحت قتل کر دیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر کے خارخشتہ کے علاقے میں بم دھماکہ سے پولیس رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 5 اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں الوزئی کے علاقے میں آپریشن کے لیے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 11 اہل کار ہلاک جب کہ 13 زخمی اور 4 ٹینک تباہ ہوئے اور دیگر فرار ہوئے۔

۱۶ مئی:

☆صوبہ کنڑ کے ضلع چپہ درہ میں گلسلک کے علاقے میں واقع فوجی بیس اور دفاعی چوکیوں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں فوجی بیس اور 4 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ اعلیٰ فوجی افسر مدیر ناصر سمیت 22 فوجی ہلاک ہوئے، اس کے علاوہ مجاہدین نے

4 ہیوی مشین گنیں، ایک راکٹ، 4 ایم 16 امریکی گنیں اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کرلی اور ساتھ ہی ایک فوجی ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں کٹہ سنگ اور گل آرام کے علاقوں سیکورٹی فورسز نے آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین نے حملہ کیا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ اور 7 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی اور ایک مجاہدین نے گرفتار کرلیا، اس کے علاوہ ایک ہیوی مشین گن، 3 کلاشنکوفیں، ایک دوربین اور دیگر فوجی ساز وسامان مجاہدین نے غنیمت کرلیا۔

۱۷ مئی:

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی میں چپتلی کے علاقے میں مجاہدین نے نائب ضلعی سربراہ کی گاڑی پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں نائب ضلعی سربراہ متین دو محافظوں سمیت ہلاک اور اس کی گاڑی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ کے نوروز خیل، منو قلعہ اور سرکی کے علاقوں میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں کے مرکز اور چوکیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہونے کے علاوہ 2 ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی کے لوئے باغ اور قاری چوکی کے درمیانی علاقے میں مجاہدین نے پولیس اور جنگ جوؤں کی چوکیوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے 7 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 22 اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی اور 3 فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں مجاہدین نے مولوی عبدالرحیم نامی معروف سرکاری مولوی، درباری مبلغ اور دولت کے عاشق کو وقت دہ برنج کے علاقے میں مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کردیا۔ واضح رہے کہ عبدالرحیم علاقے میں مجاہدین کے خلاف عوامی اذہان کو متنفر کرنے اور ان کے مقدس جہاد کو ناجائز جنگ کہنے کے علاوہ مجاہدین کے خلاف فتوی بھی دیتا تھا۔

۱۸ مئی:

☆صوبہ قندھار میں ضلع ارغستان کے دلق کے علاقے میں واقع فوجی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات کمانڈر شمشاد سمیت 9 اہل کار ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، 3 ہیوی مشین گن، 7 کلاشنکوف، 4 موٹر سائیکل اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع خاکریز میں سیاہ سنگ کے علاقے میں واقع 3 چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، 2 چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 5 ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ، ایک ہیوی مشین گن، ایک سنائپر گن، 3 کلاشنکوف وغیرہ غنیمت کیا۔

۱۹ مئی:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں لوئے باغ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی چوکیوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے تین چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ وہاں تعینات 9 اہل کار ہلاک جب کہ دیگر فرار ہوئے اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، ایک سنائپر گن اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب کے اسلام قلعہ کے علاقے میں واقع جنگ جوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات 4 جنگ جو ہلاک جب کہ ایک زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ، دو کلاشنکوفیں، ایک آٹومیٹک گن، ایک وائرلیس اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں خار کوہ، شملان اور سپین مسجد کے علاقوں میں مجاہدین نے آپریشن کے لیے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں پر حملہ کیا، اس دوران دشمن پر بارودی سرنگوں کے شدید دھماکے بھی ہوئے، جس کے نتیجے میں آپریشن کمانڈر لیفٹیننٹ عبدالشکور سمیت 11 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند خاک چوپان کے علاقے میں واقع سنگوری نامی جنگ جوؤں کی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے دو چوکیاں فتح اور وہاں تعینات 5 جنگ جو ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک رینجر گاڑی، ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، ایک کلاشنکوف، ایک موٹر سائیکل اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل میں مار کوہ بازار میں جنگ جوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات 5 شرپسند قتل، ایک گرفتار جب کہ متعدد زخمی ہوئے اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، 6 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع معروف میں اسحق زئی کے علاقے میں واقع فوجی مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کمانڈر سردار ولی سمیت 7 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی اس کے علاوہ ایک فوجی ٹینک اور ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔ مجاہدین نے ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، ایک ہینڈ گرنیڈ، دو کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ پروان کے صدر مقام چاریکار شہر میں عبد بائی کے علاقے میں جارح امریکی فوجوں کا ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 4 صلیبی جہنم ہوئے۔

۲۰ مئی:

☆صوبہ غزنی کے ضلع واغظ کے مرکز، پولیس ہیڈ کوارٹر اور دیگر سرکاری تنصیبات پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ضلعی مرکز فتح ہونے کے علاوہ 38 اہل کار ہلاک

جب کہ 53 زخمی اور 7 ٹینک بھی مکمل طور پر تباہ ہوئے۔ مجاہدین نے دو فوجی ٹینک اور کافی مقدار میں ہلکے وبھاری ہتھیار غنیمت کیے۔

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں مجاہدین نے دشمن پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 بکتر بند ٹینک تباہ اور چیف آف اسٹاف سمیت 12 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب کے اسلاقعہ اور بلوچ کے علاقوں میں مجاہدین نے جنگ جوؤں اور پولیس اہل کاروں کے مراکز اور چوکیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کمانڈر کمانڈر میر حمزہ مرکز، ایک چوکی اور اسلام قلعہ کا مکمل علاقہ فتح اور کمانڈر ابراہیم ہلاک جب کہ 3 جنگ جو زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں واقع کابل بینک پر امارت اسلامیہ کے دو فدائین نے ایسے وقت میں حملہ کیا، جب بینک سے اعلیٰ حکام، کٹھ پتلی فوجیں، پولیس اہل کار اور مقامی جنگ جو تنخواہیں وصول کر رہے تھے۔ ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے لیس فدائین نے نہایت منظم طریقے سے بینک پر حملہ کر کے عمارت میں داخل ہوئے اور وہاں موجود اعلیٰ سرکاری حکام کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں درجنوں اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ بدخشان کے ضلع ارغنج خواہ میں جنگ جوؤں کی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات شرپسندوں میں سے 4 ہلاک جب کہ دیگر زخمی اور فرار ہونے کے علاوہ 3 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی ساز وسامان مجاہدین نے غنیمت کرلی۔

۲۱مئی:

☆صوبہ زابل کے ضلع شاہ جوئے میں مقامی جنگ جوؤں اور کٹھ پتلی فوجوں کی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چار چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 35 ہلاک جب کہ 15 زخمی ہونے کے علاوہ ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، 13 عدد ہلکے و بھاری ہتھیار، ایک ٹینک، ایک فوجی رینجر گاڑی اور دیگر فوجی ساز وسامان مجاہدین نے غنیمت کیا۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع نیش کے نیازئی کے علاقے میں واقع چار چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چاروں چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 21 ہلاک جب کہ دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ مجاہدین نے ایک فوجی رینجر گاڑی کو نذر آتش کردی، جب کہ ایک ٹینک، دو گاڑیاں، 2 ہیوی مشین گن، ایک راکٹ، 6 سنائپر گن، 12 کلاشنکوفیں اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں پولیس چیک پوسٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 8 ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، چار کلاشنکوفیں، دو مارٹر توپ اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی کے کوچیان کے علاقے میں قائم پولیس اہل کاروں اور کٹھ پتلی فوجوں کی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 23 اہل کار ہلاک جب کہ 11 زخمی اور 2 فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع آب کمری میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے 21 سیکورٹی اہل کار مخالفت سے دستبردار ہوئے۔

۲۲مئی:

☆صوبہ قندھار کے ضلع شورابک میں مجاہدین نے پولیس اہل کاروں کی چوکی پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات 15 اہل کار ہلاک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ مجاہدین نے ایک فوجی رینجر گاڑی، 3 ہیوی مشین گن، 2 آر پی جی راکٹ، 5 کلاشنکوف، ایک وائرلیس اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ غور کے ضلع شہرک کے مسجد نگار کے علاقے میں مجاہدین اور کٹھ پتلی دشمن کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں، جس کے نتیجے میں ضلعی سربراہ حاجی سمیت 10 اہل کار زخمی جب کہ 2 ہلاک اور 3 ٹینک تباہ ہوئے۔

۲۳مئی:

☆صوبہ قندہار کے ضلع ارغنداب میں دشمن کے سب سے اہم اور مضبوط فوجی مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مرکز فتح اور وہاں تعینات 35 اہل کار ہلاک جب کہ 4 گرفتار ہونے کے علاوہ 2 فوجی ٹینک اور 2 رینجر گاڑیاں بھی تباہ ہوئی۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع جوند میں دولم شاہ، مرغزار اور تخلینگاہ کے 1800 گھرانوں پر مشتمل خاندانوں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی حمایت کا اعلان کیا۔ اس سلسلے میں ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں مذکورہ علاقوں کے عمائدین اور قبائلی سرداروں نے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے ہر قسم کے تعاون اور قربانی کے لیے آمادگی ظاہر کی۔

۲۴مئی:

☆صوبہ قندہار کے ضلع آرغنداب کے سوزنیان کے علاقے میں واقع فوجی مرکز پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے مرکز فتح وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 35 ہلاک جب کہ 4 گرفتار ہونے کے علاوہ 4 ٹینک اور 2 رینجر گاڑیاں تباہ ہوئیں اور مجاہدین نے دو فوجی ٹینک، دو اینٹی ایئر کرافٹ گن، دو ہیوی مشین گن، ایک راکٹ، پانچ سنائپر گن اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز وسامان غنیمت کیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں لوئے باغ اور کوچیان کے علاقوں میں واقع پولیس اور فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 4 فوجی ٹینک بھی نذر آتش ہوئے اور ساتھ ہی دشمن کو جانی ومالی نقصانات کا سامنا ہوا۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع مہمند درہ میں امارت اسلامیہ کے دعوت و ارشاد کمیشن کی کوششوں سے 32 کٹھ پتلی فوجیوں اور مقامی جنگ جوؤں نے مخالفت سے دستبرداری کا اعلان کیا۔

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں امریکی و کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے خلاف آپریشن کا آغاز کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور جھڑپوں کا سلسلہ شروع ہوا، جس کے نتیجے میں ایک امریکی جنرل سمیت 10 وحشی ہلاک جب کہ 4 زخمی ہونے کے علاوہ ایک بکتر بند ٹینک بھی تباہ ہوا ہے۔ کارروائی کے دوران 26 کٹھ پتلی فوجیں بھی ہلاک و زخمی ہوئے

☆صوبہ زابل کے ضلع سیوریٔ میں کوچنی شار کے علاقے میں انٹیلی جنس سروس افسر کا ٹینک دھماکہ سے تباہ اور اس میں سوار ڈسٹرکٹ انٹیلی جنس افسر شاہین دو محافظوں سمیت ہلاک ہوا۔

۲۵ مئی:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع واشیر میں انٹیلی جنس سروس ڈائریکٹوریٹ سے امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد نے بارود بھری گاڑی ٹکرادی، جس سے مرکز منہدم ہو کر رہ گیا اور وہاں موجود سفاک جنگ جو کمانڈر طور جان سمیت 19 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں واقع اہم فوجی مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے مرکز فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 34 ہلاک جب کہ دیگر فرار ہونے کے علاوہ 2 فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

۲۶ مئی:

☆صوبہ ہرات کے شینڈنڈ اور ادرسکن اضلاع کے درمیانی علاقوں شیر زاد اور میش میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں 3 ٹینک اور 4 رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 9 اہل کار ہلاک 16 زخمی اور مجاہدین نے ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ، دو کلاشنکوف، ایک دوربین ، دو لیزر گن اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

صوبہ قندھار کے ضلع شاہ ولیکوٹ میں شب زنگیان کے علاقے میں واقع فوجی مرکز اور تین چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مرکز اور تین چوکیاں فتح ہوئیں اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 35 ہلاک ہوئے جب کہ 8 گرفتار ہوئے ہیں۔ 7 فوجی ٹینک، ایک ایس پی جی نائن توپ، ایک روسی اور تین امریکی اینٹی ایئر کرافٹ گن، تین مارٹر توپ اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کیا۔

۲۷ مئی:

☆صوبہ خوست کے صدر مقام خوست شہر کے عسکری کلوپ کے قریب امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید حافظ ادریس خوستی تقبلہ اللہ نے سول لباس میں ملبوس سیکورٹی فورسز کے کارروان کو بارود بھری گاڑی کا نشانہ بنایا۔ فدائی حملے میں متعدد گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 22 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔ واضح رہے کہ مذکورہ اہل کاروں کو امریکی نگرانی میں خصوصی تربیت دی جاتی اور عرصہ دراز سے مجاہدین کے نشانے پر تھے۔

☆صوبہ ہلمند کے سنگین اور گریشک اضلاع کے درمیانی علاقے امان اللہ کاریز کے مقام پر واقع اہم فوجی مرکز پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مرکز فتح اور وہاں تعینات 14 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے، اس کے علاوہ مجاہدین نے ایک ہینڈ گرنیڈ، دو ہیوی مشین گن، 8 سنائپر گن اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

۲۸ مئی:

☆صوبہ ہرات کے شینڈنڈ اور ادرسکن اضلاع کے درمیانی علاقوں او میش اور شیر زاد کے مقامات پر مجاہدین نے فوجی کارروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 11 کمانڈوز اور 6 فوجی ہلاک جب کہ 6 کمانڈوز اور 4 فوجی زخمی ہوئے

☆صوبہ لوگر کے ضلع خوشی میں شہرک کے علاقے میں مجاہدین نے ضلعی سربراہ پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہوا اور اس کے 2 محافظ ہلاک ہونے کے علاوہ ایک گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

۲۹ مئی:

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع شیخ آباد کے سربراہ اجمل خان کو مجاہدین نے ضلعی مرکز کے قریب مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں محافظ سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع بہسود کے نہر نمبر 11 کے علاقے میں امریکی فوجی کارروان پر دھماکہ ہوا، جس سے ایک بکتر بند ٹینک تباہ اور اس میں سوار 2 صلیبی فوجی موقع پر ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر کے میر وال کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی ڈرون جاسوس طیارے کو نشانہ بنا کر مار گرایا۔

۳۰ مئی:

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر میں ایئرپورٹ کے مین گیٹ کے سامنے حکمت عملی کے تحت ہونے والے دھماکہ سے امریکی گاڑی تباہ اور اس میں سوار 2 صلیبی فوجی واصل جہنم جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆☆☆☆☆

میری بہنو تمہیں بھول سکتے نہیں!

جامعہ حفصہ کی طالبات سے لے کر ہر اس بہن کے نام جس نے شجرِ اسلام کو اپنا پاکیزہ خون دے کر بنتِ سمیہ ہونے کا حق ادا کیا

وہ فرشتوں سی تم سب کی پاکیزگی
حور و غلمان کے جیسی معصومیت
علم و تقویٰ پہ ایماں کی بالیدگی
اہلِ جنت کے جیسی تھی ہر اک صفت
وہ تمہارے ہی حسنِ عمل کی ضیا
جس سے روشن شجاعت کے عنواں ہوئے
وہ تمہارے لہو کی چھلکتی حنا
جس سے رنگیں شہادت کے میداں ہوئے
جس طرح تم مہکتی تھیں وقتِ قضا
ایسے گلشن میں غنچے مہکتے نہیں!
میری بہنو تمہیں بھول سکتے نہیں!
ہم کبھی بھی تمہیں بھول سکتے نہیں!
تھی نفیس آرزوؤں کی عمر حسیں
تم نے دیں کی حفاظت میں جو وار دی
ہر تمنا مٹائی بہ قلبِ حزیں
دستِ نازک کو بدلے میں تلوار دی
جب جوانوں میں مفقود تھیں غیرتیں
تم کو حاصل حمیت کی معراج تھی
پیشِ جابر نہ مردوں میں تھیں ہمتیں
تم نے ہی رکھی اسلام کی لاج تھی
تم نے اپنے لہو سے یہ ثابت کیا
اہلِ حق موت سے بھی جھجکتے نہیں!
میری بہنو تمہیں بھول سکتے نہیں!

ہم کبھی بھی تمہیں بھول سکتے نہیں!
تم بموں، گولیوں میں تڑپتی رہیں
آتشیں سنگ و آہن ہی برسا کیے
محفلیں اپنی، مستی اگلتی رہیں
رقص و عریانی بس ہم بھی دیکھا کیے
دخترِ دیں کی چادر اتاری گئی
ہم تعیش کی راحت میں سوئے رہے
اپنی ہر بچی چن چن کے ماری گئی
ہم عدو کی حمایت میں کھوئے رہے
اب ہے دل میں ندامت کا آتش فشاں
کون سے دن یہ شعلے بھڑکتے نہیں؟
میری بہنو تمہیں بھول سکتے نہیں!
ہم کبھی بھی تمہیں بھول سکتے نہیں!
ہاں فقط یہ پشیمانی کافی نہیں!
بیٹیوں کی حفاظت کا یارا بھی ہو
آنسوؤں کی فراوانی کافی نہیں!
بہرِ دیں سر کٹانے کا سودا بھی ہو
یاالٰہی! وہ ہمت ہمیں کر عطا
اپنی ہر اک بہن کے محافظ ہوں ہم
بخش دے بے حمیت کی ہر اک خطا
پھر سے مشہد کی جانب اٹھیں یہ قدم
تیرے دشمن پہ ہم بھی یہ ثابت کریں
رب کے عاشق مصائب سے تھکتے نہیں!
اپنی بہنوں کو وہ بھول سکتے نہیں!
ہاں کبھی بھی انہیں بھول سکتے نہیں!

حافظ ابن الامام

لوگ فتح کا رستہ بھول گئے ہیں

”قتال فی سبیل اللہ ایک عبادت ہے اور اس عبادت کی بنیاد ہی جانیں قربان کرنے پر کھڑی ہے۔ اس راہ میں مسلمانوں کو دین کی حفاظت کی خاطر اپنا خون تو پیش کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس دین کی حفاظت کی خاطر جو ہم تک بھی تبھی پہنچ پایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت شہید ہوئے، آپ کا سر زخمی ہوا اور آپ کا چہرہ مبارک خون سے تر ہو گیا۔ اور دنیا کے بہترین لوگوں، یعنی حضرت حمزہؓ، حضرت مصعبؓ، حضرت زیدؓ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہم جیسوں کے لہو بہے۔

پس یہی اصل رستہ ہے سو اسی کی پیروی کرو۔

لوگ فتح کا رستہ بھول گئے ہیں

اور یہ سمجھنے لگے ہیں کہ یہ بہت راحت و آسانی سے مل جاتی ہے

اور خون بہے بغیر ہی حاصل ہو جاتی ہے

آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا جہاد آج کہاں چلا

الغرض، میری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ پرویز، اس کی حکومت، اس کی فوج اور اس کے تمام معاونین کو ہٹانے کی خاطر جہاد و قتال کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ ان پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ ایک امیر المؤمنین پر متفق ہو کر اس کی بیعت کریں جو پرویزی نظام کے خود ساختہ شرکیہ دستور کی بجائے اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے کرنے کا اہتمام کرے۔ نیز یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ یہاں بسنے والے مسلمان کبھی بھی پرویز اور اس کے شرکیہ قوانین کی غلامی سے آزاد نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ ان علمائے سوء اور قائدین کے اثر سے آزاد نہ ہو جائیں جو اسلام کی طرف اپنی جھوٹی نسبت کرتے ہیں، حالانکہ وہی درحقیقت پرویز، اس کی حکومت اور اس کی افواج کے دفاع کا خطِ اوّل ہیں۔ آپ حضرات پہلے بھی اپنی آنکھوں سے ان لوگوں کے مؤقف کا مشاہدہ کر چکے ہیں جب یہ کفر کے نرغے میں پھنسے ہوئے افغانی مسلمانوں کی نصرت کے لیے تو نہ اٹھے، لیکن ان فوجی مراکز اور ہوائی اڈوں کا محاصرہ ختم کرانے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے جو پرویز نے امریکہ کو دیے تھے، اور انہی ہوائی اڈوں سے امریکہ کے جنگی جہاز روزانہ اڑتے تھے اور ہم پر تورابورا، کابل، قندھار، پکتیا اور ننگرہار وغیرہ میں بمباری کیا کرتے تھے۔ اور آپ کی معلومات کے لیے یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ پرویز نے لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر حملے کی جرأت بھی تبھی کی تھی جب اس کو یہ اطمینان ہو چکا تھا کہ بیشتر علما اور دینی جماعتوں کے قائدین اس شرعی جہاد کو چھوڑ چکے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حق واضح کرنے کے لیے اپنی شریعت کا حصہ بنایا اور جس کا علَم سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بلند فرمایا۔ صرف یہی نہیں، بلکہ ان لوگوں نے آگے بڑھتے ہوئے شرعی جہاد کو شرکیہ جمہوری طریقوں، پرامن مظاہرات اور جھوٹے وعدوں کی راہ سے بدل ڈالا، تاکہ یوں عام مسلمانوں کا غصہ بھی کسی مصروفیت میں لگ کر ٹھنڈا ہو جائے۔ پرویز تو اس دن بھی ان کا امتحان لے چکا تھا جب اس نے امارتِ اسلامیہ افغانستان سے خیانت کی۔ یہ سب اِس کے بعد خوشی خوشی، اپنی مرضی سے شرکیہ پارلیمنٹ میں شریک ہونے کے لیے پھر سے آ گئے، گویا کہ کوئی بات ہوئی ہی نہیں۔

پس اے پاکستان میں بسنے والے نوجوانانِ اسلام!

بلاشبہ قلم تمہاری نیکیاں اور لغزشیں لکھ رہا ہے اور یہ عذر تمہارے کسی کام نہ آئیں گے کہ تمہارے علما و زعما کی ایک کثیر تعداد نے کافر حکام سے دوستی لگا رکھی ہے اور کچھ دیگر علما پر طاغوتی حکمرانوں کے خوف سے ایسا ضعف طاری ہو گیا ہے کہ وہ حق بات کہنے اور علانیہ اس کا پرچار کرنے سے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ ان گڑھوں میں گرنے سے صرف وہی علما مستثنیٰ رہے ہیں جن پر اللہ نے اپنا خصوصی رحم فرمایا ہے، اور ایسے علما یا تو جیلوں میں بند ہیں اور یا انہیں دربدری کا سامنا ہے۔ یہ عظیم مصیبت، یعنی علمائے سوء کا مرتد حاکم کے ہم رکاب ہو کر چلنا، اس کے ساتھ مداہنت کا رویہ اختیار کرنا، مخلص علما و مجاہدین پر طعن و تشنیع کرنا، یہ سب کچھ راہِ حق سے دور رہنے کا کوئی عذر نہیں بن سکتا کیونکہ یہ مسئلہ پاکستان ہی کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ یہ ایک ایسی مصیبت ہے جس کا شکار تمام عالمِ اسلام ہے، اور بلاشبہ برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی کوئی قوت ہمارے پاس نہیں سوائے اس کے جو اللہ عطا کرے“۔

[سانحۂ لال مسجد و جامعہ حفصہ کے بعد محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کا پاکستانی عوام کے نام پیغام بعنوان: ”شریعت یا شہادت“ سے اقتباس]